الشمس والقمر بحسبان و النجم والشجر یسجدان

دُنیا بھر کے کروڑوں اہلِ سُنّت کے لیے نئے سال کا خُوبصورت تحفہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خلیفہ پنجم سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

خلیفہ ششم معاویہ رضی اللہ عنہ

۱۴۱۰-۱۱ھ مُطابق ۱۹۹۰ء

پانچویں سالانہ

خلافتِ راشدہ جنتری

بانی و مُدیرِ اعلیٰ
ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمیوں کی محبت مُنافق کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔ ان کے ساتھ صرف مومن محبت کرتا ہے
وہ چار یہ ہیں: ابوبکر صدیق، عُمر فاروق، عُثمان ذُوالنورین، علی المُرتضیٰ رضی اللہ عنہم

ایک کتاب تین مجموعے:
خلافتِ راشدہ جنتری ◎ خلافتِ راشدہ ڈائری ◎ خلافتِ راشدہ ڈائریکٹری

ناشر: اِشاعتُ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد (پاکستان)
فون نمبر ۳۱۱۲۴ - ۰۴۱۱

Scanned with CamScanner

اشاعت المعارف کے شاہکاروں میں ۵ شہ پاروں کا اضافہ

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

نمبر	نام کتاب	صفحات	قیمت	نام مصنف	تعارف / موضوع کتاب
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	بطلان مذہب [illegible]			[illegible]	[illegible]
۳	پیغام توحید و سنت	۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	حقیقت شیعہ مذہب	۴۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	[illegible]		[illegible]		[illegible]
۶	خمینی ازم اور اسلام	۱۶۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	[illegible]	۶۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸	انکشاف حق	۱۳۶	۲۵/-	مفتی خلیل احمد [illegible]	[illegible]
۹	تحفۃ الاحباب	۱۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰	سیدنا معاویہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	[illegible]	۹۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	تاریخ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۴	شیخ عبدالقادر جیلانی	۵۶	[illegible]	[illegible]	حضرت شیخ جیلانی کے سوانح اور [illegible]

انتہائی خوبصورت دیدہ زیب نئے سال کا کیلنڈر

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے تعارف اور مطالبات

پر مشتمل ہے!

قیمت — ۵/ روپے

۱۰۰ منگوانے پر ۳۳ فیصد رعایت

ملنے کا پتہ

۱۔ دفتر مرکزی انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان مسجد پپلیانوالی جھنگ صدر

۲۔ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد، پاکستان

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کا ترجمان

پاکستان میں اپنی نوعیت کا منفرد

ماھنامہ

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد، پاکستان

نگران اعلیٰ

قائد اہلسنت مولانا حق نواز جھنگوی سرپرست اعلیٰ، انجمن سپاہ صحابہ پاکستان

منتظم اعلیٰ

ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

یکم مارچ ۱۹۹۰ء سے منظر عام پر آرہا ہے سائز ۲۰×۳۰/۸

قیمت ۱۲/ روپے، سالانہ چندہ ۱۰۰/ روپے

- انجمن سپاہ صحابہ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے۔
- نئی نسل کے قلوب کو صحابہ کے مشن سے آگاہی کے لئے۔
- رافضیت کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے۔
- نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی جدوجہد کے لئے۔
- محنت کشوں، مزدوروں، کسانوں کے سامنے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ادوار حکومت کا تعارف پیش کرنے کیلئے۔

ماھنامہ "خلافتِ راشدہ" آپکی رہنمائی کے لئے حاضر ہے

آج ہی آرڈر بک کروا دیجئے!

۱۰۰/ روپے سالانہ چندہ درج ذیل پتہ پر ارسال کرکے سال بھر کے لئے خریدار بن جائیے

مولانا حق نواز جھنگوی جامع مسجد پپلیانوالی جھنگ صدر پاکستان

مرکز اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون: ۲۱۱۲۴-۲۱۱

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ

دُنیا بھر کے کروڑوں اہلِ سُنّت کے لیے نئے سال کا خُوبصورت تحفہ

...۱۴۱۰ھ مُطابق ۱۹۹۰ء

پانچویں سالانہ

خلافتِ راشدہ جنتری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ — خلیفہ اوّل

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خلیفہ پنجم سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

خلیفہ ششم سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

مُدیرِ اعلیٰ
...یاء الرحمٰن فاروقی

...اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمیوں کی محبت مُنافق کے دِل میں جمع نہیں ہو سکتی، ان کے ساتھ صرف مومن محبت کرتا ہے
...یہ ہیں: ابوبکر صدیق، عُمر فاروق، عُثمان ذُوالنورین، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

ایک کِتاب تین مجموعے:
...راشدہ جنتری ◎ خلافتِ راشدہ ڈائری ◎ خلافتِ راشدہ ڈائریکٹری

شیرازۂ عنوان

پانچویں سالانہ خلافتِ راشدہ جنتری

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱	ذاتی یادداشت		۵
۲	عرضِ ناشر		۶
۳	اداریہ	طاہر محمود	۷
۴	خلافتِ راشدہ مستقل ڈائریکٹری	ابوریحان فاروقی	۹
۵	سیدنا ابوبکر صدیق رض		۲۱
۶	فریاد درگاہِ خیر الانام	مولانا عبدالحئی ہمام پسروری	۲۵
۷	منقبت صحابہ		۲۶
۸	عورت کا مقام بزبانِ نبوت		۲۸
۹	خاندانِ نبوت	مولانا اللہ بخش متقی	۲۹
۱۰	ساری اُمت آلِ رسول ہے	قاری عبدالغفار سلیم	۳۲
۱۱	اہلِ سُنت کی حقانیت پر ۲۰ احادیث	مولانا عبدالغفور حقانی	۳۴
۱۲	مناقب صحابہ	مولانا مہر محمد میانوالی	۳۷
۱۳	سیدنا حضرت عمر احادیث کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن کینیڈا	۴۷
۱۴	تعارف ذی النورین	علامہ خالد محمود	۵۴
۱۵	مشابہت و مماثلت	مولانا علامہ دوست محمد قریشی رح	۵۷
۱۶	حضرت معاویہ رض اور خلافتِ راشدہ	حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رح	۵۹
۱۷	اسلامی مہینوں کے چودہ سو سالہ واقعات	حکیم محمود احمد سیالکوٹی	۹۰
۱۸	سیدہ عائشہ صدیقہ رض	مولانا محمد انور کلیم	۱۰۳
۱۹	شیعہ سے ۴۴ سوالات	مولانا عبدالرحمٰن جامی	۱۰۸
۲۰	بکھرے موتی	مولانا علامہ دوست محمد قریشی رح	۱۱۳
۲۱	حضرت علی رض کے ملفوظات	قاری فقیر اللہ عاسانی	۱۱۴
۲۲	بارہ سو سالہ جنتری	(مُرسلہ قاری شبیر احمد)	۱۱۸
۲۳	فتویٰ استفتاء		۱۲۱
۲۴	صحابہ کا تعارف	مفتی عبدالسلام صاحب	۱۲۲
۲۵	ایک سو بیس سال عمر پانے والے اصحابِ رسول	قاضی محمد اسرائیل گرنگی	۱۲۳
۲۶	متفرقات	فضیلۃ الشیخ مولانا محمد مکی صاحب	۱۲۶
۲۷	فاروقی و حسین (نظم)	حافظ محمد صدیق جھبروی	۱۲۷
۲۸	احادیث نبویہ میں ماتم کی مذمت	پروفیسر بشیر احمد بشیر	۱۲۸
۲۹	شہید تیغ ابن سبا (نظم)	مولانا عبدالکریم ندیم	۱۳۱
۳۰	قرآن حکیم کی بیان کردہ حقیقتوں کی تصدیق	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	۱۳۲
۳۱	حضرت معاویہ رض اور الزامِ بغاوت	ریاض ایڈووکیٹ	۱۳۴
۳۲	حضرت خدیجۃ الکبریٰ	پروفیسر محمد طاہر ہاشمی	۱۵۴
۳۳	اہلسنت کے اہم اسلامی مراکز اور شعراء کی فہرست	(مُرسلہ) قاری خطیب الرحمٰن شاکر	۱۵۶

خلافتِ راشدہ جنتری

بانی و مُدیر اعلیٰ
ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

مُدیر
میاں طاہر محمود

ناظم!
قاری عبدالغفار سلیم

مجلسِ ادارت

شیرِ اسلام مولانا حق نواز جھنگوی — جھنگ صدر
راؤ مسعود احمد خان — بورے والا
مولانا محمد عادل جامع فاروقیہ — کراچی
قاری محمد طیب عباسی — لندن
شعیب ندیم صاحب — واہ کینٹ
قاری عبداللطیف نعمانی — ایڈن برا برطانیہ
حافظ خورشید احمد — برمنگھم
ابوطاہر محمد اسحٰق مدنی — دوبئی
شفیع الرحمٰن بخاری — جدہ
مولانا عبدالرؤف ربانی — رحیم یار خان
محمد جمیل خان ایڈیٹر اقراء ڈائجسٹ کراچی
مختار احمد پراچہ — تلہ گنگ
قاری ارشاد الحق مدنی — پشاور
قاضی محمد طاہر ہاشمی — جو ٹیاں
مولانا انذر قاسمی — سیالکوٹ
مولانا عبدالرحمٰن قاسمی — چکوال
مولانا یحییٰ محسن — نارووال
مولانا ایثار القاسمی — اوکاڑہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ترتیب — ابوریحان فاروقی
ناشر — طاہر محمود ناظم علمی
زیرِ اہتمام — اشاعۃ المعارف ... روڈ فیصل آباد
قیمت — ۲۰/- روپے

کتابت: الجاوید کتابت سینٹر

اِداریہ

۲۲ ؍جمادی الثانی کو سرکاری تعطیل کا اعلان کیا جائے!

۲۲ ؍جمادی الثانی خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یومِ وفات ہے۔ اِس روز اسلام کی کشتی کو سہارا دے کر ساحلِ مراد تک پہنچانے والا بے مثال مدبر اور جانشینِ رسولؐ محبوبِ دُنیا سے رُخصت ہُوا تو حضرت علیؓ نے رقت انگیز لہجے میں فرمایا: "اَے ابوبکر خُدا تم پر رحمت کرے، تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبُوب، مونس، راحت معتمد اور ان کے محرمِ راز اور مشیر تھے .... تم بغیر نزاع خلیفہ تھے تم حق پر ڈٹے رہے جب وہ کمزور تھے تم قوی رہے۔"

"تم نے رسُول اللہ کے راستے کو اس وقت تھامے رکھا جب لوگ ڈگمگانے لگے .... بخدا رسول اللہؐ کی وفات کے بعد امت پر تمہاری موت سے بڑا سانحہ نہیں گذرا تم دین کی عزت، جائے پناہ اور مومنوں کی حفاظت گاہ تھے تم ہمارے لئے امن کا قلعہ تھے۔"

خلیفہ اوّل کی وفات کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جسطرح منصب حکومت کو رونق بخشی اور جسطرز حکومت سے ہستی دھر کو آشنا کیا اس کا نظارہ چشم نیلگوں نے اس سے پہلے کبھی نہ کیا تھا، دُنیائے عالم نے ایسی رعایا پروری، خُداترسی، سادگی، فروتنی، غریب نوازی، اور بیواؤں کی دستگیری کرنے والی حکومت کو پہلی بار نبوّت کے بعد جس تابناک اور درخشندہ روایات کے خلعت میں ملاحظہ کیا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دو سالہ دورِ حکومت ہے۔ بُرا ہو لاعلمی، جہالت اور تعصب سے آلودہ ہماری ذہنیت کا کہ قیام پاکستان کو ۴۲ برس گذر گئے، لیکن ہم فرانس، جرمنی، امریکہ اور روس و چین کے قمقموں سے روشنی لینے کیلئے دست طلب دراز کرتے ہیں خود ہمارا گھر صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ اور حسنؓ و معاویہؓ کی تابندہ حکومتی روایات سے روشن ہے ہم نے ایسے آفتاب کے جلو میں آنکھ کھولی ہے جس کی روشنی سے اغیار کے کاشانے بھی جگمگ کر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام کے پہلے پاسبان رسُول اللہ کے جانشین اور وارث امتِ مسلمہ کے حقیقی رہبر و محسن اور اسلام پر قائم رہنے کیلئے استقامت و استقلال کی درخشندہ تاریخ رقم کرنے والے تھے ان کی زندگی ساری انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے، انہوں نے جانگسل لمحات میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ان کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے، آپؐ کی اتباع میں سب کچھ لٹانے آپ کے راستے میں جان، اولاد، مال فدا کر دینے کا ایسا عظیم درس سمجھایا ہے کہ ۱۴۰۰ سو سال سے پوری محمدی امت عشقِ رسُول کی اِسی پگڈنڈی پر گامزن ہے، کِس قدر افسوس کا مقام ہے اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک کا ریڈیو، اخبارات، ٹیلی ویژن، تعلیم گاہیں اس عظیم ہستی کی وفات کے روز بھی اس کی حسین اور عطر بیز داستان سے خاموش رہتی ہیں۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے باعث ۲ روز سرکاری تعطیل کے علاوہ پورا ماہ ذرائع ابلاغ دِن رات ایک ہی آواز اور ایک ہی پروپگنڈے میں محصور رہتے ہیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی شہادتوں اور ایامِ وفات پر ہم سب کچھ خاموش رہتے ہیں، .... رافضیت پروری کی یہ نے نوازی اب ہر صورت ختم ہو جانی چاہیئے

Scanned with CamScanner

۲۲ جمادی الثانی .... انجمن سپاہ صحابہ کا جلوس۔ ایک مستحسن اقدام

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی نے اعلان کیا ہے کہ ان کی جماعت ۲۲ جمادی الثانی کو ہر سال یوم صدیق اکبرؓ پر ملک بھر میں جلوس نکالے گی۔ مولانا جھنگوی کے مطابق اگرچہ یہ جلوس "سنی مطالبات" کے تسلیم ہونے تک احتجاجی طور پر نکالا جا رہا ہے تاہم خدا کا شکر ہے جو کام قیام پاکستان کے وقت ہی ہونا چاہیئے تھا ۴۲ سال بعد ہی .... وہ کام ایک مقتدر تنظیم کے حصے میں آیا۔

اگر ۴۲ سال قبل ہی اہلسنت صدیق اکبر کے یوم پر جلوس کا آغاز کرتی تو آج محرم الحرام کا یکطرفہ ٹریفک کبھی اس قدر اذیت ناک نہ ہوتا۔

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کا یہ اقدام قابل تعریف ہے، ملک بھر کے تمام اہلسنت کو ۲۲ جمادی الثانی کو اس جلوس میں شریک ہو کر حکومت کو مجبور کر دینا چاہیئے کہ وہ سرکاری طور پر صدیق اکبرؓ کے یوم پر عام تعطیل کرے اور خلیفہ اول کے کارناموں سے نئی نسل کو آگاہ کرنے کیلئے ذرائع ابلاغ کو وقف کر دے۔

ابو ریحان
ضیاء الرحمن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد کا تمام لٹریچر، تاج کمپنی کے قرآن مجید، تفاسیر، اصلاحی علمی کتابیں

سکولوں، کالجوں کے کورسوں کی کتابیں، سٹیشنری اور کھیلوں کا سامان خریدنے کیلئے

بخاری کتاب گھر

پروپرائیٹر: حاجی محمد طیب

علاقہ سمندری، فیصل آباد کا مشہور مرکز!

نیز۔ بخاری کتاب گھر سے علماء اور خطباء کی معرکۃ الآراء تقریروں کی کیسٹیں مولانا حق نواز جھنگوی اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقی کی جمعہ کی تقاریر بھی دستیاب ہیں:

حاجی محمد طیب، بخاری چوک، بخاری کتاب گھر سمندری، فیصل آباد، فون: ۶۹۶

پاکستان میں سُنّی نوجوانوں کی سب سے مؤثر اور فعال عالمی تنظیم ؟

انجمن سپاہ صحابہؓ، پاکستان

زیرِ قیادت !

شیرِ اسلام قائدِ اہلسنت مولانا حق نواز جھنگویؒ فون، ۳۳۹۶، ۳۳۹۲ کوڈ ۰۴۷

زیرِ انتظام :

★ مولانا علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی سمندری، فون، ۶۹۶ کوڈ ۳۶۵۲۰

★ خطیب بے بدل مولانا ایثار القاسمی صدر پنجاب اوکاڑہ، فون : ۳۸۹۹

★ قاری محمد منظور حسین قائم مقام صدر

★ جناب محمد یوسف مجاہد مرکزی جنرل سیکرٹری فون لیہ ، ۲۹۲۰

★ جناب قاری محمد اسلم صدر فون جھنگ ۳۳۹۶

★ جناب قاری محمد رفیق الخلیل صدر صوبہ سرحد فون ، پشاور ۶۰۶۲۳

★ جناب قاری امان اللہ کراچی صدر صوبہ سندھ فون

★ جناب عزت خان صاحب کنوینر صوبہ بلوچستان

★ جناب صاحب ، کنوینر برطانیہ فون : ۳۳۳۲/ ۰۲۸۲

★ جناب حاجی محمد رفیق بلوچ کنوینر دبئی/عرب امارات، فون : ۶۱۳۶۵۹/

مولانا حق نواز کا پیغام !

دُنیا بھر کے تمام اہلسنت سے اپیل ہے کہ صحابہ دشمنوں کے استیصال اور صحابہؓ و خلفاء راشدین و اہلبیت عظام کے افکار کے فروغ کیلئے تمام اختلافات بھلا کر انجمن سپاہ صحابہؓ کا ساتھ دیں اس کا نصب العین اور منشور عام کریں قائدین کی کیسٹیں انجمن کا تمام لٹریچر گھر گھر تک لیجائیں ...... انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کی واحد تنظیم ہے جو سُنّی افکار کے فروغ کیلئے عمل اور جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ اس نے چار سالہ مدت میں صحابہ دشمنوں کو مسلمانوں سے علیحدہ طور پر متعارف کرا کر جہاں اسلام اور کفر میں تمیز نمایاں کی ہے وہاں سُنّی عوام میں اپنے حقوق کے حصول کا نیا حوصلہ اور ولولہ بھی عطا کیا ہے۔ آیئے ...... انجمن سپاہ صحابہؓ میں شامل ہو کر خمینیت اور سبائیت کے مکروہ چہرے سے پردہ ہٹانے اور خلفاء راشدین کے کارناموں کو اُجاگر کرنے میں ہمارا ساتھ دیجئے ؟

منجانب : مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان، فون جھنگ : ۳۳۹۶ کوڈ : ۰۴۷

مرشدِ عالم حضرت مولانا پیر **غلام حبیب** نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

کی حسین یادگار!

دارالعلوم حنفیہ چکوال

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا صاحبزادہ **عبدالرحمٰن** صاحب قاسمی مدظلہ

پاکستان کے دینی مدارس میں ایک منفرد اعلیٰ اور روحانی مرکز ہے جسمیں اب تک ہزاروں علوم نبویہ کے شائقین استفادہ کر چکے ہیں۔ یہ ادارہ فنِ تعمیر میں نہایت پُرشکوہ، تدریس میں معیاری اور تربیت میں ملک کی معروف خانقاہ ہونیکے باعث ایک امتیازی شان کا حامل ہے، شعبہ حفظ و ناظرہ، تجوید و قرأت، درس نظامی اور دورہ حدیث شریف میں ملک بھر سے سینکڑوں طلبہ قیام پذیر ہو کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن کے تمام تر ضروریات کا ادارہ کفیل ہے علاوہ ازیں بیرونی طلبہ کو ماہوار معقول وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ دورہ حدیث شریف کے طلبہ کو دوصد روپیہ کا وظیفہ دیا جا رہا ہے،

دارالعلوم حنفیہ کی توسیع کیلئے ایک عظیم الشان جامع منصوبہ بنایا گیا ہے جس کیلئے ایک وسیع و عریض اراضی حاصل کر کے اُس پر دینی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔

جامعہ عائشہ صدیقہ رضؓ، مسلمان بچیوں کو دینی تعلیم کے لئے جامعہ عائشہ صدیقہؓ کا قیام عمل میں آچکا ہے جس میں حفظِ قرآن کے علاوہ فاضلہ قاریہ کا نصاب دو سال میں پڑھایا جاتا ہے، اس شعبہ کے لئے ایک عظیم الشان عمارت عنقریب ۲۸ کنال زمین میں انشاء اللہ بنائی جائے گی۔

نوٹ: ادارہ دارالعلوم حنفیہ کا وفاق المدارس پاکستان سے الحاق ہے۔

من جانب حضرت مولانا **پیر غلام حبیب ٹرسٹ**

ضیاء الحق شہید چوک چکوال

فون: ۲۶۰۲-۳۱۰۲

خلافتِ راشدہ ڈائری

سنہ ۱۹۹۰ء مطابق سنہ ۱۴۱۰-۱۱ ھ

یکم جنوری ۱۹۹۰ء	۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۱۸ پوہ ۲۰۴۶ ب	پیر
۲ جنوری ۱۹۹۰ء	۴ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۱۹ پوہ ۲۰۴۶ ب	منگل

خلیفۂ اوّل ثانی اثنین، رفیقِ ہجرت

حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضؓ

از محقق عصر حضرۃ مولانا عبدالحئی صاحب جام پوری فاضل لکھنؤ امیر مرکزی مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان

مناظرِ اسلام حضرت مولانا عبدالحئی صاحب پاکستان کے نامور محقق عالم، اور اکابر و اسلاف کی زندہ جاوید تصویر ہیں، موصوف نے دارالعلوم دیوبند سے تفسیر و حدیث کی فراغت کے بعد امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحؒ سے شرف تلمذ پایا، آپ صحابہ کرام رضؓ کی مدح اور دشمنان اصحاب کی قدح میں منفرد مقام رکھتے ہیں، ردّ رفض موصوف کا خاص موضوع ہے، حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ پر ایک مختصر مضمون آپ نے بطور خاص خلافتِ راشدہ جنتری کیلئے ارسال فرمایا ہے۔" (اِدارہ)

تمام کائنات میں ذات اَللہ کے بعد مرتبہ اور منصب شان احترام اَللہ کے پیغمبروں کا ہے۔ اللہ کے تمام پیغمبروں سے عالی قدر خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین عالی مرتبہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، انبیاء کے بعد تمام عالم میں عالی مرتبہ اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، جسطرح ارشاد ہے: امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس، دوسری جگہ ارشاد ہے، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

امتِ محمدیہ میں سب سے افضل بعد الانبیاء مرتبہ جناب سیّدنا امام المتقین سیّد المہاجرین جناب ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان التیمی القریشی المکی ثم المدنی کا ہے۔

کیونکہ اوّل مَن آمن بالنبیّ من الرجال الاشراف ابوبکر۔ سنجیدہ اور عمر رسیدہ صاحب منصب و صاحب ثروت بزرگ ابوبکر ہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ پر ایمان کا اعلان کیا۔ تعجب بالائے تعجب ہے کہ نہ کوئی دلیل طلب کی نہ معجزہ صرف ذات نبوّت کے ارشاد کے مطابق بلا چون وچرا اور بلا تاخیر فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور ثانی پیغمبر قرار پائے۔

علامہ تفتازانی نے شرح عقائد صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے۔ افضل البشر بعد نبینا ابوبکرن الصدّیق الذی صدّق النبی علیہ السلام فی النبوۃ من غیر تلعثم

۳ جنوری ۱۹۹۰ء	۵ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۰ پوہ ۲۰۴۶ ب	بدھ

۴ جنوری ۱۹۹۰ء	۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۱ پوہ ۲۰۴۶ ب	جمعرات

۵ جنوری ۱۹۹۰ء	۷ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۲ پوہ ۲۰۴۶ ب	جمعہ

۶ جنوری ۱۹۹۰ء	۸ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۳ پوہ ۲۰۴۶ ب	ہفتہ

(تاخیر) وفی العرام بلا تردد الخ نبیؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں جس نے بلا دلیل و تاخیر کے تصدیق کی نبوت میں اور معراج میں کوئی تردد نہ کیا وہ صدیق ہیں۔

ہندوستان کے مفتیٔ اعظم جناب مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ نے تعلیم الاسلام ص ۱۶/۲ ج بھی یوں لکھا۔ س: سب صحابہ مرتبہ میں برابر ہیں یا کم ج: مرتبے آپس میں کم اور زیادہ ہیں لیکن تمام صحابہ باقی اُمت سے افضل ہیں۔ س: صحابہ میں سب سے افضل صحابی کون ہیں۔ جواب: صحابہ میں چار صحابی سب سے افضل ہیں: اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ جو تمام اُمت سے افضل ہیں۔ الخ حضرت ابوبکر صدیق ولی المسلمین ہونے کے ساتھ منصب صداقت پر فائز ہوئے اور نبی بھی اس منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ ملاحظہ سورہ مریم ۱۶/۲ واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقاً نبیا دوسرے مقام پر ہے واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا۔ جسطرح بعض انبیاء علیہ السلام نبی ہوتے ہوئے منصب شہادت پر فائز ہوئے ملاحظہ قرآن پاک: یقتلون انبیاء اللہ بغیر الحق (ب) منصب صداقت میں ابوبکر اُمت محمدی کے صدیق اکبر ہیں اور باقی صدیق صدیق اصغر۔ قرآن مجید میں حضرت ابوبکر کا ذکر افضلیت ہر مقام پر واضح ہے۔

(۱) آیت غار، (۲) سورۃ اللیل (۳) سورۃ نور لایاتل اولوالفضل منکم اِن تین آیات میں ابوبکر کے عہدے اور منصب کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اور احادیث میں بھی یہ مسئلہ واضح ہے۔ چنانچہ صاحب نبراس الساری ص ۴۸۵ میں یوں لکھا۔

افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلم ان المذہب عند اہل السنۃ ماروا الحاکم وابن عدی والخطیب من ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ قال ابوبکر وعمر خیر الاوّلین والآخرین وخیر اہل السمٰوٰت وخیر اہل الارضین الا نبیین و مرسلین۔

ترجمہ: افضل البشر انبیاء ..... کے بعد جان لو صحیح مذہب اہلِ سنّت یہ ہے جسے حاکم اور ابن عدی اور خطیب نے ابوہریرۃ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر و عمر پہلوں اور پچھلوں اور آسمان والوں اور زمین والوں سے افضل ہیں سوائے انبیاء اور رسولوں کے۔

۲- آیت غار میں امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں یوں لکھا ہے، دلّت ھذہ الآیۃ علی فضیلۃ ابی بکر من وجوہ الخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غار کی جانب چلے تو انہیں کفار کے قتل کے منصوبے کا علم تھا اگر سرکار دوجہاں قلبی طور ابوبکر صدیق کے صدق اور اخلاص پر مطمئن نہ ہوتے تو ہرگز رفیق مقرر نہ کئے جاتے کیونکہ غیر مخلص آدمی سے ہر قسم کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔ تعجب تو ہے، کہ سرکار نے جاگتے ہوئے کو تو سلادیا اور سوتے ہوئے کو گھر سے ساتھ لے کر عازم سفر

ہوئے۔ اس میں فرق واضح ہے۔

۳۔ شیعہ مؤرخ علامہ باذل ایرانی اپنی کتاب مجلہ حیدریہ میں لکھتے ہیں ؎

چنیں گفت لاوی کرسالار دین
کرسالم بحفظ جہان آفرین
نزدیک آں قوم پر مکر رفت
بوتے سرائے ابوبکر رفت
ہے ہجرت اور نیز آبادہ بود
کرسابق رسولش خبر دادہ بود

معلوم ہوا ہے کہ پہلے سے پروگرام پیغمبر اسلام بنا چکے تھے اور ابوبکر محرم راز پیغمبر کو علم تھا اور کسی دوسرے کو اطلاع نہ تھی۔ امر خداوندی سے تھا کہ ماینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحیٰ۔ معلوم ہوا سب سے قریب تر نبوت کے ابوبکر تھے کیونکہ وہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ اس کی تصدیق شیعہ مفسر تفسیر اہل بیت حسن عسکری نے بایں الفاظ کی ہے

۴۔ وامرک ان تستصحب ابابکر آں آلسک الخ

اللہ نے تجھے حکم کیا ہے کہ اپنی، مصاحبت سفر کے لئے ابوبکر کو ساتھ رکھیں وہی تمہارا مخلص اور وفا کرنے والا ہے (تبخضص)

۵۔ سُنّی مفسر امام فخرالدین رازی یوں لکھتے ہیں۔ والثانی وھو ان الھجرۃ کانت باذن اللہ تعالیٰ وکان فی خدمت رسول اللہ علیہ جماعۃ من المخلصین وکانوا فی النسب الی شجرۃ رسول اللہ اقرب من ابی بکر فلولا اللہ تعالیٰ امرہ بان استصحب ابابکر فی تلک الواقعۃ الصعبۃ الھائلۃ .... وبھذا التشریف دل علی منصب عال فی الدین

ترجمہ:۔ ہجرت اللہ کے حکم سے تھی حضور پاک کی خدمت میں مخلصین کی ایک جماعت تھی اور کوئی لوگ تو نسب میں ابوبکر سے بھی زیادہ قریب تھے کیوں نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت کو فرمایا کہ ایسے کٹھن سفر میں جو پریشان کن ہے ابوبکر کو مصاحب بناؤ۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ تخصیص مصاحبت کیونکہ اللہ کی طرف سے تھی صرف ابوبکر کے لئے معلوم ہوا کہ ابوبکر کا دین میں بہت بلند مرتبہ ہے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں جب حضور کی خدمت میں صحابہ کی کثیر تعداد تھی تو نسب میں قریب تر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کا صرف ابوبکر اس مشکل مقام میں منتخب کرنا دال ہے کہ اس عالی منصب کام کے لئے ابوبکر کے سوا کوئی لائق نہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ سب صحابہ سے افضل ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ ص ۳۲۹ شاہ بخارا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں فرماتے ہیں: بلاشبہ فرقہ امامیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت کے منکر ہیں اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت سے جس نے انکار کیا تو وہ اجماع قطعی کا منکر ہے وہ کافر ہو گیا چنانچہ فتویٰ عالمگیری میں لکھا ہے الرافضی

۷ جنوری ۱۹۹۰ء	۹ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۴ پوہ ۲۰۴۶ ب	اتوار
۸ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۰ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۵ پوہ ۲۰۴۶ ب	پیر
۹ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۱ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۶ پوہ ۲۰۴۶ ب	منگل
۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۲ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۷ پوہ ۲۰۴۶ ب	بُدھ

۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء | ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۲۸ پوہ ۲۰۴۶ب | جمعرات

۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء | ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۲۹ پوہ ۲۰۴۶ب | جمعہ

۱۳ جنوری ۱۹۹۰ء | ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۳۰ پوہ ۲۰۴۶ب | ہفتہ

۱۴ جنوری ۱۹۹۰ء | ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | یکم ماگھ ۲۰۴۶ب | اتوار

اذا کان یسبُّ شیخین ویلعنہما العیاذ باللہ فہو کافر ؛

۲۔ سورۃ واللیل کی تفسیر میں حضرت امام فخر الدین یُوں رقمطراز ہیں۔

المسائلہ الاولیٰ اجمع المفسرون منا علی ان المراد منہ ابوبکر رضی اللہ عنہ قلتُ اقیم الالاتہ العقیلۃ علی ان المراد من ہذا الآیۃ ابوبکر و تقویرھا ان المراد من ھٰذا الاتقی ھو افضل الخلق فاذا کان کذلک وجب ان یکون المراد ھو ابوبکر۔

پہلا مسئلہ مفسرون کا اجماع ہے کہ اس سے مراد ابوبکر ہیں۔ میں کہتا ہوں دلالت عقلی سے ظاہر ہے۔ مراد ابوبکر ہیں۔ تقریر یُوں ہے کہ مراد اس لفظ اتقی سے وہ مخلوق کا افضل ترین آدمی ہے پھر واجب ہُوا مراد ابوبکر کا افضل ترین خلق ہونا ہے کیونکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فرمان الٰہی موجود ہے۔

عَظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

(مولانا عبدالشکور دین پُوری)

- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ کا خطاب دیا
  وہی ہیں سچے ایمان والے
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ کا خطاب دیا
  اور وہی ہیں مُراد کو پہنچنے والے
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ کا خطاب دیا
  وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ کا خطاب دیا
  وہی ہیں فلاح پانے والے
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ کا خطاب دیا
  میری بندگی کرتے ہیں میرا کسی کو شریک نہیں کرتے
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ کا خطاب دیا
  اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی ہیں نیچے انکے نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا ؕ
  زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھتا ہے انکو رکوع اور سجدہ میں
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ ؕ کا خطاب دیا
  خوشخبری دیتا ہے انکو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ؕ کا خطاب دیا
  اُن کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں
- وہ صحابہ ہیں ! جن کو قرآن کریم نے رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ
  وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سَودا کرنے میں اور بیچنے میں اللہ کی یاد سے

۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۷ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ	۲ ماگھ ۲۰۴۶ب	پیر
۱۶ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۸ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ	۳ ماگھ ۲۰۴۶ب	منگل
۱۷ جنوری ۱۹۹۰ء	۱۹ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ	۴ ماگھ ۲۰۴۶ب	بُدھ
۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ	۵ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعرات

فریاد

درگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

ولاور فگار ہمارے ملک کے نامور مزاح گو شاعر ہیں ہنسنا ہنسانا انکا کام ہے مگر درج ذیل فریاد اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جب اُکسی کو ہنسانے والا کرب محسوس کرتا ہے تو دوسروں کو بھی رونے پر مجبور کر دیتا ہے

کھُلی جو آنکھ مری بعد خواب نیم شبی
تمام حُسن وجاہت، تمام زیبائیؐ
کہا یہ مَیں نے کہ اے میرے برگزیدہ رسولؐ
چمن میں ایک گُلِ سینہ چاک مَیں بھی ہُوں
حکایتِ دلِ ناشاد لے کے آیا ہُوں ؟ !
تمام عالم اسلام اضطراب میں ہے
چراغِ دیں کو کئی آندھیوں نے گھیرا ہے
ہُوئے ہیں دین کے دشمن کچھ افترا پرداز
خدا کے گھر سے دھواں سا نکل رہا ہے
ہُوئی ہے دین پہ غالب کچھ ایسی بے دینی
یہ اَور کیا ہے اگر انتہائے یاس نہیں
اب آپ شانِ نبوّت دکھائیے سرکارؐ

نگاہ میں تھا جمالِ محمدؐ عربی !
جمالِ، نور، تجلّی، بہار، رعنائیؐ
سلامِ شاعرِ خدمت گزار کیجئے قبول !
حضورؐ آپ کے قدموں کی خاک مَیں بھی ہُوں
نبیؐ کے سامنے فریاد لے کے آیا ہُوں
حضورؐ آپ کی اُمّت بڑے عذاب میں ہے
مرے حضورؐ ! بحدِّ نظر اندھیرا ہے !
نگاہِ برق ہے پھر سوئے گلستانِ حجاز
بچائیے کہ مسلمان جل رہا ہے حضورؐ
کہ اپنے گھر سے بھی محروم ہیں فلسطینی
کہ آج مسجدِ اقصیٰ بھی اپنے پاس نہیں
سفینہ ڈوب رہا ہے بچائیے سرکارؐ

⁂ ⁂ ⁂

سُنی یہ عرض تو سرکارؐ نے فرمایا
ہمارا کیوں ہو جو خود راستہ بدلتا ہے
ہمارے ہو تو ہمارا کہا ہُوا مانو

تو میرے پاس یہ فریاد لے کے کیوں آیا؟
ہم اس کے ہیں جو ہمارے کہے پہ چلتا ہے
نہیں تو تم پہ جو کچھ پڑ رہی ہے تم جانو

سفینہ موجِ بلا سے نکل بھی سکتا ہے
یہ حادثات کا رُخ ہے بدل بھی سکتا ہے

۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء | ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۶ ماگھ ۲۰۴۶ب | جمعہ

منقبت

صحابہ رضؓ

عشقِ یارانِ نبیؐ خوشنودیٔ ربِّ جلیل !
حُبِّ اصحابِ نبیؐ خوش قسمتی کی ہے دلیل
جو کوئی ان کی بزرگی کا نہیں ہے معترف
دونوں عالم میں یقیناً ہو گیا خوار و ذلیل
عزّت و تکریمِ یاران محمدؐ مصطفٰے !
ہے یقینِ محکم و ایمانِ اکمل کی دلیل
اُن صحابہؓ سے تنفّر ہے صریحاً گمرہی
جن کے ہوں قرآن میں مذکور اوصافِ جمیل
چار یارانِ محمدؐ مصطفٰے کی پیروی
حفظِ ایمان و یقین کی ہے دوائے بے عدیل
بُغض یارانِ نبیؐ سے، "حق تعالیٰ کی پناہ"
مرتکب اِن حرکتوں کے ہیں نہایت ہی ذلیل
ہے تبرّا اُن شقی بدبخت لوگوں کا طریق
علم و دانش کا ہے جن کے پاس سرمایہ قلیل
بے تُکی جن کی شریعت مَن گھڑت جن کا فِقہ
ساتھ لغویّات کا ہے دفترِ طول و طویل
اہلسنّت والجماعت کے طریقے میں ہے خیر
دین و دُنیا میں یہی ہے کامیابی کی سبیل
آخرت کی فکر کر سرور غلط لوگوں سے بچ
وقت تھوڑا رہ گیا، بچنے کو ہے کوسِ رحیل

سرور میواتی

۲۰ جنوری ۱۹۹۰ء | ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۷ ماگھ ۲۰۴۶ب | ہفتہ

۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء | ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۸ ماگھ ۲۰۴۶ب | اتوار

۲۲ جنوری ۱۹۹۰ء | ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ | ۹ ماگھ ۲۰۴۶ب | پیر

اُم المؤمنین جناب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(شاعر، سپاہِ صحابہؓ طاہر جھنگوی)

صدیقِ اکبرؓ کی تو ہے بیٹی رسولِ اکبرؐ ہیں تیرے شوہر
اے امی عائشہؓ ترے مقدر کا تاقیامت نہیں کوئی ہمسر
رسولِ اقدس ہیں تیری زینت نبی کے گھر کی ہو تم بھی زینت
وہ پاک دامن تو پاک دامن وہ پاک طینت تو پاک طینت
ہوں لاکھوں تجھ پہ سلام عائشہ وحی کا مرکز تھا تیرا بستر
معلم بن کے نبیؐ کی رحلت کے بعد کی تو نے رہنمائی
تری بدولت جہاں میں اب تک ہے دینِ احمد کی روشنائی
بڑی مسائل میں جب بھی مشکل صحابہؓ دیکھے ہیں تیرے در پر
تیرے دہن کا چبایا ہوا پسند نبیؐ نے سواک کیا!
لگے جو پیالے پہ ہونٹ تیرے اُسی جگہ سے نبیؐ نے پیا
ہے پیار کتنا نبیؐ کو تجھ سے حمیرا تجھ کو کہا ہے اکثر
جنابِ مریم کی بے گناہی پہ ایک بچے نے دی گواہی!!
مگر تو کتنی عظیم عائشہ خدا نے دی خود تری صفائی
ثناخواں تیرا خدا کا قرآں ابوبکرؓ کی اے نیک دختر!
تو جس مکاں میں کبھی مکیں تھی خدا نے جنت بنا دیا ہے!
بنا کے جنت خدا نے اُس میں حبیبؐ اپنا سُلا دیا ہے
سلام لاتے ہیں شام و صبح ہزاروں نوری تیرے ہی گھر پر
جو تیرا دشمن نبی کا دشمن نبی کا دشمن خدا کا دشمن!
اے ماں علی کی جو ہو نکے تجھ کو وہ بالیقین مرتضٰی کا دشمن
مَیں کیسے سمجھوں مسلماں اُس کو ابوجہل سے بھی ہے جو بدتر
تری ہی تصویر عقد سے پہلے نبی کو جبریل نے دکھائی!
ابھی تو معصوم تھی تو عائشہ رسولؐ کے حرم میں آئی!!
ہے کتنی تو خوش نصیب دُلہن کر دُلہا تیرے حضورِ انور
میں کیا کیا تیرے لکھوں فضائل مرے تخیل سے تو بلند ہے
خدا کا تو انتخاب امیؓ شفیعِ محشر کی تو پسند ہے
تمہی ہو مصداق نورؓ سورۃ مقام تیرا ہے بالا برتر!
تو میرا جزوِ ایمان ہے عائشہ تو میری جاں سے بھی پیاری مجھ کو
مجھے قسم ہے تیری ردا کی۔ تو میری ماں سے بھی پیاری مجھ کو
اُسی کو طاہر ملے گی جنت رہے گا تیرا جو بیٹا بن کر!

۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۵ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ ۱۰ ماگھ ۲۰۴۶ب	منگل

۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ ۱۱ ماگھ ۲۰۴۶ب	بدھ

۲۵ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ ۱۲ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعرات

۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۸ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ ۱۳ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعہ

Scanned with CamScanner

۲۷ جنوری ۱۹۹۰ء	۲۹ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ	۱۴ ماگھ ۲۰۴۶ب	ہفتہ
۲۸ جنوری ۱۹۹۰ء	یکم رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۱۵ ماگھ ۲۰۴۶ب	اتوار
۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء	۲ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۱۶ ماگھ ۲۰۴۶ب	پیر
۳۰ جنوری ۱۹۹۰ء	۳ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۱۷ ماگھ ۲۰۴۶ب	منگل

عورت کا مقام

بزبانِ نبوّت

مولانا اللہ بخش صدّیقی

- ایمان کے بعد دُنیا کی بہترین متاع نیک بخت عورت ہے۔ الحدیث
- عورت کی پاسداری تم پر لازم ہے کیونکہ ان کے دِل بلور کی سراحی کے مثل ہیں۔ الحدیث
- میری امت میں مردوں کے لئے سب سے بڑی آزمائش عورت ہے۔ الحدیث
- نیک عورت ایمان کی مددگار ہے۔ الحدیث
- صاحب اولاد سیاہ فام خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے۔ الحدیث
- عورتوں کی دین داری کے مقابلہ میں ان کے حُسن کو ترجیح نہ دو۔ الحدیث
- سب سے بُرا شوہر وہ ہے جو عورت کو تنگ کرے۔ الحدیث
- شوہر کی تابعدار عورت کیلئے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ الحدیث
- بدترین مخلوق وہ عورت ہے جو خلوت کی باتیں دوسروں کو بتلائے۔ الحدیث
- عورت کو ڈھیل دوگے وہ حد سے گزر جائے گی پھر تدارک دشوار ہوگا۔ الحدیث
- وہ عورت جہنمی ہے جس کی زبان سے پڑوسی ایذا اٹھائیں۔ الحدیث
- اپنی عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ الحدیث
- غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا کر عورتوں کو حکم ہوتا کہ شوہر کو سجدہ کریں۔ الحدیث
- اگر کوئی عورت اِس حالت میں فوت ہو کر اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ الحدیث

وہ اُبوبکر صدیق ؓ ہے جو اکثر بھیڑ بکریاں چراتے تھے محلہ والوں کی بکریاں دوہتے تھے جن کی خلافت نے مخلوق کی خدمت گذاری سے باز نہیں رکھا۔

وہ اُبوبکر صدیق ؓ ہے جو کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے خلیفہ ہونے کے بعد بھی حسبِ معمول کندھے پر کپڑوں کے تھان رکھ کر بازار میں فروختگی کے لئے تشریف لے جاتے۔

وہ اُبوبکر صدیق ؓ ہے جس کی لوگ تعظیم و توقیر کرتے تو آپ کو تکلیف ہوتی اور فرماتے لوگوں نے مجھے بڑھا دیا ہے جب کوئی آپ کی مدح کرتا تو آپ فرماتے۔ اے خدا! تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے، خدایا تو لوگوں کے حُسن ظن سے مجھے بہتر ثابت کر میرے گناہوں کو بخش دے۔ لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مؤاخذہ نہ کر۔

۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء	۴ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۱۸ ماگھ ۲۰۴۶ب	بدھ

یکم فروری ۱۹۹۰ء	۵ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۱۹ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعرات

۲ فروری ۱۹۹۰ء	۶ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۲۰ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعہ

۳ فروری ۱۹۹۰ء	۷ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۲۱ ماگھ ۲۰۴۶ب	ہفتہ

خاندانِ نبوّت

رسالتِ مآبؐ کے والدین

والدِ ماجد جناب عبداللہ بن عبدالمطلب۔ آنحضورؐ کی پیدائش سے پہلے بعمر ۲۵ سال انتقال فرما گئے۔ والدہ مکرّمہ جناب آمنہ بنتِ وہب، ۶ھ میلادالنبی میں انتقال فرمایا۔

رسالتِ مآبؐ کے سرپرست

دادا جناب عبدالمطلب نے آٹھ سال کی عمر تک آنحضورؐ کی پرورش کی۔ دادا کی وفات کے بعد تایا زبیر بن عبدالمطلب باپ کے وصی اور سربراہ نے آنحضورؐ کی ۲۲ سال کی عمر تک کفالت اور سرپرستی کی۔ زبیر آنحضورؐ سے بے حد محبت کرتے تھے۔

(کتاب نسبِ قریش صفحہ ۲۹۱ طبقات ابن سعد حصہ اوّل صفحہ ۳۱)

مُسلم چچے :-

نو میں سے دو چچاؤں نے اسلام قبول کیا (۱) علمبردارِ اسلام شیرِ رسولؐ، شیرِ خدا امیر حمزہؓ، شہیدِ اُحد۔ سیدنا امیر حمزہ اسلام لانے سے پہلے بھی آنحضورؐ کے پاسدار تھے لیکن اس کی بنیاد حمیتِ جاہلیہ تھی۔ اسلام لانے کے بعد یہ حمایت حمیت وعصبیتِ اسلامیہ میں بدل گئی۔

(۲) جدِ امجد خلفائے عباسیہ سیدنا عباسؓ خلافت عباسیہ ۱۳۲ھ/۶۵۶ھ ۵۲۴ برس قائم رہی۔

مُسلم پھوپھی

چھ میں سے ایک پھوپھی سیدہ صفیہؓ زوجہ حارث بن حرب اُموی نے اسلام قبول کیا۔ سیدہ صفیہؓ سید الشہدا امیر حمزہؓ کی حقیقی بہن ہیں۔ سیدہ صفیہؓ نے اپنے نامور بیٹے حواریِ رسولؐ، شایانِ خلافت، شہید جمل سیدنا زبیرؓ کا نام اپنے بھائی زبیر کے نام پر رکھا۔

Scanned with CamScanner

۴ فروری ۱۹۹۰ء	۸ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۲۲ ماگھ ۲۰۴۶ب	اتوار
۵ فروری ۱۹۹۰ء	۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۲۳ ماگھ ۲۰۴۶ب	پیر
۶ فروری ۱۹۹۰ء	۱۰ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۲۴ ماگھ ۲۰۴۶ب	منگل
۷ فروری ۱۹۹۰ء	۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۲۵ ماگھ ۲۰۴۶ب	بدھ

زبیر کے بعد سربراہانِ بنو ہاشم؟

زبیر کے بعد عبدِ مناف ابوطالب خاندانِ بنو ہاشم کے سربراہ مقرر ہوئے۔ اسوقت آنحضورؐ کی عمر مبارک ۲۲ سال تھی اور آپ خود کفیل تھے۔ عبدِ مناف ابوطالب اگرچہ اسلام نہیں لائے۔ لیکن انہوں نے بنو ہاشم کے سربراہ کی حیثیت سے قبائلی حمیت و عصبیت سے ایک غیرت مند قریشی سردار کی طرح زندگی بھر اپنے بھتیجے کی پوری امداد کی۔ عبد مناف حضرت علیؓ کے والد تھے۔

عبد مناف کے بعد ان کا چھوٹا بھائی عبد العزیٰ ابولہب بنو ہاشم کا سربراہ بنا آنحضورؐ پر جتنے مظالم ہوئے وہ بیشتر ابولہب کی وجہ سے ہوئے۔ ورنہ عرب میں قبائلی عصبیت کی موجودگی میں یہ مظالم ممکن نہ تھے۔ اللہ نے قرآن مجید میں ابولہب کا نام لے کر اس پر لعنت بھیجی ہے۔ (سورہ لہب)

تین اصہارِ رسولؐ

۱۔ صہرِ رسولؐ سیدنا صدیق اکبر والد سیدہ عائشہ صدیقہؓ طاہرہ۔
۲۔ صہرِ رسولؐ سیدنا فاروق اعظمؓ والد سیدہ حفصہؓ امانتدارِ قرآن۔
۳۔ صہرِ رسولؐ سیدنا ابوسفیانؓ مجاہد طائف و حنین و یرموک والد سیدہ ام حبیبہؓ ذو الہجرتین۔

چار نسبتی برادرانِ رسولؐ

۱۔ سیدنا عبد الرحمنؓ برادر سیدہ عائشہ صدیقہؓ طاہرہ
۲۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ برادر سیدہ حفصہؓ امانتدارِ قرآن
۳۔ سیدنا یزید الخیرؓ بن ابوسفیانؓ برادر سیدہ اُمّ حبیبہؓ ذو الہجرتین
۴۔ سیدنا امیر معاویہؓ ہادی والمہدی برادر سیدہ اُمّ حبیبہؓ ذو الہجرتین

تین دامادانِ رسولؐ

۱۔ سیدنا ابو العاصؓ ذو النور جزو الطحا شہید یمامہ اُموی ام المومنین خدیجہؓ کے سگے بھانجے شوہر سیدہ زینبؓ افضل بناتی بنتِ رسول اللہؐ۔
۲۔ سیدنا عثمان غنی ذو النورینؓ اموی۔ شوہر (۱) سیدہ رقیہؓ بنتِ رسول اللہؐ۔ مقولہ احسن الزوجین راهما الانسان رقیہ وزوجها عثمان، انہی کے متعلق مشہور ہوا۔ (۲) سیدہ اُمِّ کلثوم بنتِ رسول اللہؐ
۳۔ سیدنا علیؓ ابوتراب ذو النور ہاشمی۔ شوہر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بنتِ رسول اللہ

Scanned with CamScanner

۸ فروری ۱۹۹۰ء	۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۲۶ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعرات

۹ فروری ۱۹۹۰ء	۱۳ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۲۷ ماگھ ۲۰۴۶ب	جمعہ

۱۰ فروری ۱۹۹۰ء	۱۴ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۲۸ ماگھ ۲۰۴۶ب	ہفتہ

۱۱ فروری ۱۹۹۰ء	۱۵ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ	۲۹ ماگھ ۲۰۴۶ب	اتوار

اہلبیتِ رسولؐ ازواجِ مطہراتؓ اُمہاتُ المومنینؓ
رسول اللہؐ کی گھر والیاںؓ رسول اللہؐ کی پاک بیویاںؓ مومنین کی مائیںؓ

اللہ نے اہلِ بیتِ رسول یعنی آنحضورؐ کی پاک بیویوں کو امہات المومنین یعنی مومنین کی مائیں قرار دیا ہے۔ اور ان کا درجہ بہت بلند فرمایا ہے (سورہ الاحزاب:۶)

۱۔ عظیم پاک اہلبیت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد آنحضورؐ نے ۲۵ سال کی عمر میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح فرمایا۔ جبکہ سیدہ کی عمر اسوقت ۲۸ سال تھی۔ (حیات القلوب مترجم اردو جلد دوم صہ ۱۳۳) اہلبیت پاک سے حضور اکرمؐ کی چار لڑکیاں اور تین لڑکے ہوئے۔

نکاح ۲۵ سنہ میلادالنبی۔ وفات ۱۰ سنہ نبوی خدمت اقدس ۲۵ سال

۲۔ عظیم پاک اہلبیت سیدہ حفصہؓ امانت دارِ قرآن بنت عمر فاروقؓ۔ بنو عدی
نکاح ۳ھ وفات ۴۱ھ خدمت اقدس ۸ سال

۳۔ عظیم پاک اہلبیت سیدہ عائشہ صدیقہؓ طاہرہ بنتِ صدیقِ اکبرؓ۔ بنو تمیم
نکاح ۱۱ سنہ نبوی بعمر ۶ سال رخصتی ۲ھ بعمر ۱۸ سال وفات ۵۷ھ خدمت اقدس ۹ سال سیدہ عائشہ افضل نساء العالمین۔ سیدۃ الکونین اور مخدومۃ الدارین ہیں۔ سیدہ عائشہ عالمہ۔ معلمہ۔ فقیہہ۔ مجتہدیہ۔ سرچشمۂ علم و فضل اور دو تہائی دین کی راویہ ہیں سیدہ عائشہ محبوبۂ محبوبِ خدا ہیں۔ محسنۃ الاسلام والمسلمین ہیں۔ سیدہ عائشہ کی تمام زندگی صدق و صفا۔ اخلاص و وفا۔ تسلیم و رضا۔ زہد و اتقا اور جود و سخا کی بے نظیر نمونہ تھی۔ علاوہ ازیں حضرت ام سلمہؓ، ام حبیبہؓ، صفیہؓ، زینبؓ، حضرت سودہؓ، ام المساکینؓ، ماریہ قبطیہؓ، جویریہؓ، ریحانہؓ آپؐ کی بیویاں تھیں۔

در منقبت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

دانندۂ حکمت و کتاب است علیؓ
پیغمبر شہر علم و باب است علیؓ
اے خاک! بانتساب فرزندی ناز
در موجودات بوتراب است علیؓ

۱۲ فروری ۱۹۹۰ء | ۱۶ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ | یکم پھاگن ۲۰۴۰ب | پیر

۱۳ فروری ۱۹۹۰ء | ۱۷ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ | ۲ پھاگن ۲۰۴۰ب | منگل

۱۴ فروری ۱۹۹۰ء | ۱۸ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ | ۳ پھاگن ۲۰۴۰ب | بدھ

۱۵ فروری ۱۹۹۰ء | ۱۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ | ۴ پھاگن ۲۰۴۰ب | جمعرات

ساری اُمّت آلِ رسُول ہے

خطیبِ اسلام مولانا عبدالغفور حقّانی

آلِ محمدؐ کے معنی اُمّتِ محمدیہ ہے تمام اُمتی آلِ رسُول ہیں خواہ اس میں سے کسی کا آپؐ سے نسبتی تعلق ہو یا نہ ہو۔ سارے متبّعینِ محمدؐ یا ساری اُمّتِ محمدیہ، آلِ محمدؐ ہے۔ آلِ محمد کی اصطلاح میں خاندانی یا قبائلی عصبیت بالکل نہیں ہے بلکہ صرف اسلامی عصبیّت ہے۔ تمام اہلِ اسلام جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں وہ آلِ محمدؐ ہیں خواہ وہ رسُول اللہ کے رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار۔

قرآنِ حکیم میں آل کے معنی متعین ہیں جسے فرقہ وارانہ مقاصد کے لئے بدلا نہیں جا سکتا۔ آل کا لفظ **قرآنِ مجید** میں ۲۴ جگہ استعمال ہُوا ہے ..... جو قوم، متعلقین، متبعین، ہم خیال، پیروکار، خاندان اور اولاد کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ صرف اولاد اور نسل کے لئے قرآن مجید نے ذریّت۔ ولد۔ ابن اور بنت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

قرآن کے مطابق آلِ رسُولؐ یا آلِ محمدؐ سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جو رسُول اللہ کے رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار۔ اس میں کسی خاندان، کنبے، قبیلے یا نسل کی تخصیص نہیں ہے۔ بیشک آلِ محمدؐ میں اولادِ محمدؐ بھی شامل ہے۔ اگر وہ قرآن کے مطابق رسُول اللہؐ کی سچی پیروکار ہے۔ اللہ نے صاف فرما دیا: اے نوحؑ یقیناً وہ (تیرا بیٹا) تیرے اہل (گھر والوں) میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس کا عمل اچھا نہیں ہے (ھود : ۴۷)

پھر فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات: ۳۱)
(اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

اسلام ایک ایسا ترقی پسند آفاقی دین ہے جس میں سارا فضل و شرف و تقویٰ سے وابستہ ہے۔ ذریّت پرستی یا کسی نسل یا وطنی، لسانی یا رنگ، کسی رشتہ سے نہیں، سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ انسان کی عزّت و رذالت کا معیار نہ کنبہ ہے نہ قبیلہ، نہ خاندان ہے نہ قوم، نہ رنگ ہے نہ نسل۔ نہ ملک ہے نہ وطن، نہ دولت ہے نہ ثروت، نہ شکل ہے نہ صورت، نہ حیثیّت ہے نہ وجاہت نہ پیشہ ہے نہ حرفہ، نہ مقام ہے نہ مرتبہ، بلکہ تقویٰ اور صرف تقویٰ ہے، کیونکہ پوری نوعِ انسانی ایک ہی اللہ کی مخلوق بھی ہے۔ اور ایک ہی انسانی جوڑے (آدم و حوّا) کی اولاد بھی۔

صحیح عقیدہ ہی انسانیت کے لئے سعی

عمل اور روحانی اور مادی ترقی کے راستے کھولتا ہے، انفرادی اور انفرادی قومی کردار کی تشکیل کرتا ہے، ایک غیر طبقاتی اور غیر استحصالی صالح اور خوشحال معاشرہ کی تعمیر کرتا ہے۔ قرآن حکیم نے پکار کر اعلان کر دیا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: ۳)" اور جو شخص اللہ کا تقوٰی اختیار کرتا ہے، اللہ اُس کے لئے تکلیفوں سے نجات کی راہ نکال دیتا ہے، اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے، جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا"

پھر فرمایا ۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ "جو لوگ میرے ذکر (قانون) سے غفلت برتیں گے دُنیا میں ان کی معیشت تنگ ہو جائے گی اور روزِ قیامت ان کا حشر اندھوں کے ساتھ ہوگا"

اس کے محدود و محصور تصور سے نہ صرف تقوٰی کو ضعف پہنچتا ہے بلکہ اسلام کی ساری آفاقیت اور عالمگیری ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت محمد اور نبیوں کے برعکس قیامت تک کے لئے تمام بنی نوعِ انسان کی طرف اللہ کے رسول ہیں آپ پیغمبرِ انسانیت ہیں۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ($\frac{۷}{۱۵۸}$) حضرت محمد پر اتاری گئی قانونِ الٰہی کی کتاب قرآن حکیم کا فیض بھی تمام عالم کے لئے ہے۔

کسی خاندان نسل۔ قبیلہ یا قوم کو ملک کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

انّ ھو الا ذکر للعالمین ($\frac{۸۱}{۲۷}$)

حضرت محمدؐ کی پاک بیویاں کل اُمتِ محمدیہ کی مائیں ہیں وازواجہ امھتھم (الاحزاب ۶)

حضرت محمدؐ کی رسالت کافۃ الناس کو ایک اور طرح بھی تقویت پہنچانے کے لئے آپؐ کی اولادِ نرینہ کو زندگی نہ بخشی گئی اور آپؐ کے پاکیزہ صلب سے نسل نہیں چلائی گئی اور بالوضاحت فرما دیا گیا۔

" اور محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی بھی ایک مرد کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

اس آیت شریفہ نے حتمی طور پر فیصلہ کر دیا کہ آپؐ اس حیثیت سے ایک مرد کے نہیں بلکہ کل اُمت کے روحانی باپ ہیں۔ آپؐ کی پاکیزہ بیویاں کل اُمت کی مائیں ہیں اور تمام اُمت آپؐ کی آل ہے، خواہ اس میں سے کسی کا آپؐ سے نسبی تعلق ہو یا نہ ہو۔

۱۶ فروری ۱۹۹۰ء	۲۰ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۵ پھاگن ۲۰۴۶ ب	جمعہ
۱۷ فروری ۱۹۹۰ء	۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۶ پھاگن ۲۰۴۶ ب	ہفتہ
۱۸ فروری ۱۹۹۰ء	۲۲ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۷ پھاگن ۲۰۴۶ ب	اتوار
۱۹ فروری ۱۹۹۰ء	۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ / ۸ پھاگن ۲۰۴۶ ب	پیر

Scanned with CamScanner

۲۰ فروری ۱۹۹۰ء	۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۹ پھاگن ۲۰۴۶ ب	منگل
۲۱ فروری ۱۹۹۰ء	۲۵ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۰ پھاگن ۲۰۴۶ ب	بدھ
۲۲ فروری ۱۹۹۰ء	۲۶ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۱ پھاگن ۲۰۴۶ ب	جمعرات
۲۳ فروری ۱۹۹۰ء	۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۲ پھاگن ۲۰۴۶ ب	جمعہ

اہلِ سُنّت کی حقانیّت پر ۲۰ بیس احادیث

حضرت مولانا مہر محمد میانوالی

آخر میں آپ نے بھر وہی لقمہ چبایا ہے کہ اہلِ سُنّت والجماعت کا نام قرآن و حدیث سے ثابت کرو ہم اس کا پُورا ثبوت " ہم سنی کیوں ہیں " میں دے چکے ہیں مشکوٰۃ سے احادیث نبوی ؐ کی روشنی میں اہلِ سُنّت کی صداقت پر بطور " گلے از گلزارے " چند دلائل یہ ہیں۔

۱۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیز گار ہُوں لیکن میں روزہ رکھتا ہُوں تو افطار بھی کرتا ہُوں، رات کو نماز پڑھتا ہُوں تو سوتا بھی ہُوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہُوں فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ جو شخص میری سُنّت سے اعراض کرے وُہ مجھ سے نہیں ہے۔ (بخاری و مُسلم)

۲۔ میری سب اُمت جنّت میں جائے گی بجز اس کے جو انکار کرے کہا گیا کون انکار کرتا ہے فرمایا جو میری حدیث و سُنّت مانے وہ جنّت میں جائے گا اور جو میری نافرمانی کرے وہ منکر ہے (بخاری)

۳۔ فرشتوں نے کہا گھر جنّت ہے اور اس کی دعوت دینے والے محمد ہیں۔ پس جس نے محمد ؐ کی پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی اور جس نے محمدؐ کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد ؐ ہی لوگوں میں (کفر و اسلام کی) تفریق کرنے والے ہیں (بخاری)

۴۔ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے سب سے بہتر سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے سب سے برے کام بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مُسلم)

۵۔ جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا جو میرے بعد (کبھی) مردہ ہو چکی تھی تو اسے ثواب سُنّت پر عمل کرنے والے جتنا ملے گا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

۶۔ اے بیٹے اگر تجھے قدرت ہو کر تو صبح شام اس حالت میں کرے کہ تیرے دل میں کسی کے خلاف کینہ اور بُغض نہ ہو تو ایسا کرنا۔ اے بیٹے یہی میری سُنّت ہے اور جو میری سُنّت کو پسند کرے تو وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا (ترمذی)

۷۔ جس نے میری سُنّت کو میری امت کے بگاڑ کے وقت اپنایا تو اس کو ایک سو شہید کا ثواب ملے گا (مشکوٰۃ ص ۳۰)

۸۔ جس نے حلال کھایا میری سُنّت کے مطابق عمل کیا لوگ اس کی تکلیفوں سے محفوظ رہے تو وہ جنّت میں داخل ہوگا (ترمذی)

۹۔ مَیں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور اس کے رسُولؐ کی سُنّت (موطا امام مالک)

۱۰۔ کسی قوم نے بدعت نہیں نکالی مگر اتنی سُنّت سے وہ محروم ہوگئی تو سُنّت کو پکڑے رکھنا بدعت نکالنے سے بہتر ہے (احمد مشکوٰۃ ص۳۱)۔ ان تمام احادیث میں حضورؐ نے سُنّت کو اپنانے بدعت کو چھوڑنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کے کینے سے صاف دل رہنے کو اپنی سُنّت بتایا۔ پس اس کو ماننے والے ہی اہل سُنّت کہلائے یعنی اہلِ سُنّت بننے کا خود حضورؐ نے ہم کو حکم فرمایا ہے۔ اور اہل بدعت و تشیع بننے سے روکا ہے۔

۱۱۔ جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا تو تم میری سُنّت کو پکڑنا اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدینؓ کے طریقے پر چلنا۔ ان دو سُنّتوں کو مضبوط تھامنا اور نئی باتوں سے بچنا۔ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

۱۲۔ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹے۔ میری امت ۷۳ میں بٹے گی سوائے ایک کے سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہؓ نے پُوچھا وہ ناجی فرقہ کون ہے۔
قال ما انا علیہ واصحابی (ترمذی)
فرمایا اس مذہب کا پیروکار جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

۱۳۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جو سُنّت پر چلنا چاہے تو وہ فوت شدہ بزرگوں کی سُنّت پر چلے اس لئے کہ زندہ پر آزمائش کا خطرہ رہتا ہے، یہ (قابل اتباع) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ تھے وہ اس اُمت کے افضل ترین لوگ تھے سب سے نیک دِل والے سب سے گہرے علم والے سب سے کم تکلّف والے تھے۔ اللہ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کی سربلندی کے لئے چن لیا۔ لوگو ان کی شان پہچانو ان کے نقش قدم کی پیروی کرو ان کی عادات واخلاق کو حتی الامکان اپناؤ اس لئے کہ وہ (بلاشبہ) صراط مستقیم پر تھے (رزین مشکوٰۃ ص۳۲) ان احادیث میں حضورؐ کی سُنّت کے ساتھ خلفاء راشدینؓ کی سُنّت اور تمام صحابہؓ کی سُنّت کو اپنانے کا حکم ہے انہی کا پیرو فرقہ ناجی ہے جو الحمد للہ تمام اہل سُنّت والجماعت ہیں۔

۱۴۔ دینِ اسلام غربت کی حالت میں غریبوں سے ظاہر ہُوا تھا اور پھر اسی طرح (غریب) ہو جائے گا غریبوں کو مبارکباد دو۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد لوگوں کی بگاڑی ہوئی میری سُنّت کو درست کریں گے (ترمذی)

۱۵۔ حضرت معاویہؓ مرفوعًا راوی ہیں کہ بہتر ۷۲ فرقے دوزخ میں ہوں گے ایک جنت میں ہوگا اور وہ (بڑی جماعت والا) ہے۔

۱۶۔ میری اُمّت کو یا امت محمدؐ کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر جمع نہیں کریں گے اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے الگ

۲۴ فروری ۱۹۹۰ء	۲۸ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۳ پھاگن ۲۰۴۶ب	ہفتہ
۲۵ فروری ۱۹۹۰ء	۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۴ پھاگن ۲۰۴۶ب	اتوار
۲۶ فروری ۱۹۹۰ء	۳۰ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ ۱۵ پھاگن ۲۰۴۶ب	پیر
۲۷ فروری ۱۹۹۰ء	یکم شعبان ۱۴۱۰ھ ۱۶ پھاگن ۲۰۴۶ب	منگل

۲۸ فروری ۱۹۹۰ء	۲ شعبان ۱۴۱۰ھ	۱۷ پھاگن ۲۰۴۶ب	بدھ

ہوا دوزخ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی)

۱۷۔ شیطان انسانوں کو ایسے شکار بناتا ہے جیسے بھیڑیا بکری کو جو (ریوڑ سے) ایک طرف الگ ہو کر چلے۔ تم الگ گھاٹیوں سے بچ کر رہو جماعت کا دامن پکڑو عام لوگوں سے ملے رہو (احمد)

۱۸۔ جو شخص جماعت کے مذہب سے ایک بالشت الگ ہوا اس نے اسلام کا پٹا گلے سے نکال دیا۔ (احمد ابو داؤد) اصول کافی جلد ا صد ۳۰۴

۱۹۔ تم بڑی اکثریت کی پیروی کرو کیونکہ جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں گر گیا۔ (ابن ماجہ)

۲۰۔ جو جماعت مسلمین کا مذہب چھوڑ دے اور امام مسلمین کی بیعت توڑ دے تو وہ خدا کے پاس کوڑھی شکل میں آئے گا اصول کافی جلد ا صد ۴۰۳۔ یہ تمام احادیث اہل سنت کے ساتھ والجماعت بننے کی تاکید کرتی ہیں تو اہل سنت والجماعت سچے ہوئے ان کا نام قرآنی اور حدیثی ہوا۔

یکم مارچ ۱۹۹۰ء	۳ شعبان ۱۴۱۰ھ	۱۸ پھاگن ۲۰۴۶ب	جمعرات
۲ مارچ ۱۹۹۰ء	۴ شعبان ۱۴۱۰ھ	۱۹ پھاگن ۲۰۴۶ب	جمعہ
۳ مارچ ۱۹۹۰ء	۵ شعبان ۱۴۱۰ھ	۲۰ پھاگن ۲۰۴۶ب	ہفتہ

کائنات میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب صرف قرآن کریم ہی ہے

- حضرت جبرئیل علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال کے رمضان میں دو مرتبہ دَور فرمایا! (بخاری شریف)
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تہجد میں، سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ نساء، سورۃ مائدہ، سورۃ انعام گویا ساڑھے سات پارے آپ چار رکعت میں تلاوت فرماتے!
- فجر کی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ق، سورۃ مومنون، سورۃ تکویر، پڑھتے جمعہ کے دن صبح کی رکعت پہلی نماز میں الٓمٓ تنزیل (سورۃ سجدہ) دوسری رکعت میں ھل اتیٰ علی الانسان (سورۃ دھر) پڑھا کرتے تھے مغرب کی نماز میں سورۃ اعراف، سورۃ دخان، سورۃ طور، سورۃ مرسلات، جیسی طویل سورتیں پڑھتے جبکہ مختصر سورتیں بھی پڑھنا بھی آپ سے ثابت ہیں مثلاً سورۃ اعلیٰ، غاشیہ، الکٰفرون، قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، سورۃ والناس
- حضرت عثمانؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ ایک ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ لیتے تھے۔
- حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ پچاس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رات کو نوافل میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے
- حضرت امام احمد بن حنبلؒ علمی مشاغل کے علاوہ روزانہ تین سو رکعت میں قرآن کریم پڑھتے تھے،
- حضرت امام شافعیؒ روزانہ ایک قرآن ختم فرماتے، رمضان شریف میں روزانہ دو قرآن کریم پڑھتے،
- حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا چار سو رکعت نوافل میں قرآن پڑھنے کا معمول تھا۔
- مغل خاندان کے مشہور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر مغرب اور عشاء کے درمیان میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے،
- اکابرین علماء دیوبند کا معمول بھی یہی ہے۔ کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔
- الحمد للہ اب بھی حرمین شریفین میں موسم حج میں لاکھوں مسلمان علاوہ ایام حج کے ہزاروں مسلمان قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔
- دنیا بھر میں اسلامی یونیورسٹیاں ہیں، خصوصاً پاکستان میں جو پشاور سے کراچی تک مدارس عربیہ کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ لاکھوں فرزند توحید علماء، طلباء، طالبات قرآن کریم کی تعلیم میں مصروف ہیں۔
- اور سب سے قابل پاکستانی ان مخلص معاونین کا ہے جو ان مدارس عربیہ میں معروف مدارس مستحقین کے مصارف کی سرپرستی کرتے ہیں، جزاکم اللہ۔

مناقبِ صحابہؓ

حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن مدنی مدظلہم العالی (مقیم کینیڈا)

صحابہ کرام کے بارے میں کلام کرتے وقت احتیاط کا حکم بے شمار احادیث میں آیا ہے ان سب احادیث کا احصار اور انہیں یہاں ذکر کرنا اس بے بضاعت اور بے علم کے لئے ناممکن ہے نمونہ کے طور پر محض چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے بارے میں کیا کچھ ارشاد فرمایا، نیز یہ احادیث اسلئے بھی ذکر کی جارہی ہیں، تاکہ وہ حضرات جو صحابہ کرام پر آزادانہ تنقید کیا کرتے ہیں اور اُن کو بُرا بھلا کہتے ہُوئے نہیں چوکتے۔ ان پاک ارشادات کی روشنی میں اپنے اپنے اعمال کا خود جائزہ لے لیں۔

بَلِ الاِنسَانُ عَلٰی نَفسِہٖ بَصِیرَۃٌ

صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت

بُرا بھلا کہنا، یا بدظنی رکھنا کسی عام مسلمان سے بھی جائز نہیں کہ "سَبَابُ المُسلِمِ فُسُوقٌ" کجا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جن میں سے ہر ایک کے جنتی ہونے اور ہر ایک سے اللہ کے راضی ہونے کا عقیدہ اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد میں شامل ہیں۔

اسی لئے احادیث میں صحابہ کرام کے معاملہ میں خاص طور پر احتیاط کا حکم دیا گیا چنانچہ انہیں بُرا بھلا کہنا، ان سے بدظنی رکھنا یا ان کے بارے میں دِل میں بدرجہ ادنیٰ بھی گرانی ہونا ایمان کے لئے سخت مہلک ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتسبوا اصحابی فان احدکم لوانفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔
(بخاری ومسلم، ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی اگر احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے، تو وہ کسی صحابی کے ایک مد یا آدھے مد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

ف :۔ "مد" عرب کا ایک پیمانہ ہے جو وزن کے لحاظ سے ہمارے ہاں رائج ایک سیر کے برابر ہوتا ہے اس حدیث نے واضح طور پر بتلا دیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و محبت وہ نعمت عظیمہ ہے جس کی برکت سے کسی بھی صحابی کا

۴ مارچ ۱۹۹۰ء	۶ شعبان ۱۴۱۰ھ	۲۱ پھاگن ۲۰۴۶ب	اتوار
۵ مارچ ۱۹۹۰ء	۷ شعبان ۱۴۱۰ھ	۲۲ پھاگن ۲۰۴۶ب	پیر
۶ مارچ ۱۹۹۰ء	۸ شعبان ۱۴۱۰ھ	۲۳ پھاگن ۲۰۴۶ب	منگل
۷ مارچ ۱۹۹۰ء	۹ شعبان ۱۴۱۰ھ	۲۴ پھاگن ۲۰۴۶ب	بدھ

Scanned with CamScanner

۸ مارچ ۱۹۹۰ء | ۱۰ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۲۵ پھاگن ۲۰۴۶ب | جمعرات

۹ مارچ ۱۹۹۰ء | ۱۱ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۲۶ پھاگن ۲۰۴۶ب | جمعہ

۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء | ۱۲ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۲۷ پھاگن ۲۰۴۶ب | ہفتہ

۱۱ مارچ ۱۹۹۰ء | ۱۳ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۲۸ پھاگن ۲۰۴۶ب | اتوار

عمل دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں وہ نسبت رکھتا ہے کہ ان کا ایک سیر بلکہ آدھا سیر دوسروں کے پہاڑ برابر وزن سے بڑھا ہوتا ہے اسی لئے کسی بھی صحابی کے عمل کو دوسرے لوگوں کے اعمال پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ایک حدیث میں حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے صحابہ کو میرے خاطر چھوڑ دو۔ اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالو۔ تب بھی تم ان کی نیکیوں کے برابر نہیں پہنچ سکتے۔

(مسند احمد)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تمہارے بعد آنے والی کوئی قوم بھی تمہارے صاع اور مد خرچ کرنے کے برابر ثواب کو نہیں پہنچ سکے گی" (ابن ماجہ مسند)

ایک اور حدیث کو حضرت حسن بصری رحؒ نے مرسلاً نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تمہیں میرے صحابہ سے کیا واسطہ! میرے صحابہ کو میرے خاطر چھوڑ دو۔.... ..... اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو ان میں سے کسی ایک کے بھی ایک دن کے عمل کے برابر نہیں پہنچ سکتا" (ابن عساکر)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو میرے صحابہ کو چھوڑ دو۔ بلاشبہ اگر تم میں سے کوئی شخص روزانہ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے۔ تب بھی وہ ان کے ایک مد اور آدھے مد خرچ کرنے کے برابر نہ ہوگا" (کنز العمال)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! تم میرے صحابہ کے بارے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں، میری رعایت کیا کرو، ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت کے دن کسی قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا (خطیب ابن عساکر، عن سہل بن مالک)

ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

میں اپنے صحابہ کے بارے میں، جنہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ بدکلامی سے روکتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور اس نے اپنی کتاب میں بھی ان کی تعریف فرمائی ہے۔ تم بھی میرے صحابہ کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھا کرو۔ اس لئے کہ وہی میری اکثر توجہات کا مرکز ہیں چنانچہ لوگوں نے جب مجھے دھتکارا تو انہوں نے مجھے چمٹایا۔ لوگوں نے جب میری تکذیب کی تو انہوں نے میری تصدیق کی اور لوگوں نے جب مجھ سے قتال کیا تو انہوں نے میری مدد کی۔ پھر خاص طور پر انصار کا

تو بڑا ہی خیال رکھو اللہ تعالیٰ ان کو میری طرف سے خوب ہی جزا عطا فرمائے کہ وہ بڑے ہی اچھے عہد والے ہیں۔ (کنز العمال)

حضرت ابن عمرؓ اور براء بن عازبؓ کا قول

صحابہ کرام کا نیکیوں میں یہ اخلاص اور احسان ہی ہے، جس کی بنا پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ صحابہؓ میں سے کسی ایک کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھڑی بھر رہنا دوسروں کی تمام عمر کی نیکیوں سے افضل ہے۔ (ابن عساکر)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا نہ کہو۔ ان میں سے کسی ایک کا گھڑی بھر سو لینا بھی تمہاری عمر بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے۔ (مرقاۃ)

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول حضرت عائشہ رضؓ سے منقول ہے کہ : میری امت میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ کے معاملہ میں (بدکلامی اور زبان درازی کی) جسارت کرتے ہیں۔" (مرقاۃ)

نیز حضرت انسؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ : جس شخص نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کہی وہ نفاق سے بری ہے اور جس نے اُن کے بارے میں بدکلامی کی، اس نے میرے طریقہ کو چھوڑ ڈالا اس کا

ٹھکانہ جہنم ہے جو بڑی ہی بُری جگہ ہے۔ (کنز العمال)

صحابہ کرام کے معاملہ میں حضورؐ کی نسبت کا لحاظ رکھا جائے

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چونکہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی نسبت حاصل ہے اس لئے ان کے بارے میں کسی بھی غلط روّیہ کی زد براہ راست سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہے۔ اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ گذشتہ احادیث میں بھی جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ وہاں اکثر یہ فرمایا ہے کہ انھیں "میری خاطر" میرے لئے" اپنی بد کلامیوں سے محفوظ رکھو۔

۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفظونی فی اصحابی فمن حفظنی فی اصحابی رافقنی علی حوضی ومن لم یحفظنی فیہم لم یرد حوضی ولم یرنی الا من بعید۔ (ابن عساکر)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابہ کے معاملہ میں میرا لحاظ اور میری حفاظت رکھو، سو جو کوئی بھی ایسا کرے گا وہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ہوگا اور جو ایسا نہ کرے گا وہ حوض کوثر سے محروم رہے گا اور

۱۲ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۴ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۲۹ پھاگن ۲۰۴۶ب	پیر

۱۳ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۵ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۳۰ پھاگن ۲۰۴۶ب	منگل

۱۴ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۶ شعبان ۱۴۱۰ھ / یکم چیت ۲۰۴۷ب	بُدھ

۱۵ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۷ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۲ چیت ۲۰۴۷ب	جمعرات

Scanned with CamScanner

۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۳ چیت ۲۰۴۶ب	جمعہ
۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۹ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۴ چیت ۲۰۴۶ب	ہفتہ
۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۰ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۵ چیت ۲۰۴۶ب	اتوار
۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۱ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۶ چیت ۲۰۴۶ب	پیر

کبھی بھی محض دُور ہی سے دیکھ سکے گا۔

ف:۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ جو شخص بھی صحابہ کرام کے معاملہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ نسبت کو پیش نظر رکھے گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے والا ہوگا اور جو بدنصیب بھی آپ کی نسبت کو خاطر میں نہ لائے گا۔ وہ آپ کو ناراض کرنے والا ہوگا اور حشر کے دن، جب سورج سوا نیزے پر ہوگا۔ سخت ترین پیاس میں بھی وہ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازش سے محروم رہے گا اور اس کڑے وقت میں بھی اسے حضورؐ کی پناہ حاصل نہ ہوگی۔ بلکہ ایک اور حدیث میں تو اس سے بھی سخت وعید آئی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

میرے صحابہ کے معاملہ میں میرا لحاظ اور میری حفاظت رکھو۔ سو جو کوئی بھی ایسا کرے گا اللہ اس کی (آبرو کی) حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دے گا اور جو کوئی بھی ایسا نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے تنہا چھوڑ دے گا اور جس کسی کو بھی اللہ چھوڑ دے وہ جلد عذاب کی گرفت میں آجاتا ہے (کنز العمال)

صحابہ کو بُرا کہنے والے پر لعنت

صحابہ پر تنقید کرنے والے اور انہیں بُرا بھلا کہنے والے چونکہ بالواسطہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام مخلوق لعنت بھیجتے ہیں۔

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا کہتے ہیں تو ان سے کہو کہ خدا کی لعنت ہو۔ اس پر جو تم دونوں (یعنی صحابہ اور تم) میں بُرا ہُوا۔

ف:۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اللہ کے نزدیک بلند ترین مقام ہونے کی وجہ سے وہی شخص بُرا ٹھہرے گا، جو ان کو بُرا کہے گا۔ اس حدیث میں صحابی کو بُرا کہنے والا واضح طور پر لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔

ایک حدیث میں حضرت ابن عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت فرماتا ہے، جو میرے صحابہ کو بُرا کہے۔ (معجم طبرانی)

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص میرے صحابہ کو بُرا کہے، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے (طبرانی)

ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کو بُرا بھلا

کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو میرے صحابہ کو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

دراصل صحابہ کرام کو بُرا کہنے اور ان کے معاملہ میں بدزبانی کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ افراد ہیں۔

چنانچہ حضرت عویم بن ساعدہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں، پھر ان ہی میں سے میرے لئے وزیر، مددگار اور سسرالی رشتہ کے اقربا چنے ہیں، سو جو شخص ان کو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے، اور فرشتوں کی لعنت ہے اور سب انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل ۰ (مستدرک، حاکم، طبرانی)

صحابہ کو بُرا کہنے والے کیساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے!

جو لوگ صحابہ کرام کو بُرا کہتے ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے دین کو بُرا کہتے ہیں۔ اسی احادیث میں ایسے لوگوں کے ساتھ معاشرتی مقاطعہ کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار لی اصحابی فجعلھم اصحابی واصھاری وسیجئی من بعدی قوم ینتقصونھم ولیسبونھم فان ادرکتموھم فلا تناکحوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم (کنز العمال)

حضرت ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے اصحاب بھی چن لئے ہیں لعدان کو میرے صحابہ، میرے مددگار اور میرے سسرالی رشتے کے اقربا بنا دیا۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو ان میں عیب نکالیں گے اور انہیں بُرا بھلا کہیں گے۔ اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤ تو ان کے ساتھ شادی بیاہ اور کھانے پینے کے تعلق مت قائم کرنا اور نہ تم ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ہی ان کے مُردوں پہ نماز پڑھنا۔

ف:۔ ایک اور حدیث میں ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا ہے اور میرے اصحاب بھی چنے ہیں پھر انہی میں سے میرے لئے وزیر، مددگار اور سسرال رشتہ کے اقربا چنے ہیں۔ آخری زمانہ میں ایک قوم ایسی آئے گی، جو ان سے بغض رکھے گی، سو تم ان کے ساتھ نہ کھانا نہ پینا اور نہ تعلق رکھنا اور نہ ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، اور نہ ان کے مُردوں پر جنازہ پڑھنا اور نہ ہی ان کے ساتھ نمازیں پڑھنا۔
(کنز العمال)

۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۲ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۷ چیت ۲۰۴۶ ب	منگل
۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۸ چیت ۲۰۴۶ ب	بدھ
۲۲ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۴ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۹ چیت ۲۰۴۶ ب	جمعرات
۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء	۲۵ شعبان ۱۴۱۰ھ / ۱۰ چیت ۲۰۴۶ ب	جمعہ

۲۴ مارچ ۱۹۹۰ء | ۲۶ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۱۱ چیت ۲۰۴۰ب | ہفتہ

۲۵ مارچ ۱۹۹۰ء | ۲۷ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۱۲ چیت ۲۰۴۰ب | اتوار

۲۶ مارچ ۱۹۹۰ء | ۲۸ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۱۳ چیت ۲۰۴۰ب | پیر

۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء | ۲۹ شعبان ۱۴۱۰ھ | ۱۴ چیت ۲۰۴۰ب | منگل

صحابہ سے محبت حضورؐ سے محبت اور صحابہ سے بغض حضورؐ سے بغض

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تربیت بلکہ محبت اور مودت کی نسبت حاصل ہے۔ اس لئے ان سے محبت گویا حضور سے محبت ہے۔ اور ان سے نفرت ہے۔

عن عبداللّٰہ بن مغفل قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ ومن اٰذی اللّٰہ فیوشک ان یاخذھم

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملہ میں میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع) کا نشانہ بناؤ۔ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی، تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کیساتھ ان سے بغض رکھا اور جس نے انؐ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچائے تو عنقریب اللہ کو عذاب میں پکڑ لیتا ہے

ف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو یہ فرمایا کہ جس نے صحابہ سے محبت رکھی، وہ میری محبت کیساتھ محبت رکھی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ صحابہ سے محبت رکھنا میری محبت کی علامت ہے ان سے وہی شخص محبت رکھے گا جس کو میری محبت حاصل ہو۔

دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی صحابی سے محبت رکھتا ہے تو میں بھی اس سے محبت رکھتا ہوں اس طرح اس کی محبت صحابی کے ساتھ علامت اس کی سمجھو کہ مجھے اس شخص سے محبت ہے۔ یہی دو معنی اگلے جملے بغض صحابہ کے ہو سکتے ہیں کہ جو شخص کسی صحابی سے بغض رکھتا ہے وہ در اصل مجھ سے بغض ہوتا ہے یا یہ کہ جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے) تو میں اس شخص سے بغض رکھتا ہوں

دونوں معنوں میں سے جو بھی ہوں یہ حدیث ان حضرات کی تنبیہ کے لئے کافی ہے جو صحابہ کرام کو آزادانہ تنقید کا نشانہ بناتے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کو سننے والا ان سے بدگمان ہو جائے یا کم از کم ان کا اعتماد اس کے دل میں نہ رہے بلکہ غور کیا جائے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے حکم میں ہے!

(مقام صحابہ)

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور

کا ارشاد ہے میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ جس نے ان سے بُغض رکھا تو اس نے میرے بُغض کے ساتھ ان سے بُغض رکھا اور جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی، اے اللہ! تُو بھی اس سے محبت رکھ جو صحابہ سے محبت رکھتا ہے اور تو بھی اس سے بُغض فرما، جو صحابہ سے بُغض رکھتا ہے۔
(کنز العمال)

صحابہ سے محبت رکھنے والا قیامت کے دن حضور ﷺ کیساتھ اُٹھے گا!

صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین سے محبت رکھنا، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا ہے اور صحیح احادیث میں یہ بات آئی ہے کہ آدمی قیامت کے اسی کے ساتھ اُٹھے گا جس کے ساتھ وہ دُنیا میں محبت رکھتا ہے۔ لہٰذا صحابہ سے محبت کرنے والا قیامت کے دن صحابہ کرام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھے گا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب اصحابی وازواجی واحبابی واھل بیتی ولم یطعن فی احد منھم وخرج من الدُنیا علی محبتھم کان معی فی درجتی یوم القیمۃ۔
(کنز العمال)

حضرت ابن عباس رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ "جس شخص نے میرے صحابیوں، میری بیویوں، میرے محبت کرنیوالوں اور میرے خاندان والوں سے محبت رکھی اور ان میں سے کسی پر بھی عیب جوئی نہیں کی اور دُنیا سے ان کی محبت لے کر چلا گیا۔ قیامت کے دن وہ میرے ساتھ میرے ہی پاس ہوگا۔

فسے ،۔ ایک اور حدیث بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے تمام صحابہ سے محبت رکھتا ہے اور ان کی عقیدت اس کے دل میں ہوتی ہے اور ان کے لئے دُعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے انہی کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔"
(کنز العمال)

ایک اور حدیث میں حضرت انس رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ میری اُمت میں سے کسی شخص کے ساتھ خیر چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔ (فردوس دیلمی)

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ "ہر چیز کی ایک اساس ہوتی ہے۔ اور اسلام کی اساس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت سے محبت ہے۔

صحابہ رض سے بُغض رکھنے والے کا حشر

جس طرح صحابہ کرام سے محبت رکھنے والا قیامت کے دن اکرام اور انعام سے نوازا جائے گا اسی طرح جو شخص صحابہ کرام سے بُغض رکھتا ہے۔ قیامت کے دن وہ

۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء	یکم رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۱۵ چیت ۲۰۴۷ ب	بدھ

۲۹ مارچ ۱۹۹۰ء	۲ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۱۶ چیت ۲۰۴۷ ب	جمعرات

۳۰ مارچ ۱۹۹۰ء	۳ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۱۷ چیت ۲۰۴۷ ب	جمعہ

۳۱ مارچ ۱۹۹۰ء	۴ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۱۸ چیت ۲۰۴۷ ب	ہفتہ

یکم اپریل ۱۹۹۰ء	۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۱۹ چیت ۲۰۴۷ب	اتوار
۲ اپریل ۱۹۹۰ء	۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۰ چیت ۲۰۴۷ب	پیر
۳ اپریل ۱۹۹۰ء	۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۱ چیت ۲۰۴۷ب	منگل
۴ اپریل ۱۹۹۰ء	۸ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۲ چیت ۲۰۴۷ب	بدھ

بُرےحال سے دوچار ہوگا گذشتہ صفحات میں ایک حدیث سے معلوم ہوچکا ہے کہ ایسا شخص سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہے گا۔

۷۔ عن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یجمع الناس غداً فی الموقف ثم یلتقط منهم قذفة اصحابی ومبغضوهم فیحشرون الی النار۔

(کنز العمال)

حضرت عمرؓ حضورِ اقدس کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کل قیامت کے دن تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا پھر ان میں سے چن چن کر ان لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا جو میرے صحابہ پر بہتان تراشتے ہیں، اور اپنے دِلوں میں ان کے خلاف بُغض رکھتے ہیں پھر ان سب کو جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

ف :۔ ایک حدیث میں حضرت ابن عمرؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ" قیامت کے دن تمام لوگ نجات کی توقع رکھیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو میرے صحابہ کو گالیاں دیا کرتے تھے، کہ ان کو تمام میدانِ حشر والے لعنت ملامت کریں گے۔

ظاہر ہے کہ جو لوگ دُنیا میں صحابہ پر لعن طعن کرتے ہیں، ان کے لئے اس سے زیادہ کیا عبرتناک سزا ہوگی کہ حشر کے دن تمام انسان ان پر لعنت ملامت کریں گے

صحابہ کی بھلائیوں کا ذکر کیا کرو۔

انسان جو کچھ بولتا اور سُنتا ہے اس کا اثر دل پر ضرور پڑتا ہے اسی لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ صحابہ کرام کی خوبیوں اور بھلائیوں کا تذکرہ آپس میں کیا کریں تاکہ ان کی محبت دل میں پیدا ہو اور ان کے سے اچھے اعمال کرنے کی رغبت ہو، نہ یہ کہ ان کے عیوب خوردبینوں سے تلاش کرکے ڈھونڈے جائیں اور پھر ان کا آپس میں مذاکرہ ہو، تاکہ دلوں میں ان کے خلاف کدورت پیدا ہو جائے۔

۸۔ عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتذکروا مساوی اصحابی، فتختلف قلوبکم علیهم واذکروا محاسن اصحابی حتی تتألف قلوبکم علیهم (فردوس دیلمی، ابن النجار)

حضرت ابن عمرؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کی برائیوں کا ذکر نہ کیا کرو کہ تمہارے دل ان کی محبتوں سے پھر جائیں، بلکہ ان کی اچھائیوں کا ذکر کیا کرو، یہاں تک کہ تمہارے دِلوں میں ان کی محبت خوب جم جائے

ف :۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ صحابہ کرام کی تمام لغزشوں کو حق تعالیٰ شانہٗ نے معاف فرما دیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے اس لئے ان کی لغزشوں کا ذکر کرنا اور ان میں عیب چینی کرنا بڑی ہی تباہ کن بات ہے ان کے سلسلہ میں تو ایک صاحبِ ایمان شخص کا رویہ یہ ہونا چاہیئے کہ جب تذکرہ کرے بھلائیوں ہی میں کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد پیچھے گذر چکا ہے کہ "جس شخص نے میرے صحابہ کے بارے اچھی بات کہی وہ نفاق

سے بری ہے۔ اور جس نے ان کے بارے میں بد سلامی کی۔ اس نے میرے طریقہ کو چھوڑ دیا۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جو بڑی ہی بری جگہ ہے۔ (کنز العمال)

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے صحابہ کے بارے میں اچھی باتیں کرتا ہے وہ مومن ہے۔

(کنز العمال)

بدزبانیوں کا ہدف بننے پر صحابہ کو اجر

اللہ رب العزت کسی شخص کے ساتھ بھی ناانصافی نہیں فرماتے۔ چنانچہ جو لوگ صحابہ پر عیب جوئیاں کرتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں، ان بدنصیبوں کے اس طریقہ سے صحابہ کرام کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا، انہیں تو اس پر اجر ملتا رہتا ہے۔ البتہ یہ بے چارے خود آخرت میں سزا یاب ہوں گے۔

۹۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قیل لعائشۃ۔ ان ناسا یتناولون اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابا بکر وعمر فقالت وما تعجبون من ھذا انقطع عنھم العمل فاحب اللہ ان لا ینقطع عنھم الاجر۔

(رزین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے ذکر کیا گیا کہ لوگ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان درازیاں کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت ابوبکر اور عمر جیسی جلیل القدر ہستیاں بھی ان کی بدزبانیوں سے محفوظ نہیں،

آپ نے فرمایا: تمہیں تعجب کس بات کا ہے وفات کے بعد دنیا سے کٹ جانے کی وجہ سے وہ لوگ عمل نہیں کر سکتے تھے مگر اللہ رب العزت چاہتا تھا کہ ان کا اجر جاری رہے سو اس طرح ان کے ثواب بڑھنے کا سلسلہ جاری ہے۔

ف:۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بددینوں کے سب وشتم سے صحابہ کرام کا اجر برابر بڑھ رہا ہے اور اسی طرح سے ان کی نیکیوں کا ذخیرہ قیامت تک بڑھتا ہی رہے گا۔

صحابہ کیلئے استغفار کا حکم

قرآن کریم میں اعلان فرما دیا گیا ہے کہ صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہیں اور صحابہ کرام بھی اللہ سے راضی اور خوش ہیں اور یہ کہ صحابہ کی (صورتاً) لغزشوں کو بھی حق تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے جیسا کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی صحابہ سے جو لغزش ہوئی وہ بھی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے صحابہ سے لغزشیں ہوں گی اگر انہیں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اسلام میں سبقت کرنے کی وجہ سے معاف فرما دیگا۔

(ابن عساکر)

چنانچہ باوجود اس کے کہ حضرات صحابہ کرام کی تمام تر لغزشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف ہیں مگر پھر بھی مسلمانوں کو

۵ اپریل ۱۹۹۰	۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ / ۲۳ چیت	جمعرات
۶ اپریل ۱۹۹۰	۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ / ۲۴ چیت	جمعہ
اپریل ۱۹۹۰	۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۰ / ۲۵ چیت	[illegible]
اپریل ۱۹۹۰	۱۲ رمضان المبارک / ۲۶ چیت	[illegible]

عیسوی	ہجری / بکرمی	دن
۹ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۷ چیت ۲۰۴۷ ب	پیر
۱۰ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۸ چیت ۲۰۴۷ ب	منگل
۱۱ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۹ چیت ۲۰۴۷ ب	بدھ
۱۲ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۳۰ چیت ۲۰۴۷ ب	جمعرات

حکم ہے کہ ان کے لئے دُعائے مغفرت کریں کہ اس میں ایک طرف تو ان کے درجات بلند ہوں گے، دوسری طرف خود مغفرت طلب کرنے والے کی بھی بخشش ہوگی۔

۱۰۔ عن عروۃ قال قالت لی عائشۃ یا ابن اختی امروا ان یستغفروا لاصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسبوھم۔ (مسلم)

حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! حکم تو یہ دیا گیا تھا کہ حضورؐ کے صحابہ کے لئے استغفار کیا جائے۔ (مگر اس کے بالکل برعکس) لوگ ان کو بُرا بھلا کہنے لگے۔

ف:۔ ...... خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ بھی اپنے صحابہ کے لئے استغفار فرمایا کرتے تھے، حضرت سہل بن سعدؓ نقل کرتے ہیں کہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے "اللّٰھم اغفر للصحابۃ ولمن رائ من رآنی" (طبرانی)

اے اللہ! میرے صحابہ کی مغفرت فرمادیجئے اور ان کی بھی جنہوں نے حالت ایمان میں انہیں دیکھا۔

بلکہ ایک حدیث میں تو تبع تابعین کو بھی اس دُعا میں شریک فرمایا گیا ہے۔ (ابونعیم فی المعرفۃ)

انفرادی طور پر الگ الگ صحابہ کیلئے مغفرت کی دعائیں تو بکثرت احادیث میں منقول ہیں جو اس کتاب میں بھی متفرق مقامات پہ آتی ہیں۔

صحابہ کرام کے لئے دُعائے مغفرت کرنے والے کو خود بھی حسنِ خاتمہ کے انعام سے مالامال کیا جاتا ہے جیسا کہ ۱۷ کے ذیل میں گذرا ہے۔

صحابہ کرام کیلئے دل ہر قسم کی کدورت سے صاف ہونا چاہیئے!

چونکہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ افراد ہیں اس لئے ان کیلئے دل میں کسی قسم کا میل ہونا خود اللہ تعالیٰ کے جناب پر اعتراض کے مترادف ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کی تمنا رکھتے تھے کہ آپ کا قلبِ اطہر بھی اپنے صحابہ کی طرف سے بالکل پاک صاف رہے۔

۱۱۔ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغنی احد عن احد من اصحابی شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر (ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابن مسعودؓ حضورؐ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی میرے کسی ایک صحابی کی بھی بُرائی مجھ سے نہ کیا کرے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آیا کروں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔

ف:۔ ...... جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کی طرف سے دل صاف رکھنے کا اس قدر اہتمام تھا، تو عام امتی اس حکم کے کس قدر محتاج ہوں گے؟

Scanned with CamScanner

۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ یکم بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعہ

۱۴ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۲ بیساکھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۱۵ اپریل ۱۹۹۰ء	۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۳ بیساکھ ۲۰۴۷ب	اتوار

۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۴ بیساکھ ۲۰۴۷ب	پیر

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

احادیث کی روشنی میں

حضرت علامہ خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی لندن

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

صفوۃ بنی آدم انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات ہیں اور ان کے بعد وہ حضرات جو صفات میں ان حضرات کے قریب ہوں۔ بلکہ انہی کا مظہر ہوں انبیاء علیہم السلام قرب الٰہی، عصمت خداوندی علم قطعی اور شرف انسانی کے اس اعلیٰ پیمانے پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کی زندگیوں سے آگے کئی زندگیاں بنتی ہیں۔

انبیاء کے مظاہر میں کاملین کی بابت

قرب الٰہی یہ کہ ہر وقت اللہ کی معیت شامل حال رہے۔ عصمت خداوندی یہ کہ شر شیطان سے خدائی حفاظت میں ہوں علم ایسا قطعی کہ انسان اس پر نظر ثانی نہ کر سکے اور شرف انسانی یہ کہ کوئی قوت غضبی یا شہوی اس شرف انسانی کو پھاند نہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی معیت میں تھے تو یہ معیت حضرت ابوبکر صدیق کو بھی ساتھ لئے ہوئے تھی۔ ان اللہ معنا کے الفاظ سے انہیں اس معیت صادقہ کی اطلاع دیدی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شر شیطانی سے خدائی حفاظت میں تھے تو حضرت عمرؓ سے بھی مصدر شرور و فتن شیطان لعین بھاگتا تھا۔ حضرت عمرؓ کا یہ مقام گو مقام عصمت نہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا مقام ہے جو اس کے بہت ہی قریب ہے۔ حضرت ابوبکر اپنے منصب صدیقی میں خود علم قطعی کے امین تھے اور احادیث کی روشنی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ایسا علم اتارا جاتا تھا۔ کہ بغیر نبوت کے خدا ان سے باتیں کرتا تھا اور علم کے فوارے ان کے پوروں سے ٹپکتے تھے خود نماز کی حالت میں ان پر جہاد کے نقشے اتار دیئے جاتے اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ الٰہی نصرت پھر ان لشکروں پر اس طرح اترتی کہ کفر کے ایوان یکسر زیر ہو جاتے۔

۱۷ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۵ بیساکھ ۲۰۴۷ب	منگل
۱۸ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۶ بیساکھ ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۹ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۷ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۸ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعہ

عصمت خُداوندی کے رنگ میں رنگین ہونا

انبیاء کرام دخل شیطانی اور غفلت انسانی دونوں سے معصوم ہوتے ہیں اور خدائی حفاظت ان کے شامل حال ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دخلِ شیطانی سے محفوظ ہونے کی خود حضور نے بشارت دی ہے۔

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رض (۵۵ھ) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (ازواجِ مطہرات) رضی اللہ عنہن کچھ اونچی آواز سے باتیں کر رہی تھیں کہ حضرت عمر رض آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت عمر رض کا نام سنتے ہی یہ سب پردے میں چلی گئیں حضور م نے حضرت عمر رض کو آنے کی اجازت دی آپ آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور کے چہرے پر مسکراہٹ ہے۔ آپ نے حضور سے عرض کی اللہ آپ کو مسکراتے رکھے کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہاری آواز سنتے ہی ایک طرف ہو گئی ہیں۔ آپ نے انہیں (ان بیبیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "تم مجھ سے ہیبت کھاتی ہو اور حضور سے تمہیں ڈر نہیں لگتا" انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ بہت سخت مزاج ہیں۔ حضور نے حضرت عمر سے کہا "اور سن لو اے خطاب کے بیٹے" اور فرمایا مالقیک الشیطان سالکا فجا قط الاسلک فجا غیر فجک

ترجمہ: تجھے چلتے ہوئے شیطان کسی رستے میں نہیں ملتا۔ مگر یہ کہ وہ تیرا راہ چھوڑ کر دوسری راہ لے لیتا ہے۔
(بخاری جلد ا مزاد)

جب شیطان آپ کی راہ چھوڑ کر اور بعض روایات کی رو سے آپ سے ایسے بھاگتا ہے جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے تو ظاہر ہے کہ آپ میں اور شیطان میں دوری اور بعد ایک فطری اور دائمی صورت رکھتے تھے یہ گناہوں سے بچاؤ کی کتنی عظیم خبر ہے یہ معصومیت تو نہیں معصومیت خاصہ انبیاء ہے لیکن عصمت خداوندی کے رنگ میں رنگین ہونا یہ بھی کوئی کم فضیلت نہیں ہے اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ سے بھاگنے والے صرف شیاطین الجن ہی نہیں جو انسان شیطان صفت ہوں گے۔ وہ بھی ان کے نام سے بھاگتے ہیں۔

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض روایت کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انی لا نظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ شیاطین خواہ وہ انسانوں کے ہوں یا جنات کے سب عمر سے بھاگتے ہیں۔
(ترمذی جلد ۲ ص ۵۶۵ لکھنؤ وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب)

علم کے اُچھلتے فوّاروں کا منظر

۳۔ حضرت ابو حمزہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بینا انا نائم شربت یعنی اللبن حتی انظر الی

الذی یجری فی اظفاری ثم ناولت عمر (ترجمہ) میں سویا ہُوا تھا کیا دیکھتا ہُوں کہ مَیں نے دودھ پیایا ہے اور اس کی سیرابی میرے ناخنوں سے ہونے لگی پھر مَیں نے وہ عمر کو دے دیا۔
(صحیح بخاری جلدا صد ۵۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسے ان لفظوں میں روایت کرتے ہیں۔
رایت کانی اتیت بقدح لبن فشربت فاعطیت فضلی عمر بن الخطاب ؒ
(جامع ترمذی جلد ۲ صد ۵۶۴)

ترجمہ:۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دُودھ کا ایک پیالہ دیا گیا جسے مَیں نے پیا اور اپنا بچا مَیں نے عمر بن الخطاب کو دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تعبیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا "العلم" اس میں حضرت عمر کی شان دکھائی گئی ہے۔ جن حضرات کو حضورؐ کے بچے ہوئے سے علم ملے پھر ان کی زبان سے ہمیشہ سچ ہی نہیں نکلتا ہے گو انہیں خود اس کے بواعث پر اطلاع نہ ہو وہ ایسے صدق آشنا ہوتے ہیں کہ ان کی زبان پر حق جاری رہتا ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ اس کے آگے بس نبوت ہے اگر آپ نبی نہ ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آگے دروازہ لگ چکا تھا۔

حق گوئی اور صدق دلی کی آسمانی تصدیق

۴۔ حضرت عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (جامع ترمذی جلد ۲ صد ۵۶۳ لکھنؤ)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر اور دل پر جاری فرما دیا ہُوا ہے۔

حضور نے صرف زبان کی بات نہیں کی آپ کے دل کی بات کی بھی خبر دی ہے۔ بسا اوقات منافق بھی صحیح بات کہتے تھے مگر ان کا دل ان کے ساتھ نہ ہوتا تھا۔ کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جس کی زبان اور دل ایک سے ہوں اور پھر یہ کہ خدا کا پیغمبر اس کی شہادت دے رہا ہو۔ حضرت عبداللہؓ نے جب یہ حدیث روایت کی تو ساتھ اپنی شہادت یہ دی:۔

مانزل بالناس امر قط فقالوا فیہ وقال فیہ عمر الا نزل فیہ القرآن علی نحو ما قال عمر

ترجمہ:۔ جب بھی لوگوں پہ کوئی واقعہ رونما ہوا اور انہوں نے اس میں کچھ کہا اور حضرت عمرؓ نے بھی کچھ کہا تو قرآن کریم نے اس کی تائید کی جو حضرت عمر نے کہا ہوتا۔

نبوت کے سائے میں جگہ پانا

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں ہم (صحابہ) یوں محسوس کرتے گویا مقام سکینہ (جو اللہ تعالیٰ نے غار ثور میں حضورؐ پر حضرت ابوبکر کی معیت میں اتارا تھا) آپ کی زبان پر اترا ہُوا ہے۔ کنا نبعد ان السکینہ تنطق علی لسان عمر المشکوٰۃ صد ۵۵۲

ترجمہ:۔ ہم بہت حیرت سے سمجھ پاتے کہ سکینہ کس طرح حضرت عمر کی زبان پر اُتر رہا ہے

۵۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں۔

۲۱ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۹ بیساکھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲۲ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۰ بیساکھ ۲۰۴۷ب	اتوار
۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۱ بیساکھ ۲۰۴۷ب	پیر
۲۴ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۲ بیساکھ ۲۰۴۷ب	منگل

Scanned with CamScanner

۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء	۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۳ بیساکھ ۲۰۴۷ب	بدھ
۲۶ اپریل ۱۹۹۰ء	۳۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۴ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۷ اپریل ۱۹۹۰ء	یکم شوال ۱۴۱۰ھ ۱۵ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۸ اپریل ۱۹۹۰ء	۲ شوال ۱۴۱۰ھ ۱۶ بیساکھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب (جامع ترمذی ج۲ ص۵۶۳)

ترجمہ:۔ میرے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونا ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر ولایت الٰہی کے جملہ مراتب وہ صغریٰ ہوں یا کبریٰ طے کر چکے ہوئے تھے اور آگے نبوت پر اس لئے نہ گئے کہ ان کے عرفان میں کچھ کمی تھی بلکہ اس لئے کہ آگے دروازہ ہی لگا ہوا تھا۔ دوسرا کوئی شخص اس مقام کے لائق تھا تو وہ آپؐ کے بیٹے حضرت ابراہیم تھے اگر آپ کے بعد نبوت کسی کو ملنی ہوتی تو آپ کے بیٹے ضرور اس عمر کو پہنچتے جس میں نبیوں کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ آپ بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور اس جہت سے آپ کا زندہ رہنا ممکنات میں سے نہ تھا کوئی غیر تشریعی منصب نبوت بھی باقی ہوتا تو آپ زندہ رہتے اور اسے پا لیتے نبوت کا دروازہ ہر پہلو سے بند تھا۔

خُدا سے ہم کلامی کا شرف پانا

۶۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فان عمر بن الخطاب منھم (صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۷۶)

ترجمہ:۔ بیشک تم سے پہلی امتوں میں بھی محدث (خدا کے کلام کو پانے والے) ہوئے ہیں ان سے میری امت اگر کوئی ہے بھی تو عمر بن الخطاب بیشک ان میں سے ہیں

قبائے دین جسکے پیکر کی زینت تھی

۷۔ حضرت ابو سعید الخدری (م۷۴ھ) روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیھم قمص منھا ما یبلغ الثدی و منھا ما یبلغ دون ذلک ومر عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالو ماذا اولت یا رسول اللہ قال الدین (رواہ مسلم)

ترجمہ: میں نیند میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مجھ پر پیش کئے جا رہے ہیں اور وہ قمیصیں پہنے ہوئے ہیں بعض کی قمیص چھاتی تک ہے اور بعض کی اس سے بھی کم اور حضرت عمر بن الخطاب بھی گذرے اور ان پر ایسی قمیص ہے جو زمین پر گھسٹتی جا رہی ہے۔ صحابہ نے پوچھا۔ اس سے کیا مراد ہے اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا یہ دین ہے جو قمیص کی شکل میں مجھے دکھلایا گیا ہے۔

اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے عمل کی صورت دکھلائی گئی کس طرح قبائے دین آپؓ کے جسد اطہر کو ہر طرف سے گھیرے میں لئے تھی۔ آپ کے علم کی شان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بچے دودھ کی سیرابی سے دکھائی گئی علم میں روایت ضروری ہے اس لئے آپ نے حضور کے بچے دودھ کو نوش جان فرمایا عمل اپنی ذات سے قائم ہوتا ہے سو آپ نے ایک مستقل

قیمص زیب تن فرمائی عمل میں زبان اور قلب خصوصی درجہ رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کے ان مقامات کی خصوصی تصدیق فرمائی۔

وہ قیمص زمین پر گھسٹتی کیوں جاری تھی؟ یہ اس لئے کہ آپ کے عمل کی پیروی اس امت میں جاری ہوگی حضورؐ کو دکھلایا گیا کہ آپ کے عمل کے پیر اٹھے آپ کی امت میں اقتداء پائیں گے اور حضورؐ نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ میرے خلفائے راشدین کی اقتداء پائیں گے اور حضورؐ نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ میرے خلفائے راشدین کی اقتدا میں چلنا علم اور عمل کے بعد اخلاق فاضلہ ہیں اور ان میں پہلا درجہ غیرت کا ہے اس باب میں بھی حضورؐ کی تصدیق سنیئے۔

حضورؐ نے جنت میں آپکے محل کو دیکھا

۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ (۴، ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔

رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورایت قصراً لفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی وامی یا رسول اللہ أعلیک اغار

ترجمہ: میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں ہوں وہاں میں نے (اپنی رضاعی خالہ) رمیصاء زوجہ ابی طلحہ کو دیکھا اور میں نے کسی کے قدموں کی آواز سنی میں نے پوچھا کون ہے مجھے جواب دیا گیا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے سامنے ایک باندی کھڑی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ اس نے کہا عمر بن الخطاب کا میں نے چاہا کہ میں اسے اندر جاکر دیکھوں مگر اے عمر مجھے تیری غیرت کا دھیان آگیا حضرت عمرؓ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ کی بات پر بچار کروں گا (۔ صحیح بخاری جلد ا ص۵۲۰)

امام ترمذیؒ اس مقام پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ رؤیاء الانبیاء وحی کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے، سو امام ترمذی نے متنبہ فرمایا کہ حضورؐ نے جو حضرت عمرؓ کے قصر جنت کی خبر دی ہے وہ وحی الٰہی پر مبنی ہے اور ایسی خبر ہے جس کے اردگرد شک کا کوئی کانٹا بکھرا نہیں ہے پھر آپ نے صرف آپ کے قصر جنت کو ہی نہیں دیکھا آپ کا مقام خلافت بھی رویا میں دیکھ لیا اور دیکھا کہ آپ کی خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی زیادہ عرصہ اُمت کے لئے فیض بخش رہی۔

حضورؐ نے آپکے مقام خلافت کو دیکھا

۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (۳، ھ) کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رایت فی المنام انی انزع بدلو بکرۃ علی قلیب فجاء ابوبکر فنزع ذنوبا او ذنوبین نزعا ضعیفا واللہ یغفرلہ ثم جاء عمر بن الخطاب فاستحالت غربا فلم ار عبقریا

۲۹ اپریل ۱۹۹۰ء	۳ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۶ بیساکھ ۲۰۴۷ب	اتوار
۳۰ اپریل ۱۹۹۰ء	۴ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۸ بیساکھ ۲۰۴۷ب	پیر
یکم مئی ۱۹۹۰ء	۵ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۹ بیساکھ ۲۰۴۷ب	منگل
۲ مئی ۱۹۹۰ء	۶ شوال ۱۴۱۰ھ	۲۰ بیساکھ ۲۰۴۷ب	بدھ

۳ مئی ۱۹۹۰ء	۷ شوال ۱۴۱۰ھ ۲۱ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۴ مئی ۱۹۹۰ء	۸ شوال ۱۴۱۰ھ ۲۲ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۵ مئی ۱۹۹۰ء	۹ شوال ۱۴۱۰ھ ۲۳ بیساکھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۶ مئی ۱۹۹۰ء	۱۰ شوال ۱۴۱۰ھ ۲۴ بیساکھ ۲۰۴۷ب	اتوار

یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن ؎

ترجمہ:۔ مَیں نے خواب دیکھا کہ مَیں ایک کنویں پر چرخی پر پانی کا ڈول کھینچ رہا ہوں کہ ابوبکرؓ آگئے آپ نے ایک دو ڈول نکالے ہوں گے۔ کہ عمر بن الخطاب آگئے ابوبکر کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی اللہ آپ کو اس پر بخشش دیں گے۔ عمر کے وقت ڈول بڑا ہو گیا۔ مَیں نے کسی سردار کو اس توانائی سے پانی نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے اونٹ تک سیراب کر کے اپنے مناخ میں بٹھا دیئے۔

(؎ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۲۰)

یہ آپ کی خلافت کا نقشہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مثالی شکل میں دکھایا گیا۔ خلافت خلق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اور نفع پہنچانے کا نام ہے تاریخ گواہ ہے کہ مخلوق خدا نے جو نفع اور آرام حضرت عمر کی خلافت میں پایا اس کی نظیر فرمانروایان عالم میں نہیں ملتی خلیفہ اپنے نام یا القاب سے نہیں اپنے کام سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ خلافت کا حق ادا کر رہا ہے یا نہیں۔

اسلام کی عزت اور غلبہ حضرت عمرؓ کے دم سے

۱۰۔ عربوں کو جو عزت اسلام سے ملی اس کی صدائے بازگشت حضرت علی مرتضیٰ کے خطبوں میں سنو تاہم اس سے انکار نہیں کہ لسان رسالت نے حضرت عمرؓ کو اس مقام پر رکھا جس سے اسلام نے عزت پائی حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی اے اللہ عمر بن الخطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے پسند ہو اس سے اسلام کو عزت عطا کر اور عمر اللہ کی نظر میں اس کے پیارے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ تھی

اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جہل او بعمر بن الخطاب ؎

(؎ رواہ الترمذی جلد ۲ ص ۵۶۳)

ترجمہ:۔ اے اللہ ان دو میں سے جو تجھے پیارا ہو تو اس سے اسلام کو عزت (غلبہ) عطا فرما۔

قبروں سے حضورؐ کے ساتھ اٹھنے کی سعادت

۱۱۔ امام ترمذی مناقب حضرت عمرؓ میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اٰتی اھل البقیع فیحشرون معی ؎

(؎ رواہ الترمذی جلد ۲ ص ۵۶۶)

ترجمہ:۔ مَیں پہلا ہوں گا جس کی قبر کھلے گی پھر ابوبکر کی پھر عمر کی۔ پھر مَیں بقیع آؤں گا اور مدفونین بقیع میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے۔ ایک ہی جگہ سے اٹھنا اور اس ترتیب سے اٹھنا بتلاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تین مدافن کا علم بخشا گیا تھا کہ آپ کے ساتھ اس گنبد خضراء میں اور کون کون مکین ہوں گے اور یہ کہ چوتھی قبر کی جگہ

۷ مئی ۱۹۹۰ء	۱۱ شوال ۱۴۱۰ھ	۲۵ بیساکھ ۲۰۴۷ب	پیر

۸ مئی ۱۹۹۰ء	۱۲ شوال ۱۴۱۰ھ	۲۶ بیساکھ ۲۰۴۷ب	منگل

۹ مئی ۱۹۹۰ء	۱۳ شوال ۱۴۱۰ھ	۲۷ بیساکھ ۲۰۴۷ب	بدھ

۱۰ مئی ۱۹۹۰ء	۱۴ شوال ۱۴۱۰ھ	۲۸ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعرات

پر حضرت عیسٰی بن مریم کے علاوہ اور کوئی نہ آسکے گا۔

ان دو کی کیا شان جو دو پیغمبروں کے درمیان فروکش ہوں گے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دو حشر ہوں گے ایک اپنی امت کے ساتھ اور ایک اس امت میں سے۔ وقت کے اس فاصلے کے باعث یہاں ان کا ذکر نہیں صرف تین کے ایک ترتیب سے اُٹھنے کا تذکرہ ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ان تینوں کو ایک مٹی سے پیدا کیا تھا۔

خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ ابن مسعود (۹۱ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۲۔ مامن مولود الا وفی سرتہ من تربتہ التی خلق منہا حتی یدفن فیہا وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہا ندفن

(ماخوذ از فتاوی افریقہ ص۹۹)

ترجمہ۔ ہر بچے کی ناف میں مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے اسے بنایا گیا یہاں تک کہ وہ اس میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اسی میں دفن ہوں گے۔

آج کے درسِ حدیث میں ہم ان بارہ احادیث پر اکتفا کرتے ہیں بارہ کا عدد یہود کو بہت پسند تھا اور ان کی روایت سے چلنے والوں میں سے جو اثنا عشری ہماری صفوں میں گھسے ہیں ان کی دل داری کے لئے ہم درس ان بارہ روایات پر ختم کرتے ہیں سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو احادیث کی روشنی میں دیکھنا ہو تو ان روایات میں دیکھیں، یہ ان روایات کے علاوہ ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے ساتھ ساتھ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے ساتھ ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا تذکرہ ہے جیسے کہ یہ روایت "اے پہاڑ سکون میں آجا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں"

اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ الترمذی)

دُنیا بھر کے عاشقانِ رسولؐ محبانِ صحابہؓ کے نام انتہائی اہم گذارش

[illegible]

مطالب... * ... ضیاء الرحمن فاروقی ... سپاہ صحابہ ...
* شیر اسلام مولانا حق نواز ...
سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان

جنگ

۱۱ مئی ۱۹۹۰ء	۱۵ شوال ۱۴۱۰ھ / ۲۹ بیساکھ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۱۲ مئی ۱۹۹۰ء	۱۶ شوال ۱۴۱۰ھ / ۳۰ بیساکھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۱۳ مئی ۱۹۹۰ء	۱۷ شوال ۱۴۱۰ھ / ۳۱ بیساکھ ۲۰۴۷ب	اتوار
۱۴ مئی ۱۹۹۰ء	۱۸ شوال ۱۴۱۰ھ / یکم جیٹھ ۲۰۴۷ب	پیر

تعارف ذی النورینؓ

حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی نے شہید کبیر امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا اجمالی تعارف لکھا ہے جو شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔

★ نسبی لحاظ سے حضورؐ کے قریب ترین رشتہ دار، آپکی والدہ حضورؐ کی عمہ زاد (پھوپھی زاد) بہن تھیں۔

★ آپؓ فاروقِ اعظمؓ ابو عبیدہؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے بھی پہلے اسلام لائے۔

★ اسلام سے قبل بھی آپؓ مکہ بھر میں معزز و موقر تھے۔

★ آپؓ کی حیا و سخاوت ضرب المثل تھی۔

★ آپؓ صدیق اکبرؓ کی طرح قبل اسلام بھی بت پرستی اور شراب سے بچے رہے۔

★ آپؓ کے چچا نے آپؓ کو رسیوں سے جکڑ کر ترکِ اسلام پر مجبور کیا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا۔

★ آپؓ ابراہیم و لوط علیہم السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہل بیت سمیت ہجرت کا شرف حاصل کیا۔

★ غزوۂ تبوک میں آپؓ کی امداد سے متاثر ہو کر حضورؐ نے تین مرتبہ آپؓ کے حق میں دعا کی۔

★ آپؓ نے حضورؐ کے چار دن کے فاقے کی خبر سن کر آٹے، گندم اور چھوہاروں کی چند بوریاں، سالم بکری کا گوشت اور تین سو روپیہ نقد ارسال خدمت کر دیا اور ساتھ ہی بہت سی پکی پکائی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھی پہنچا دیا۔

★ آپؓ کو حضورؐ کے نجی خطوط لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

★ آپؓ ایام ممنوعہ کے بغیر روزے کا کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔

★ آپؓ نے ایام قحط میں ایک ہزار اونٹ غلہ فقراء مدینہ میں تقسیم کر دیا۔

★ آپؓ نے غزوۂ تبوک میں حضورؐ کی اپیل پر ۱۰۰ اونٹ پھر ۲۰۰ اونٹ اور پھر ۳۰۰ اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر چوتھی اپیل پر ایک ہزار اشرفیاں بھی پیش کر دیں۔

★ آپؓ نے ایکبار نادانستہ غلام کا کان مروڑ دیا۔ پھر اس کے سامنے اپنا کان پیش کر دیا تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

★ آپؓ کے عہد میں قیصرِ روم کا نام و نشان مٹ گیا۔

★ آپؓ کی مجاہدانہ مساعی سے عیسائیت

کا جسم بے جان ہوگیا۔

★ آپؓ کی جدّوجہد سے خراسان، جویش، بیہق، فیروز آباد، شیراز، طوس، نشاپور، ہرات، بلخ وغیرہ مسلمانوں کے تسلّط میں آگئے۔

★ آپؓ کو حضورؐ نے اپنا رفیقِ جنّت قرار دیا۔

★ آپؓ کے ہاتھ کو حضورؐ نے اپنایا اپنے ہاتھ کو دستِ عثمانؓ قرار دیا۔

★ آپؓ کو حضورؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ (دو بارہ)

(بحوالہ نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۸۴)

★ آپؓ کے انتظار میں حضورؐ مع صحابہؓ بیقرار ہوئے (غزواتِ حیدری)

★ آپؓ کے حق میں حضورؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

★ آپؓ نے عمّال کی بدانتظامیوں کے حالات سُن کر انہیں حق پر عمل کرنے کی سخت تلقین و تاکید کی۔

★ آپؓ دُنیا بھر میں ذی النورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(نہج البلاغہ صفحہ ۸۴ ج ۲)

★ آپؓ کے علم و فضل کا اقرار سیّدنا علیؓ نے کیا (نہج البلاغہ)

★ آپؓ کے درِ دولت پر سیّدنا علیؓ لوگوں کے وکیل بن کر مشورہ بانہ آئے۔

(نہج البلاغہ صفحہ ۸۳ ج ۲)

★ آپؓ نے دُنیا میں اشاعتِ قرآن کر کے اُمّتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم کیا۔

★ آپؓ نے جان کی قربانی دے دی لیکن ارضِ مدینہ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہونے دیا۔

آپؓ نے ایران، خراسان، آرمینیا، آذر بائیجان، مصر، اسکندریہ کی بغاوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

★ آپؓ کے دَورِ خلافت میں اسلامی حکومت سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک پہنچ گئی۔

★ آپؓ کے دَورِ خلافت میں سپاہیوں کی تنخواہ میں ایک ایک سو روپیہ اضافہ ہُوا۔

★ آپؓ نے نئے مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم کیں۔

★ آپؓ نے چراگاہوں میں مویشیوں کے لئے چشمے کھدوائے۔

★ آپؓ نے دفاتر کے لئے وسیع عمارات بنوائیں۔

★ آپؓ نے رعایا کی آسائش کے لئے سڑکیں، پُل اور مسافر خانے بنوائے۔

★ آپؓ نے نجد اور مدینے کی راہ میں ایک سرائے بنوائی اور اس سے ملحق ایک بازار بسایا۔

★ آپؓ نے اس راستے پر آبِ شیریں کا ایک کنواں کھدوایا۔

★ آپؓ ہی کی رفاہی کوششوں کا نتیجہ ذیل کے کنویں ہیں۔ بیر سائب، بیر عامر، بیر رومہ، بیر عریس۔

★ آپؓ نے سیلاب کے خطرے کے پیشِ نظر مدینے سے تھوڑے فاصلے پر مدری کے قریب بند بنوایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رُخ دوسری طرف پھیر دیا۔

★ آپؓ نے مسجد نبوی کی توسیع کر کے اسے ایک حسین عمارت میں تبدیل کر دیا۔

۱۵ مئی ۱۹۹۰ء	۱۹ شوال ۱۴۱۰ھ / ۲ جیٹھ ۲۰۴۷ب	منگل
۱۶ مئی ۱۹۹۰ء	۲۰ شوال ۱۴۱۰ھ / ۳ جیٹھ ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۷ مئی ۱۹۹۰ء	۲۱ شوال ۱۴۱۰ھ / ۴ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۸ مئی ۱۹۹۰ء	۲۲ شوال ۱۴۱۰ھ / ۵ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعہ

Scanned with CamScanner

۱۹ مئی ۱۹۹۰ء	۲۳ شوال ۱۴۱۰ھ / ۶ جیٹھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۲۰ مئی ۱۹۹۰ء	۲۴ شوال ۱۴۱۰ھ / ۷ جیٹھ ۲۰۴۷ب	اتوار

۲۱ مئی ۱۹۹۰ء	۲۵ شوال ۱۴۱۰ھ / ۸ جیٹھ ۲۰۴۷ب	پیر

۲۲ مئی ۱۹۹۰ء	۲۶ شوال ۱۴۱۰ھ / ۹ جیٹھ ۲۰۴۷ب	منگل

★ آپؓ نے مساجد کی آبادی کے لئے تنخواہ دار مؤذن مقرر کئے۔

★ آپؓ نے زمانہ نبوی میں کتابت قرآن کا اور زمانۂ خلافت میں تقرریر خلافت کا کام کیا۔

★ آپؓ مذہبی علوم میں منتہی کا درجہ رکھتے تھے۔

★ آپؓ روایت حدیث میں بہت محتاط تھے۔

★ آپؓ کا اجتہاد کردہ مسئلہ صحابہ کرام میں مستند سمجھا جاتا تھا۔

★ آپؓ کو میراث کے مشکل ترین علم میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

★ آپؓ کا دامن مالدار ہونے کے باوجود مالداری کی برائیوں سے آلودہ نہ ہوا۔

★ آپؓ کا دل ہمیشہ خوفِ خدا سے معمور رہتا تھا۔

★ آپؓ قبروں پر سے گزرتے تو رقت طاری ہو جاتی۔

★ آپؓ کے متعلق حضورؐ نے فرمایا اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں۔ تو عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔

★ آپؓ حضورؐ کی تھوڑی سی تکلیف سے بے چین ہو جاتے تھے۔

★ آپؓ حضورؐ کے رُخِ مُبارک کو دیکھ کر حضورؐ کے طبعی مقتضا کو سمجھ لیتے تھے۔

★ آپؓ اہلِ بیت کا فاقہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

★ آپؓ نے اس ہاتھ کو عمر بھر پلیدی سے بچایا جس سے حضورؐ کی بیعت کی تھی۔

★ آپؓ کے مبارک نام پر سیدنا سعدؓ نے اپنے دو بیٹوں کے نام عثمان اکبر و عثمان اصغر رکھے (ابن سعد، ج ۳)

★ آپؓ نے دس لاکھ اشرفیاں خدا کی راہ میں وقف کیں۔

★ سینکڑوں بیواؤں، یتیموں اور غریب رشتہ داروں کی پرورش و کفالت آپؓ کا دستور العمل تھا۔

★ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آپؓ کا شعار تھا۔

★ آپؓ گستاخی کرنے والے کو بُرا بھلا کہہ کر شرمندہ نہیں کرتے تھے۔

★ آپؓ کئی لونڈیوں اور غلاموں کے باوجود اپنا کام خود کرتے تھے۔

★ آپ کی رات ذکرِ الٰہی میں اور دن امورِ خلافت میں کٹتے تھے۔

★ آپؓ نے قرآن پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور آپ کے سُرخ خون کے چھینٹے آج تک آیۂ مبارک فسیکفیکھم اللہ پر موجود ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

گھر میں نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

(ابو داؤد)

۲۳ مئی ۱۹۹۰ء	۲۷ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۰ جیٹھ ۲۰۴۷ ب	بدھ

شہادت امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ و مظلوم کربلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں

مشابہت و مماثلت

قدم قدم۔ روشن روشن بیاں ہو، وہاں لہو، بتاؤں کیا یہ حادثہ کہاں کہاں گزر گیا

تحریر: حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴ مئی ۱۹۹۰ء	۲۸ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۱ جیٹھ ۲۰۴۷ ب	جمعرات

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مظلوم کربلا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم کرب و بلا

و سیدنا حسین کی مظلومیت بے انتہا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومیت بے انتہا۔

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بے آب و گیاہ ویرانہ میں شہید ہوئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو ویرانہ کیا گیا جس میں شہید ہوئے۔

رہیں بہت طرز جنوں۔ مجنوں نے بن کو گھر کیا
ہم نے گھر کو بن کیا یہ اپنی اپنی رائے ہے

۲۵ مئی ۱۹۹۰ء	۲۹ شوال ۱۴۱۰ھ	۱۲ جیٹھ ۲۰۴۷ ب	جمعہ

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں محصور ہوئے۔ سیدنا عثمان مدینہ طیبہ میں محصور کر کے شہید کئے گئے۔

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں پانی بند۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ طیبہ دار الخلافہ جوار رسول میں پانی بند۔

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا پانی تین دن بند رہا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پانی چالیس سے ساٹھ دن تک باختلاف روایت پانی بند رہا۔

و قاتلِ حسین رضی اللہ عنہ نے سینہ پر بیٹھ کر سر تن سے جدا کیا۔ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کیا۔

۲۶ مئی ۱۹۹۰ء	یکم ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ	۱۳ جیٹھ ۲۰۴۷ ب	ہفتہ

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تلاوتِ قرآن میں شہید ہوئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی تلاوت قرآن کرتے شہید ہوئے۔

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی ؎
سر نہ تھا قبر نہ تھی۔ جسم کفن پوش نہ تھا۔
پھر کسو کہہ دو حسین اب بھی سبکدوش نہ تھا۔

و اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش بھی بے گور و کفن پڑی رہی

و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی لاش بھی دوسرے دن دفن ہوئی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش بھی دو دن بغیر قبر پڑی رہی۔

Scanned with CamScanner

۲۷ مئی ۱۹۹۰ء	۲ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۴ جیٹھ ۲۰۴۷ب	اتوار

و سیدنا حسینؓ کا خاندان آزمائش میں رہا۔ سیدنا عثمانؓ کا خاندان بھی آزمائش میں رہا۔

و سیدنا حسینؓ خاندان کی موجودگی میں شہید ہوئے، سیدنا عثمانؓ بھی خاندان کی موجودگی میں شہید ہوئے۔

و سیدنا حسینؓ اور سیدنا عثمانؓ دونوں شہیدوں نے خاندان کو صبر کی نصیحت و وصیت کی۔

و دونوں شہیدوں کی شہادت جمعۃ المبارک کو ہوئی۔

و دونوں شہیدوں کی شہادت ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی۔

۲۸ مئی ۱۹۹۰ء	۳ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۵ جیٹھ ۲۰۴۷ب	پیر

و دونوں کی شہادت پر جنات روئے۔

و دونوں کی شہادت عجمی یہودی سازش کا نتیجہ تھی۔

خلیفۂ اوّل ، امام صدق وصفا، خسرِ رسولؐ، امیر المؤمنین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یارِ غارِ سرورِ کون و مکاں صدیقؓ ہیں
جانشینِ تاجدارِ قدسیاں صدیقؓ ہیں
محرمِ اسرارِ حق کے راز داں صدیقؓ ہیں
کون پہنچا اس بلندی پر جہاں صدیقؓ ہیں

۲۹ مئی ۱۹۹۰ء	۴ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۶ جیٹھ ۲۰۴۷ب	منگل

بعد سرکارِ جہاں سب سے بہتر آپؓ ہیں
اوّلیں معمار قصرِ دین سرور آپؓ ہیں
جن نے کی تصدیقِ معراجِ پیمبرؐ آپؓ ہیں
نائبِ ختم الرسلؐ صدیقِ اکبرؓ آپؓ ہیں

آپؓ کے گھر کا اثاثہ دولتِ حُبِّ رسولؐ
آپؓ کی آنکھوں کا سُرمہ روضۂ انور کی دُھول
حُبِ منشائے نبوّتؐ تھا آپؓ کا ردّ و قبول
آپؓ سے زندہ ہیں سرکارِ دو عالمؐ کے اُصول

۳۰ مئی ۱۹۹۰ء	۵ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۷ جیٹھ ۲۰۴۷ب	بدھ

خود کیا ختم الرسلؐ نے زیبِ منبر آپؓ کو
خود کہا سرکارؐ نے صدیقِ اکبر آپؓ کو
زندگی بھر دوست رکھا سب سے بڑھ کر آپؓ کو
بعد مُردن بھی رہا قربِ پیغمبرؐ آپؓ کو

یہ فضائل یہ حقائق کم ہیں عظمت کے لیے
یہ نہ تھے تو کون تھا موزوں خلافت کے لیے
(شاہد اکبر آبادی)

حضرت معاویہ رضؓ اور خلافت راشدہ

محقق عصر حافظ حکیم محمود احمد سیالکوٹی

* مقام صحابیت
* خلافتِ راشدہ کو چار میں بند کرنا صحیح نہیں
* امیر معاویہؓ کے کارناموں کی حیثیت
* تمام شبہات کا جواب

حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی پاکستان کے عظیم مورخ اور نامور محقق ہیں ان کی کتاب "حضرت معاویہؓ شخصیت و کردار" کی دو جلدوں نے اپنوں اور غیروں سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ حضرت معاویہؓ کے بارے میں ان کی جملہ تصریحات انتہائی قیمتی ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے صاحبزادے کے متعلق ان کا موقف ردّ عمل کا نتیجہ ہے۔ اس سے جمہور اہلسنت متفق نہیں ہیں۔ اس موقف کے بارے میں اختلاف و کلام کی کافی گنجائش ہے ہمارا ادارہ حضرت معاویہؓ کے متعلق ان کی نادرہ تحقیقات اور اعلیٰ معلومات کی فراہمی پر جہاں انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے وہاں یزید کے متعلق ان کے موقف سے دیانتدارانہ اختلاف رکھتا ہے۔

ناظم اعلیٰ

بعض حضرات یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر سیدنا معاویہؓ کی خلافت ایسی ہی تھی جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو پھر ان کی خلافت "خلافت راشدہ" ہونی چاہیئے اور وہ خلیفہ راشد ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا معاویہؓ کی خلافت واقعی "خلافت راشدہ" تھی اور وہ خود خلیفہ راشد تھے۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے ہمارے پاس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اسلامی تاریخ سے دلائل موجود ہیں، باقی رہا یہ اعتراض کہ جمہور علماء نے انہیں خلفائے راشدین میں سے کیوں شمار نہیں کیا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ تدوین تاریخ کے وقت سے لے کر اُن کی مقدس ذات کے بارہ میں اس قدر غلط پراپیگنڈہ کیا گیا اور عام

۳۱ مئی ۱۹۹۰ء	۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۸ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
یکم جون ۱۹۹۰ء	۷ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۹ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲ جون ۱۹۹۰ء	۸ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۲۰ جیٹھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۳ جون ۹۰ء	۹ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۲۱ جیٹھ ۲۰۴۷ب	اتوار

۴ جون ۱۹۹۰ء	۱۰ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۲ جیٹھ ۲۰۴۷ب	پیر

۵ جون ۱۹۹۰ء	۱۱ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۳ جیٹھ ۲۰۴۷ب	منگل

۶ جون ۱۹۹۰ء	۱۲ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۴ جیٹھ ۲۰۴۷ب	بدھ

۷ جون ۱۹۹۰ء	۱۳ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۵ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعرات

ذہن سے اُن کے محامد و مناقب کو غلط اور جھوٹی روایات کے گرد و غبار کے نیچے دبا دیا گیا۔ ان کی خوبیوں کو بُرائیاں اور مناقب کو مثالب بنا کر تاریخ کے صفحات کے فریم میں آویزاں کیا گیا اور عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ اُنہوں نے برسرِ اقتدار آکر "خلافتِ راشدہ" کے نظام کو ملوکیت اور جاہلیت کے نظام میں تبدیل کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کے فرزند یزید کے دور میں شہادتِ حسین رضؓ کا جو جانگداز واقعہ کوفہ کے سبائیوں اور شیعانِ علی کی وجہ سے پیش آیا۔ اس سے بھی سیّدنا معاویہؓ کی شہرت اور نیک نامی، بدنامی کی دبیز تہوں کے نیچے دب گئی۔ بہرحال کتابوں سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح آج ہمارے ذہنوں میں یہ ٹھونسا جاتا ہے کہ سیّدنا علیؓ اور سیّدنا معاویہؓ کی باہمی چپقلش میں حق اور صواب سیّدنا علیؓ کے ساتھ تھا اور سیّدنا معاویہؓ راہِ خطاء پر تھے، یہ عقیدہ متقدمین اہلِ سُنّت کا نہ تھا بلکہ ان کے نزدیک اسلام کے یہ دونوں بزرگ راہِ صواب پر تھے۔ کیونکہ دونوں کا موقف اپنے اپنے مقام پر صحیح تھا۔ اور اس کے خلاف اعتقاد رکھنا یعنی سیّدنا علیؓ کو راہِ صواب پر اور سیّدنا معاویہؓ کو راہِ خطا پر سمجھنا "تشیع" تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ "متقدمین کے نزدیک اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ سیّدنا علیؓ، سیّدنا عثمانؓ سے افضل تھے، اور جنگوں میں سیّدنا علیؓ راہِ صواب پر تھے اور آپ کے مخالفین (سیّدنا معاویہؓ اور ان کے ساتھی) راہِ خطا پر تھے، تشیع کہلاتا تھا۔ باوجود حضرات شیخین (سیّدنا ابوبکرؓ اور سیّدنا عمرؓ) کو افضل اور مقدم سمجھنے کے۔"

(تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۹۴)

آج اہلِ سنّت کی اکثر کتابوں میں یہ الفاظ آپ کو ملیں گے کہ سیّدنا علیؓ اور سیّدنا معاویہؓ کی باہمی جنگوں اور تنازعات میں سیّدنا علیؓ حق پر تھے اور جناب معاویہؓ خطاء پر۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک زمانہ میں جب مسندِ اقتدار بنو عباس، آلِ بویہ اور دوسرے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آئی جن کا تعلق شیعانِ علیؓ سے تھا تو انہوں نے تاریخ کی جھوٹی اور سراپا کذب روایات کے زور پر یہ عقیدہ ایجاد کروایا کہ سیّدنا علیؓ اور سیّدنا معاویہؓ کی باہمی جنگوں میں اوّل الذکر راہِ حق پر تھے اور ثانی الذکر راہِ خطاء پر۔ اِس عقیدہ کی ترویج میں علامہ تفتازانی، علامہ سیوطی جیسے کئی بزرگوں کا ہاتھ بھی نظر آتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا علیؓ کی خلافت اگر "راشدہ" ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ سیّدنا معاویہؓ کی خلافت "راشدہ" نہ ہو۔ اور جو حضرات ان دونوں خلافتوں کے درمیان "راشدہ" اور "غیر راشدہ" کا فرق ظاہر کرتے ہیں، ان کے دلائل کسی معقول ذہن کو بالکل متاثر نہیں کر سکتے کیونکہ "خلافت غیر راشدہ" کا مارکہ (BRAND) لگانے کے لئے سیّدنا معاویہؓ

سے مقدس دامن پر جن دھبوں کو نمایاں کیا جاتا ہے تاریخ کی خوردبین وہی دھبے سیدنا علیؓ کے دامن پر بھی بتاتی ہے پھر ذہن اس بات کو قبول کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے کہ ایک بزرگ صحابی کی خلافت کو "راشدہ" تسلیم کیا جائے اور دوسرے بزرگ کی خلافت کو "غیر راشدہ" اور اس کے ساتھ ذہن فوراً اس بات کو اخذ کرتا ہے کہ اس قسم کے بے دلیل دعوے کے پیچھے ضرور کوئی سازشی ہاتھ ہے جس نے امت کے ساتھ اس قسم کی سازش کی ہوئی ہے۔ اس کی ایک عام فہم مثال سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کے اسمائے گرامی کے ساتھ "امام" بطور سابقہ اور "علیہ السلام" بطور لاحقہ کے شیعہ ازم کا ایک ایسا پراپیگنڈا ہے جس سے بڑے بڑے آئمہ اہل سنت غیر شعوری طور پہ متاثر نظر آتے ہیں اور آج یہ لفظ ان کی کتابوں میں جابجا ملتا ہے۔ حالانکہ "امامت" کا یہ تصور جس کے تحت حضرات حسنینؓ کو "امام" کہا جاتا ہے خالص شیعہ تصور ہے اور اہل سنت کے ہاں ایسی امامت کا کوئی جواز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت اپنی کتابوں میں "امام ابو بکرؓ" "امام عمرؓ" وغیرہ کے الفاظ نہیں لکھتے دوسرے "علیہ السلام" کا لفظ اہلسنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے لئے مختص ہے!

پس اگر قرآن و سنت اور تاریخ اسلام کی صحیح روایات کی روشنی میں کوئی نتیجہ نکالا جائے تو وہ یہی نکلتا ہے کہ ان کی خلافت "خلافت راشدہ" تھی، لیکن اگر وہ مخصوص سیدنا معاویہؓ کی خلافت کے بارہ شرطیں ہی لگائی جائیں جو کہ ہمارے بعض لوگوں نے سیدنا معاویہؓ کی خلافت کو "غیر راشدہ" ثابت کرنے کے لئے لگائی ہیں تو پھر خلافت راشدہ خلفائے اربعہ میں مخصوص ہو کر نہیں رہ جاتی بلکہ پھر خلافت راشدہ کا دور سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے حکیم الامت شاہ ولی اللہ کو یہ لکھنا پڑا کہ

بموت حضرت عثمان خلافت خاصہ منقطع گشت واکثر احادیث ہمیں مضمون وارد شدہ۔

سیدنا عثمانؓ کی وفات سے خلافت خاصہ منقطع ہو گئی اور اکثر حدیثیں اسی مضمون کی وارد ہوئی ہیں۔

(ازالۃ الخفا مقصد اول ص۲۱)

یعنی اس لحاظ سے سیدنا علیؓ کی خلافت بھی "خلافت راشدہ" نہیں رہتی۔ اور اگر وہ شرائط ذرا ڈھیلی کر دی جائیں تو پھر سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ دونوں کی خلافتیں "خلافت راشدہ" شمار ہوتی ہیں، وگرنہ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ ساتھ سیدنا علیؓ کی خلافت بھی "خلافت راشدہ" شمار نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا قرآن و سنت اور اسلامی تاریخ اسی بات کی تائید کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ چار خلفاء میں محصور نہیں بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

اگر قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کریں تو بیسیوں آیات صحابہؓ کے تقدس اور ان کے رشد و ہدایت کے مینار ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جن میں سے ہم چند ایک یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ صحابہ کرامؓ

۸ جون ۱۹۹۰ء	۱۴ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۶ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۹ جون ۱۹۹۰ء	۱۵ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۷ جیٹھ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۱۰ جون ۱۹۹۰ء	۱۶ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۸ جیٹھ ۲۰۴۷ب	اتوار
۱۱ جون ۱۹۹۰ء	۱۷ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۲۹ جیٹھ ۲۰۴۷ب	پیر

۱۲ جون ۱۹۹۰ء	۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۳۰ جیٹھ ۲۰۴۷ب	منگل
۱۳ جون ۱۹۹۰ء	۱۹ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۳۱ جیٹھ ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۴ جون ۱۹۹۰ء	۲۰ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۳۲ جیٹھ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۵ جون ۱۹۹۰ء	۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ / یکم ہاڑ ۲۰۴۷ب	جمعہ

کا علم مرتبت اور ان کی عظمت معلوم ہو سکے کیونکہ خلافت راشدہ کا تعلق خلیفہ کے راشد ہونے پر موقوف ہے۔ خلیفہ اگر راشد ہے تو اس کی خلافت "خلافت راشدہ" ہے اور خلیفہ اگر خود راشد نہیں تو اس کی خلافت بھی "خلافت راشدہ" نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ قرآن حکیم میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ

تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے اس بھیجی گئی ہو تاکہ انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اللہ پر ایمان لاؤ (آلِ عمران، ۱۱۰)

تمام محدثین اور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کا صحیح مصداق صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ انہیں کے بارہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صاف اور صریح الفاظ میں حضرات صحابہؓ کو تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بہتر اور افضل قرار دیا۔ لہٰذا جب اصحاب رسولؐ ساری امت سے افضل و اعلیٰ ہیں تو ان کا دور اور ان کی حکومت بھی ان کے بعد آنے والوں کی حکومتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

قرآن حکیم کی ایک اور آیت میں حق تعالیٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنّت تجری من تحتھا الانھار

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) پہلے اور مقدم ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی (التوبہ، ۱۰۰)

اس آیت میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے کہ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ پھر صحابہ کرامؓ کے دو طبقے بیان فرمائے ایک طبقہ "والسابقون الاولون" کا اور دوسرا بعد میں ایمان لانے والوں کا۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اور جنّت کی عطا کا وعدہ کیا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

"السابقون الاولون" سے کون صحابہؓ مراد ہیں، اس بارہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ہمارے خیال میں سب سے زیادہ صحیح قول اس بارہ میں یہ ہے کہ جو لوگ بیعت رضوان میں جو ۶ھ میں ہوئی، شامل تھے وہ "السابقون الاولون" میں شامل ہیں اور جو لوگ بیعت رضوان کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے وہ "والذین اتبعوھم باحسان" میں شامل ہیں۔ اس آیت میں صاف لفظوں میں واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص

صحابہؓ کی جماعت میں داخل ہو گیا اُس کو
اللہ تعالیٰ کی رضا کا سرٹیفکیٹ مل گیا اور
اللہ رب العزت اس کو آخرت میں جنت
کی دوامی زندگی عطا فرمائیں گے۔
اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ
صحابہ کرامؓ کا خاتمہ اور انجام نیک اور
بخیر ہوا، کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے علم ازلی
کے تحت انہیں اپنی رضا کا مژدہ سنایا۔
اور اللہ کی رضا اس بات کی ضمانت ہے
کہ وہ لوگ اپنے انجام کے لحاظ سے حالت
صالحہ پر تھے کیونکہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی
ہو گئے پھر اُس سے کبھی ناراض نہیں ہوں
گے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ،
من رضی اللہ عنه لم یسخط
علیه ابدا ان شاء اللہ تعالیٰ
جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے پھر
انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے کبھی ناراض نہیں
ہوں گے۔
(الاستیعاب جلد ۱ ص ــ)
قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر اللہ
سبحانہٗ و تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے مقام
رفعت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔
ولکن اللہ حبب الیکم
الایمان وزینه فی قلوبکم
وکرہ الیکم الکفر والفسوق
والعصیان اولئک هم الراشدون
فضلا من اللہ ونعمة، واللہ
علیم حکیم
لیکن اللہ جل شانہٗ نے ایمان کو
تمہارے لئے محبوب کر دیا اور اس کو تمہارے
دلوں میں مزین بنا دیا، اور کفر، فسوق
اور نافرمانی کو تمہارے لئے مکروہ اور ناپسندیدہ
بنا دیا۔ یہی لوگ راشدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل اور اس کی نعمت سے، اور اللہ تعالیٰ
خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔
(الحجرات:
اس آیت کے آخر میں تمام صحابہؓ کے
متعلق فرمایا کہ،
اولئک هم الراشدون
یہی لوگ راشدین (ہدایت یافتہ) ہیں۔
معلوم نہیں کہ یہ کہاں کی منطق اور کہاں
کی سوچ ہے کہ حق تعالیٰ تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو
"راشدین" کہہ رہے ہیں اور "راشدہ" اس
کو کہتے ہیں جو رشد و ہدایت سے مالامال
ہو اور ہم بعض صحابہ کو غیر راشد ہونے کا
فتویٰ دے رہے ہیں۔ بخاری میں ابن
عباسؓ نے سیدنا معاویہؓ کے متعلق ایک
شکایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ،
انه قد صحب رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم معاویہؓ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
کا شرف حاصل کیا (لہٰذا ان پر تمہارا یہ اعتراض
غلط ہے)
(بخاری جلد ۱ ص ۵۳۱، الاصابہ جلد ۳ ص ۴۱۲)
اور قرآن کہہ رہا ہے کہ تمام صحابہؓ،
"راشدین" میں سے ہیں، لیکن ہم ایک ہی بات
کی رٹ لگا رہے ہیں کہ سیدنا علیؓ تک تو
تمام صحابہؓ "راشدین" تھے اس وجہ سے ان
کی خلافت بھی "خلافت راشدہ" تھی، لیکن
سیدنا علیؓ کے بعد والے لوگ صحابی ہونے
کے باوجود راشد نہ تھے لہٰذا ان کی خلافت
بھی "خلافت راشدہ" نہ ہوئی؟
سیدنا معاویہؓ کی خلافت کو "خلافت راشدہ"

١٦ جون ١٩٩٠ء	٢٢ ذیقعدہ ١٤١٠ھ	٢ اساڑھ ٢٠٤٧ب	ہفتہ
١٧ جون ١٩٩٠ء	٢٣ ذیقعدہ ١٤١٠ھ	٣ اساڑھ ٢٠٤٧ب	اتوار
١٨ جون ١٩٩٠ء	٢٤ ذیقعدہ ١٤١٠ھ	٤ اساڑھ ٢٠٤٧ب	پیر
١٩ جون ١٩٩٠ء	٢٥ ذیقعدہ ١٤١٠ھ	٥ اساڑھ ٢٠٤٧ب	منگل

Scanned with CamScanner

۲۰ جون ۱۹۹۰ء	۲۶ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۶ ھاڑ ۲۰۴۷ ب	بدھ

۲۱ جون ۱۹۹۰ء	۲۷ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۷ ھاڑ ۲۰۴۷ ب	جمعرات

۲۲ جون ۱۹۹۰ء	۲۸ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۸ ھاڑ ۲۰۴۷ ب	جمعہ

۲۳ جون ۱۹۹۰ء	۲۹ ذیقعد ۱۴۱۰ھ / ۹ ھاڑ ۲۰۴۷ ب	ہفتہ

نہ سمجھنے والوں کی بات کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ وہ سب صحابہؓ کو راشد نہیں سمجھتے حالانکہ قرآنِ حکیم انہیں صاف لفظوں میں "راشدین" کہہ رہا ہے، لیکن ہم قرآن کے خلاف انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا صحابی سمجھتے ہوئے غیر راشدہ بھی سمجھتے ہیں اور فسوق و عصیان میں ملوث بھی۔ یہ قرآنِ حکیم کے معانی کے ساتھ زیادتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے شخص کی خلافت صحیح اور راشدہ نہیں؟ کیا سیّدنا معاویہؓ بقولِ قرآنِ حکیم "اولٰئک ھم الراشدون" خود راشد نہیں؟ کیا اُن کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے والے راشد نہیں تھے؟ جب وہ خود بھی راشد تھے اور اُن کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے والے بھی "راشدین" کی جماعت کے لوگ تھے۔ جنہوں نے ان کی خلافت میں گورنری تک کے عہدے بھی حاصل کئے تو پھر ان کی خلافت کو "خلافتِ راشدہ" کیوں نہیں کہا جاتا ہے؟ جن سینکڑوں بلکہ ہزارہا صحابہؓ نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی کیا انہوں نے سیّدنا معاویہؓ کی حکومت کو "ملک عضوض" سمجھ کر بیعت کی تھی؟ اور اگر انہوں نے اُن کی خلافتِ راشدہ کو غیر راشدہ سمجھ کر اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو انہوں نے کسی ایک موقع پر اس بات کا سیّدنا معاویہؓ سے اظہار کیوں نہ کیا؟ کہ جناب آپ خلیفہ نہیں بلکہ آپ تو ایک غیر راشد بادشاہ ہیں اور ہم آپ کی اطاعت نہ کریں گے اور آپ کے حکموں کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کریں گے۔

تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ان صحابہؓ نے سیّدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر اسی طرح بیعت کی تھی جس طرح سیّدنا ابوبکرؓ، سیّدنا عمرؓ، سیّدنا عثمانؓ کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اور یہ لوگ اُن کے احکام کی اسی طرح تعمیل کرتے تھے جس طرح اُن حضرات کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ انہوں نے تو ان سب خلافتوں میں کوئی فرق نہیں کیا، لیکن بعد والوں نے اتنا فرق کیا کہ بغیر دلیل کے خلافتِ راشدہ کو ۴۰ھ کے اختتام کے ساتھ ہی ختم کر دیا اور ۴۱ھ سے ملوکیت کا دور شروع کر دیا۔ کیا یہ صحابہؓ کے ساتھ زیادتی اور اُن کے عمل سے انحراف نہیں ہے!

کیا اچھا فرمایا سیّدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ:

من کان متأ متاً فلیتأسّ باصحاب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم فانّھم ابر ھذہ الامۃ قلوبًا واعمقھا علمًا واقلھا تکلّفًا واقومھا ھدیًا واحسنھا حالاً، قوم اختارھم اللّٰہ لصحبۃ نبیہ واقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوا آثارھم فانّھم کانوا علی الھدی المستقیم۔

جو شخص اقتداء کرنی چاہتا ہے اُسے اصحابِ رسولؐ کی اقتداء کرنی چاہیئے، کیونکہ یہ حضرات ساری اُمّت سے زیادہ اپنے قلوب کے اعتبار سے پاک، علم کے لحاظ سے گہرے، تکلّف سے الگ تھلگ، عادات کے لحاظ سے معتدل اور حالات کے لحاظ سے سب سے بہتر ہیں یہ وہ قوم ہیں کہ اللہ جلّ وعلا شانہٗ نے ان کو اپنے نبیؐ

...ی محبت اور دین کی اقامت کے لئے
...سند فرمایا۔ لہٰذا تم ان کی قدر پہچانو اور
ان کے قدموں کی اتباع کرو کیونکہ یہی
...وگ سیدھے راستہ پر تھے۔
(شرح عقیدہ سفارینیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۰،
اعلام الموقعین جلد ۴ صفحہ ۱۳۹)
ان لوگوں کی بزرگی اور مرتبت کو
عشرہ مبشرہ کے صحابی سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ
نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ
واللہ! لمشہد رجل منہم مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغبر
فیہ وجہہ خیر من عمل احد
کم ولو عمر عمر نوح
بخدا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی
شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہونا جس
میں اس کا چہرہ غبار آلود ہو جائے، غیر
صحابہ سے ہر شخص کی ساری عمر کی عبادت اور
عمل سے بہتر ہے اگرچہ اس کو عمر نوح عطا
ہو جائے۔
(جمع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۴۹۲)
اس بارہ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
نے بھی بڑے پیارے الفاظ ارشاد فرمائے
ہیں کہ فارض لنفسک مارضی بہ
القوم لا نفسہم فانہم علی علم
وقفوا وببصر نافذ کفوا وھم
علی کاشف الامور کانوا اقوی
وبالفضل ما کانوا فیہ اولیٰ
اپنے لئے وہی طریقہ اختیار کرو
جس کو قوم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے پسند فرمایا، اس
لئے کہ وہ جس حد پر ٹھہرے علم سے ٹھہرے
اور انہوں نے جس چیز سے لوگوں...

(۱)
کو روکا۔ ایک دور بین نگاہ کی بنا پر روکا۔
بلاشبہ وہ دقیق حکمتوں اور علمی الجھنوں کو
کھولنے پر قادر تھے اور جس کام میں تھے
اس میں سب سے زیادہ فضیلت کے وہی
مستحق تھے۔
(ابو داؤد جلد ۱ صفحہ)

اب جو لوگ اپنی طہارت قلب اور
گہرائی علم کے لحاظ سے ساری دنیا بلکہ
قیامت تک آنیوالے لوگوں کے لئے ایک
روشنی کا مینار ہوں وہ کسی ایسے شخص کو
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
سنت کی پوری اتباع اور اطاعت نہ کرتا
ہو۔ کس طرح اپنا امام اور خلیفہ بنا سکتے
ہیں؟ اور اگر وہ خلیفہ کی حیثیت سے
کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو وہ
یقیناً بلاشک وشبہ صحیح طور پر خلیفۂ
رسول ہوگا۔ اور اس کی خلافت "خلافت
راشدہ" بلکہ "مرشدہ" ہوگی۔
(ابن القیم نے اعلام الموقعین جلد ۲
صفحہ ۱۲۸ تا صفحہ ۱۵۲ پر بڑی نفیس بحث کی ہے)

آگ سے پرہیز

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اپنے اور آگ کے درمیان پردہ رکھو
اگرچہ کھجور کے ایک حصے کے ساتھ ہی ہو۔
(طبرانی)

۲۴ جون ۱۹۹۰ء	۳۰ ذالقعدہ ۱۴۱۰ھ / ۱۰ ھاڑ ۲۰۴۷ب	اتوار
۲۵ جون ۱۹۹۰ء	یکم ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۱ ھاڑ ۲۰۴۷ب	پیر
۲۶ جون ۱۹۹۰ء	۲ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۲ ھاڑ ۲۰۴۷ب	منگل
۲۷ جون ۱۹۹۰ء	۳ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۳ ھاڑ ۲۰۴۷ب	بدھ

۲۸ جون ۱۹۹۰ء	۴ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۴ ھاڑ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۹ جون ۱۹۹۰ء	۵ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۵ ھاڑ ۲۰۴۷ب	جمعہ
۳۰ جون ۱۹۹۰ء	۶ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۶ ھاڑ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
یکم جولائی ۱۹۹۰ء	۷ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۷ ھاڑ ۲۰۴۷ب	اتوار

ایک حدیث اور اُس کا جواب

بات دراصل یہ ہے کہ اکثر حضرات کو ایک حدیث سے یہ شبہ ہوگیا ہے کہ سیّدنا معاویہؓ کی خلافت غیر راشدہ ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ سیّدنا سفینہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملك بعد ذالك ثم قال لی سفینة أمسك خلافة ابی بکر ثم قال وخلافة عمر وخلافة عثمان ثم قال امسك خلافة علیؓ فوجدناها ثلاثین سنة، قال سعید فقلت له ان بنی امیه یزعمون ان الخلافة فیهم قال کذبوا بنو الزرقاء بل هم ملوك من شر الملوك

خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی اس کے بعد ملوکیّت ہوجائے گی۔ پھر سیّدنا سفینہؓ نے مجھے فرمایا کہ آپ خلافت ابوبکرؓ، خلافتِ عمرؓ۔ خلافت عثمانؓ اور خلافتِ علیؓ کا حساب کر لیں۔ ہم نے جب حساب کیا تو وہ تیس سال بنتے تھے۔ سعید (راوی حدیث) نے کہا کہ میں نے سیّدنا سفینہؓ سے کہا کہ بنو امیہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں بھی خلافت ہے۔ سیّدنا سفینہؓ نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ وہ بُرے سے بُرے بادشاہوں میں بادشاہ ہیں۔

(ترمذی جلد۲ صہ۴۵)

یہ وہ حدیث ہے جس کی بنیاد پر خلافت راشدہ کو چار خلفاء میں محصور و محدود کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جس بھی سیّدنا معاویہؓ کی خلافت کو راشدہ شمار نہیں کیا اُس نے اسی حدیث کو اپنے اس غلط فیصلہ کی بنیاد بنایا ہے اور سیّدنا معاویہؓ کی خلافت کے غیر راشدہ ہونے پر صرف اس حدیث کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے حالانکہ یہ حدیث روایت اور درایت کے لحاظ سے غیر صحیح بلکہ موضوع ہے اور اس کو کسی صورت بھی اس اہم فیصلے کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

روایت کے اعتبار سے اس حدیث کے غیر صحیح ہونے پر مشہور محدّث قاضی ابوبکر عربیؒ نے لکھا ہے۔

هذا حدیث لا یصح

یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(العواصم من القواصم صہ۲۰۱)

مشہور فاضل علامہ محب الدین الخطیبؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ محدّثین کرام نے اس حدیث کو جو غیر صحیح کہا ہے وہ درست ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

عن سفینۃ سعید بن جمہان، قد اختلفوا فیہ قال بعضھم لا باس بہ و وثقہ بعضھم، وقال فیہ الامام ابو حاتم، شیخٌ لا یحتج بہ" وفی سندہ حشرج بن نباتہ الواسطی وثقہ بعضھم وقال فیہ النسائی لیس بالقوی وعبد اللہ بن احمد بن حنبل یروی ھذا الجزء عن سویہ الطحان، قال فیہ الحافظ ابن حجر فی تقریب التھذیب؛ لین الحدیث

کیونکہ سیدنا سفینہؓ سے اس کے راوی سعید بن جمہان ہیں۔ ان کے بارہ میں محدثین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں اور بعض نے توثیق کی ہے۔ اور شیخ ابو حاتم فرماتے ہیں ان کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ اس کی سند میں حشرج بن نباتہ ایک راوی ہیں ان کی بھی بعض نے توثیق کی ہے لیکن امام نسائی فرماتے ہیں کہ قوی نہیں ہے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل یہ حدیث سوید الطحان سے روایت کرتے ہیں جن کے بارہ میں حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں۔ لین الحدیث یعنی حدیث میں کمزور ہے۔

(ایضاً)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے سعید بن جمہان کے بارہ میں ایک خاص انکشاف فرمایا ہے کہ،

قال ابن معین روی عن سفینۃ

احادیث لا یرویھا غیرہ

محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں۔
کہ اس نے سیدنا سفینہؓ سے بعض احادیث ایسی روایت کی ہیں جو ان کے سوا کسی اور نے نہیں کیں[1]۔

(تہذیب التہذیب جلد ۴ ص۱۴)

ابن حجرؒ نے اس کے بارہ میں امام بخاریؒ کا بھی ایک قول نقل فرمایا ہے کہ،

قال البخاری فی حدیثہ عجائب

ان عجیب و غریب باتوں میں سے اور ان مخصوص احادیث میں سے جن کو سوائے اس راوی کے اور کسی نے سیدنا سفینہؓ سے روایت نہیں کیا ایک یہ حدیث خلافت کو تیس سال میں مقید کرنے کی بھی ہے جس کو سوائے سعید بن جمہان کے اور کسی نے سیدنا سفینہؓ سے نقل نہیں کیا۔ یہ خبر جس کو سیدنا سفینہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کر رہے ہیں، کوئی معمولی اور غیر اہم خبر نہیں ہے بلکہ ایک نہایت اہم خبر ہے جس سے امت مرحومہ کا مستقبل وابستہ ہے لیکن تعجب کا مقام ہے کہ سیدنا سفینہؓ کے سوا کسی اور صحابیؓ نے آپ سے اس کو نقل نہیں کیا اور نہ ہی سعید بن جمہان کے سوا کسی اور شخص نے سیدنا سفینہؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ جا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یہ بھی ذہن میں رہے کہ سیدنا سفینہؓ کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا۔ اور سعید بن جمہان کا انتقال ۱۳۶ھ میں۔ پھر اول الذکر مدینہ میں رہے اور ثانی الذکر بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کی ملاقات بھی آپس میں ثابت نہیں۔

۲ جولائی ۱۹۹۰ء	۸ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۸ ہاڑ ۲۰۴۷ب	پیر
۳ جولائی ۱۹۹۰ء	۹ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۱۹ ہاڑ ۲۰۴۷ب	منگل
۴ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۰ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۰ ہاڑ ۲۰۴۷ب	بدھ
۵ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۱ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۱ ہاڑ ۲۰۴۷ب	جمعرات

۶ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۲ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۲ ھاڑ ۲۰۴۷ب	جمعہ

۷ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۳ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۳ ھاڑ ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۸ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۴ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۴ ھاڑ ۲۰۴۷ب	اتوار

۹ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۵ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۵ ھاڑ ۲۰۴۷ب	پیر

کا قول نہیں ہے بلکہ بعد کے کسی ذہن کی اختراع ہے اور سیّدنا ابوبکرؓ، سیّدنا عمرؓ، سیّدنا عثمانؓ اور سیّدنا علیؓ کی خلافتوں کی مدّت کو جمع کرکے اس حدیث کے الفاظ بنائے گئے ہیں حالانکہ ان چاروں خلفاء کی خلافت میں جب تک سیّدنا حسن بن علیؓ کی خلافت کے چھ ماہ درج نہ کئے جائیں اس وقت تک تیس سال مکمل نہیں ہوتے۔ لیکن حدیث کے الفاظ میں اُن کی خلافت کو تیس سال میں شمار نہیں کیا گیا بلکہ سیّدنا علیؓ کی خلافت پر ہی تیس سال پورے کر دیئے ہیں جو کہ خلاف واقعہ ہیں۔

دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا سفینہؓ سے پُوچھا کہ بنوامیہ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت ہے تو جواب میں سیّدنا سفینہؓ نے فرمایا

هم ملوكٌ من شر الملوك

وہ بُرے بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں۔

اگر سیّدنا سفینہؓ کی رائے بنواُمیّہ کے بارہ میں یہی ہوتی جس کا اظہار انہوں نے اس حدیث میں فرمایا ہے تو وہ کبھی بھی سیّدنا معاویہؓ اور یزید بن معاویہ کے ہاتھوں پر بیعت نہ فرماتے ان کا ان دونوں کے ہاتھوں پر غیر مشروط بیعت فرما لینا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ وُہ ان دونوں کی خلافت کو صحیح سمجھتے تھے۔

اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ متعدد صحیح احادیث کے مخالف اور معارض ہے۔ ان میں سے ایک صحیح ترین حدیث وہ ہے جس کو امام بخاری اور مسلم اور دوسرے کئی ایک محدّثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے یہ حدیث سیّدنا جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں اپنے باپ کے ساتھ حاضر ہُوا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا کہ :-

ان هذا الامر لا ينقضى حتى يمضى فيهم اثنا عشر خليفة، قال ثم تكلم بكلام خفى على قال فقلت لابى ما قال قال كلهم من قريش

اسلامی حکومت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آہستہ آواز سے کوئی بات کہی جس کو میں نہ سُن سکا۔ لہٰذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے :

ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں

لا يزال هذا الامر عزيزًا الى اثنى عشرة خليفة، قال ثم تكلم بشئ لم افهمه فقلت لابى ما قال فقال كلهم من قريش۔

اسلام بارہ خلفاء کے زمانہ تک برابر عزت والا رہے گا۔ سیّدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے پھر کچھ اور بھی ارشاد فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے پُوچھا کہ آپؐ نے کیا

۱۰ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۶ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۶ ھاڑ ۲۰۴۷ب	منگل

۱۱ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۷ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۷ ھاڑ ۲۰۴۷ب	بدھ

۱۲ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۸ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۸ ھاڑ ۲۰۴۷ب	جمعرات

۱۳ جولائی ۱۹۹۰ء	۱۹ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲۹ ھاڑ ۲۰۴۷ب	جمعہ

فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا
کہ وہ بارہ خلفاء سب کے سب قریش
میں سے ہوں گے۔
(مسلم جلد۲ صفحہ۱۱۹، بخاری مع فتح
الباری جلد۲ صفحہ۱۷۹)
ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول
ہیں:-

لایزال امر امتی صالحا
میری امت کے معاملات بہتر رہیں گے۔
(فتح الباری جلد۳ صفحہ۱۸۰)

اسی قسم کی ایک روایت سیدنا عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان سے ایک
شخص نے پوچھا۔

یا ابا عبدالرحمن! ھل سألتم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کم یملک ھذہ الامۃ من
خلیفۃ! فقال عبداللہ بن مسعود
ماسألنی عنھا احد منذ قدمت
العراق قبلک ثم قال، نعم،
ولقد سألنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فقال اثنا عشر
کعدۃ نقباء بنی اسرائیل۔

اے ابوعبدالرحمٰن! کیا تم لوگوں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے یہ پوچھا تھا کہ اس امت پر کتنے
خلیفہ حکومت کریں گے؛ سیدنا عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب سے میں عراق
آیا ہوں تجھ سے پہلے کسی نے یہ سوال
مجھ سے نہیں کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا۔ ہاں
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اس بارہ میں پوچھا تھا تو آپؐ نے
فرمایا تھا کہ بارہ خلیفہ، بنی اسرائیل کے نقیبوں
کی تعداد کے برابر۔
(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۹۰، مسند ابی
داؤد طیالسی حدیث نمبر ۷۶۷، ۱۲۷۸،
مسند احمد میں بھی کئی مقامات پر یہ حدیث
مرقوم ہے، تفسیر ابن کثیر جلد۲ صفحہ۳۲،
فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۱)

سنن ابی داؤد میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
کی اس روایت میں ان بارہ خلفاء کی ایک
خاص صفت [illegible] منقول ہے کہ:۔

کلھم تجتمع علیہ الامۃ
ان سب پر امت جمع ہو گی۔
(سنن ابی داؤد مع عون المعبود جلد۴
صفحہ۱۷۱)

اب تاریخ اسلام پر نگاہ ڈالیے
تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت
کے بعد امت تشتت و افتراق کا شکار
ہوئی اور بجائے دشمنانِ اسلام کے ساتھ
جہاد کرنے کے مسلمان خود آپس میں جدال
وقتال کرنے لگے اور جمل اور صفین کے
معرکوں میں مسلمانوں کا قیمتی خون پانی کی
طرح بہا اور اسلام کی ترقی کا ستارہ
غروب ہونے لگا۔ آخر ۵-۶ سال کی بدنظمی
اور افراتفری کے بعد سیدنا معاویہؓ کی
خلافت میں تمام امت نے ایک خلیفہ کے
ہاتھ پر بیعت کی اور ایک جھنڈے تلے
جمع ہو کر کفار اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ
جہاد شروع کیا اور اسلام کی ترقی کا وہی
دور شروع ہوا جو سیدنا عثمان بن عفانؓ
کے دورِ خلافت اور ان سے پہلی خلافتوں
کے دور میں تھا۔ چنانچہ اس سال کو
تاریخ میں "عام الجماعت" کے نام سے
پکارتے ہیں۔

۱۴ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۰ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۳۰ ھاڑ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۱۵ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۱ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۳۱ ھاڑ ۲۰۴۷ب	اتوار
۱۶ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۲ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ / یکم ساون ۲۰۴۷ب	پیر
۱۷ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۳ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۲ ساون ۲۰۴۷ب	منگل

(فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۵۳، البدایہ و النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۰، اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

مشہور محدث علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ۳۵ھ میں سیدنا عثمانؓ کی شہادت کا حادثہ پیش آیا اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوا اور ۳۶ھ میں جنگ جمل اور جنگ صفین کے حادثات رونما ہوئے ان حادثات میں اسلامی سلطنت میں فساد اور افراتفری پیدا ہوگئی اور مسلمانوں کے مابین جنگ و جدال شروع ہو گیا۔ کفار سے کچھ مدت تک جہاد بالکل متروک ہوگیا اور ظاہری نگاہ میں ایسا محسوس ہونے لگا کہ اسلام کمزور اور مضمحل ہوگیا ہے اور اس کا کوکب ترقی غروب ہونے کو ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے (اس تشتت و افتراق کے دور کے بعد) خلافت کے کام کو منتظم فرمایا اور بنو عباس کی خلافت کے ظہور تک جہاد کا سلسلہ پھر جاری رہا۔

(عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۱۷۱)

گویا کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد کفار سے جہاد اور اسلام کی نشر و اشاعت میں جو تعطل واقع ہوگیا تھا۔ اس سے پوری امت کو چھٹکارا مل گیا۔ آپس میں جو دلی منافرت پیدا ہو چکی تھی، سیدنا معاویہؓ کے دورِ خلافت میں وہ کلیتہً جاتی رہی اور تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اسی طرح اکٹھے ہوگئے جس طرح سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کی خلافتوں کے دور میں تھے۔ چنانچہ غیر مسلم مؤرخین کو بھی یہ کہنا پڑا کہ سیدنا معاویہؓ دولت اسلامیہ کے دوسرے "مؤسس کبیر" ہیں۔

(سیدنا معاویہؓ کے بارہ میں غیر مسلم مؤرخین کی آرا کے لئے ملاحظہ ہو اس کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۲۴۳-۲۴۴)

اس کے مقابلہ میں سیدنا علیؓ کی بیعت سے اکثر صحابہؓ نے گریز کیا۔

(خطط الشام جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

جن میں سیدنا اسامہ بن زیدؓ، سیدنا ابوسعید الخدری، سیدنا قدامہ بن مظعونؓ، سیدنا صہیبؓ، سیدنا زید بن ثابتؓ، سیدنا محمد بن مسلمہؓ، سیدنا حسان بن ثابتؓ، سیدنا کعب بن مالکؓ، سیدنا مسلمہ بن مخلدؓ، سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیر بن عوامؓ، سیدنا نعمان بن ثابتؓ، سیدنا فضالہ بن عبیدؓ، سیدنا عبداللہ بن سلامؓ، سیدنا رافع بن خدیجؓ اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۶، المحاضرات للخضری جلد ۲ صفحہ ۳۳ وطبری وغیرہ)

سیدنا جابر بن سمرۃؓ کی بارہ خلفاء کے بارہ میں جو روایتیں اوپر نقل کی ہیں، ان میں ان خلفاء کی تعداد بتائی گئی ہے جن کے زمانہ میں کلمۂ اسلام عزت والا اور مستحکم ہوگا اور اسلام کا نور کرۂ ارض کو منور کرے گا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور قرآن حکیم کی عظمت کا پھریرا زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے گا۔ ان خلفاء کا دور دراصل خلافت راشدہ کا دور ہوگا اور اس دور میں اسلام کی دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوگی۔ اسی وجہ

سے علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے :

ومعنیٰ ھذا الحدیث البشارۃ
بوجود اثنا عشر خلیفۃ صالحًا
یقیم الحق ویعدل فیھم

اس حدیث کے معنیٰ میں بارہ نیک اور صالح خلفاء کی بشارت مضمر ہے جو کہ حق کو قائم کریں گے اور لوگوں میں عدل و انصاف برپا کریں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صـ۳۲)

اب یہ نیک دل اور صالح بارہ خلفاء جن کے دورِ حکومت میں اسلام عزیز اور مستحکم ہوگا، اور اُن کا نظامِ حکومت قرآن و سُنت کے مطابق ہوگا اور دُنیا میں ہر جانب رشد و ہدایت اور عدل و انصاف کا دَور دورہ ہوگا، وہ ہیں کون؟ ملّا علی قاریؒ جو ایک مشہور محدث اور فقیہ ہیں، اس حدیث کے بارہ خلفاء کی تعیین فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

فالاثنا عشر ھم الخلفاء
الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ
وابنہ یزید وعبد الملک بن
مروان واولاد الاربعۃ وبینھم
عمر بن عبد العزیز۔

بارہ خلفاء سے مراد سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا معاویہؓ، یزیدؒ بن معاویہؓ، سیدنا عبدالملکؒ بن مروان، ولیدؒ بن عبدالملک، سلیمانؒ بن عبدالملک، یزیدؒ بن عبدالملک، ہشامؒ بن عبدالملک اور عمرؒ بن عبدالعزیزؒ ہیں۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۴، شرح عقیدۃ الطحاویہ صـ۵۵۳، فتح الباری جلد ۳ صـ۱۸۲)

ملّا علی قاریؒ کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ ایک خلیفۂ راشد تھے، اور خلافتِ راشدہ صرف چار خلفاء میں محدود نہیں بلکہ بہت سے خلفاء ہیں جن کی تعداد بارہ ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں آتا ہے۔

اس بات کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا :

کانت بنو اسرائیل تسوسھم
الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ
نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون
خلفاء فیکثرون قالوا ما تأمرنا
قال فوا ببیعۃ الاوّل فالاوّل۔

بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کسی اور نبی کو اس کے بعد بھیج دیتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ اُن کے بارہ میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یکے بعد دیگرے ہر بیعت پر وفا کرو۔

(بخاری جلد ۱ صـ۴۹۱، مسلم جلد ۲ صـ۱۲۶، مسند احمد جلد ۲ صـ۲۹۷)

اس حدیث میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے "یکثرون" کا لفظ استعمال فرما کر یہ واضح کیا کہ آپ کے بعد جو خلفاء ہوں گے، وہ دو چار نہیں بلکہ کثرت سے ہوں گے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو چار میں محدود کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ ان کی تعداد

۱۸ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۴ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۳ ساون ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۵ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۴ ساون ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۶ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۵ ساون ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۱ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۷ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۶ ساون ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۲۲ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۸ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۷ ساون ۲۰۴۷ب	اتوار
۲۳ جولائی ۱۹۹۰ء	۲۹ ذالحجہ ۱۴۱۰ھ / ۸ ساون ۲۰۴۷ب	پیر
۲۴ جولائی ۱۹۹۰ء	یکم محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۹ ساون ۲۰۴۷ب	منگل
۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء	۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۱۰ ساون ۲۰۴۷ب	بدھ

کیر ہے جس کو دوسری حدیث میں ۱۲ کے عدد سے واضح کیا گیا ہے، انہیں خلفاء کو ایک اور روایت میں خلفائے راشدین کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

فانّه من يعش منكم بعدی فسیری اختلافاً كثيراً فعليكم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضّوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فانّ كل محدثة بدعة وكلّ بدعة ضلالة۔

جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ سو تم پر لازم ہے کہ تم میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت کو جو ہدایت یافتہ ہیں۔ مضبوط پکڑو اور اپنی ڈاڑھوں اور کچلیوں سے محکم طور پر اس کو قابو رکھو۔ اور تم نئی نئی چیزوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
(ترمذی جلد ۲ صـ ۹۲، ابن ماجہ صـ ۵، ابو داؤد جلد ۲ صـ ۲۷۹، مستدرک جلد ۱ صـ ۹۵، مسند دارمی صـ ۲۶، مسند احمد جلد ۴ صـ ۲۷)

وہ خلفاء جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "راشدین اور مہدیین" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ ان میں سیدنا معاویہؓ بھی شامل ہیں کیونکہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اللهم اجعله هادیاً مهدیاً واهدبه"
یعنی اے اللہ! معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دیجئے
(ترمذی جلد ۱ صـ ۲۴۷، اسد الغابہ جلد ۴ صـ ۳۸۶، تاریخ بغداد جلد ۱ صـ ۲۰۸) جس کو آپؐ نے ہادی اور مہدی فرمایا ہو، وہ "راشدین اور مہدیین" میں شامل نہ ہو تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اور اس زمرہ میں اور کون شامل ہے۔ یہ صرف تعصب یا شیعی پراپیگنڈہ کا اثر ہے کہ سیدنا معاویہؓ کو "راشدین مہدیین" میں سے شمار نہیں کیا جاتا۔

معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کو تیس سال میں محدود کرنے والی حدیث روایتاً اور درایتاً غیر صحیح ہے، اس کے علاوہ کئی ایسی روایات بھی ہیں جو اس روایت کی تردید کرتی ہیں اُن میں ایک روایت تو ۱۲ خلفاء والی ہے جس کا گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک اور روایت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے جس میں صحیح حقیقتِ حال کو واضح کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلاثين او ست وثلاثين او سبع وثلاثين سنة" فان يهلكوا فسبيل من قد هلك وان يقم لهم دينهم يقم سبعين سنة قال عمرؓ يا نبی الله بما مضى او بما بقی قال لا بل بما بقی

"اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ یا چھتیس ۳۶ یا سنتیس ۳۷ سال کے بعد بند ہو جائے گی۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو اُن کا بھی وہی

راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کا ہے اور اگر اُن کا دین ان کے لئے قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا۔ سیّدنا عمرؓ نے پوچھا، یا رسُول اللہ! گذشتہ زمانہ ملاکر (ستر برس) یا صرف آئندہ کے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صرف آئندہ کے

(ازالۃ الخفا جلد ا صـ ۲۶۷، فتح الباری جلد ۳ صـ ۱۸۱)

اس حدیث کے بارہ میں حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

اس حدیث کا مضمون خارج میں ظاہر ہوا کیونکہ ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور جہاد کا انتظام بگڑ گیا پھر حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے زمانہ میں جہاد کا انتظام قائم ہوا اور اس تاریخ سے ستر برس کے بعد امیہ کی سلطنت زائل ہوگئی۔

(ازالۃ الخفاء جلد ا صـ ۲۶۷)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ خلافت راشدہ کا ایک دور تو سیّدنا عثمانؓ کی شہادت پر ختم ہوا اور دوسرا دور خلفائے بنوامیہ پر ختم ہوا لہٰذا جس طرح کی خلافت راشدہ پہلے دور کی تھی دوسرا دورِ خلافت راشدہ کا اس طرح کا نہیں تھا جس کی کئی وجوہات ہیں۔ جن کا تذکرہ آئندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ فارسی سے) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو

فتنہ سیّدنا عثمانؓ کی شہادت کے قریب پیدا ہوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی جانب اشارہ کیا اور ایسی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپؐ نے سیّدنا عثمانؓ کی شہادت کو زمانہ خیر اور زمانہ شر کے درمیان میں حد فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت عثمانؓ کے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ نہ رہے گی اور کاٹنے والی سلطنت ظاہر ہو گی اور کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب و قتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتیں بر طریق نبوت تھیں اور فتنہ سے محفوظ تھیں) اکثر احادیث میں خلفاء ثلاثہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ یہ تینوں بزرگوار کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے بر طریق نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور ان کے ساتھ اس مرتبہ میں اُن کا کوئی شریک نہیں ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض احادیث میں صاف صاف ایسے الفاظ فرما دیئے جن سے سیّدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ختم ہو جانا مفہوم ہوتا ہے۔ (ازالۃ الخفاء جلد ا صـ ۲۶۹)

شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوگئے ہیں۔

۱۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سیّدنا عثمانؓ کی شہادت پر ختم ہوگئی تھی اُس کے بعد والی خلافتیں اُس پایہ کی نہ تھیں جس پایہ کی یہ

۲۶ جولائی ۱۹۹۰ء | ۳ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ | ۱۱ ساون ۲۰۴۷ب | جمعرات

۲۷ جولائی ۱۹۹۰ء | ۴ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ | ۱۲ ساون ۲۰۴۷ب | جمعہ

۲۸ جولائی ۱۹۹۰ء | ۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ | ۱۳ ساون ۲۰۴۷ب | ہفتہ

۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء | ۶ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ | ۱۴ ساون ۲۰۴۷ب | اتوار

۳۰ جولائی ۱۹۹۰ء	۷ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۱۵ ساون ۲۰۴۷ ب	پیر
۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء	۸ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۱۶ ساون ۲۰۴۷ ب	منگل
یکم اگست ۱۹۹۰ء	۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۱۷ ساون ۲۰۴۷ ب	بدھ
۲ اگست ۱۹۹۰ء	۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۱۸ ساون ۲۰۴۷ ب	جمعرات

پہلی تین خلافتیں تھیں۔

۲۔ ملک عضوض (کاٹنے والی سلطنت) سے مراد مسلمانوں کی باہمی چپقلش اور آویزش ہے جس کا آغاز سیدنا علیؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوا۔

۳۔ سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ کی خلافتیں دونوں باہم برابر تھیں۔ اگر سیدنا معاویہؓ کی خلافت "خلافتِ راشدہ" نہ تھی، تو سیدنا علیؓ کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ نہ تھی۔

شاہ صاحبؒ نے اپنی اسی کتاب میں اس مسئلہ کو ان الفاظ میں حل کیا ہے۔ آپ حدیث "الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ" (خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی) پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاصہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت سے ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ سیدنا علیؓ کا زمانہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ شامل کئے بغیر تیس سال مکمل نہیں ہوتے، لہٰذا اس حدیث کے معنی کی تحقیق بھی سمجھ لو۔ بات دراصل یہ ہے کہ خلافت خاصہ دو وصف سے مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفۂ خاص کا موجود ہونا۔ دوسرا وصف اُس کے تصرف یعنی احکام کا جاری ہونا اور سب مسلمانوں کا اس پر متفق و متحد ہو جانا"

(ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۲۰۷)

اس بحث کے بعد شاہ ولی اللہؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خلافتِ خاصہ کے ان دو اوصاف میں سے پہلا وصف سیدنا علیؓ میں پایا جاتا تھا اور پہلا مفقود تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ کی خلافت بالکل سیدنا علیؓ کی خلافت کی طرح تھی[1] اور سیدنا علیؓ کی خلافت کو چونکہ راشدہ مانا جاتا ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ سیدنا معاویہؓ کی خلافت کو بھی "راشدہ" نہ مانا جائے۔

شاہ ولی اللہؒ کے جلیل القدر پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے بھی خلافت راشدہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:-

(۱) خلافت منتظمہ (۲) خلافتِ غیر منتظمہ

پہلی خلافت کا اختتام سیدنا عثمانؓ کی شہادت پر ہو گیا۔ لیکن دوسری خلافت

---

[1] سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ کے مابین ایک خاص مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ سیدنا علیؓ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند ارجمند سیدنا حسنؓ خلیفہ ہوئے اور اُن کے بعد خلافت سیدنا معاویہؓ کے خاندان میں چلی گئی۔ اور سیدنا معاویہؓ کے انتقال کے بعد بھی اُن کا بیٹا یزید خلیفہ ہوئے۔ اور اُن کے بعد خلافت دوسرے خاندان یعنی سیدنا مروان کے پاس چلی گئی۔ لہٰذا سیدنا معاویہؓ پر یہ اعتراض کہ انہوں نے خلافت کو موروثی بنایا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ان کی نسل میں تو صرف یزید تک خلافت رہی اُس کے بعد تو دوسرے خاندان کے پاس خلافت چلی گئی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ سیدنا مروان بھی تو بنو امیہ میں سے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بنو امیہ ایک بہت بڑا خاندان تھا۔ سیدنا مروان سیدنا عثمانؓ کو سیدنا معاویہؓ سے زیادہ قریبی تھے۔ سیدنا معاویہؓ سے اُن کا دُور کا تعلق تھا۔ اور اس لحاظ سے تو بنو اُمیہ اور بنو ہاشم بھی آپس میں ملتے ہیں۔

غیر منتظمہ میں صرف سیدنا علیؓ کی مثال دی ہے لیکن اسی خلافت راشدہ غیر منتظمہ میں سیدنا معاویہؓ کی خلافت بھی آتی ہے کیونکہ شاہ اسماعیل شہیدؒ جس کو خلافتِ غیر منتظمہ کا نام دیتے ہیں۔ وہ وہی خلافت ہے جس کو شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفاء صـ۳۰ میں لکھا ہے۔ کہ خلافت کے دو وصفوں میں سے ایک وصف اس میں نہ پایا جاتا ہو۔ اور خلافت کے دو وصف یہ ہیں:

۱۔ خلیفہ خاص کا موجود ہونا۔

۲۔ اس کا تصرف یعنی احکام کا جاری ہونا اور سب مسلمانوں کا اس پر متفق ہو جانا سیدنا علیؓ میں وہ تمام صفات پوری طرح موجود تھیں جو خلافت خاصہ (خلافتِ راشدہ) کے لئے شرطِ اوّل ہیں، لیکن اجتماع کلمہ مسلمین اور انتظامِ مملکت کی وہ دوسری شرط نہیں پائی جاتی تھی جو اس کے لئے ضروری ہے کیونکہ ان کے دور میں مسلمانوں میں باہمی افتراق و انتشار رہا۔ اور ان کا تصرف اقطارِ ارض میں نافذ نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ اہل حل وعقد کی کثیر تعداد نے آپ کی بیعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

خلافت برائے مرتضیٰ قائم نہ شد زیرا کہ اہل حل وعقد عن اجتہادٍ و نصیحۃٍ للمسلمین بیعت نہ کردہ

سیدنا علیؓ کی خلافت قائم نہ ہوئی تھی کیونکہ اہل حل وعقد نے اپنے اجتہاد اور مسلمانوں کی نصیحت کے لئے اُن سے بیعت نہیں کی تھی۔

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صـ۲۷۹)

ایک اور مقام پر حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در بسیارے از احادیث متواترہ مرویہ بطرق متعددہ بیان فرمودند کہ اُمت بر حضرت مُرتضیٰ جمع نشود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد طریقوں سے مروی بہت سی احادیث متواترہ میں بیان فرمایا ہے کہ اُمت سیدنا علیؓ کی خلافت پر جمع نہ ہو گی۔

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صـ۲۷۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سیدنا علیؓ کی بیعت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

فان اکثر من المسلمین اما النصف واما اقل او اکثر لم یبایعوہ ولم یبایعوا سعد ابن ابی وقاص ولا ابن عمر ولا غیر ھما۔

مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد نصف یا اس سے کم یا زیادہ نے (سیدنا علیؓ) کی بیعت نہیں کی تھی اور سعد بن ابی وقاصؓ، اور عبد اللہ بن عمرؓ اور نہ ہی دوسرے جلیل القدر صحابہؓ نے اُن کی بیعت کی۔

(منہاج السنۃ جلد ۲ صـ۲۲۷)

چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جنگ صفین کے لئے جب آپ نے فوج تیار کی تو اہل مدینہ نے آپ کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ تواریخ میں ہے کہ:

۳ اگست ۱۹۹۰ء	۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ	۱۹ ساون ۲۰۴۷ب	جمعہ
۴ اگست ۱۹۹۰ء	۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ	۲۰ ساون ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۵ اگست ۱۹۹۰ء	۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ	۲۱ ساون ۲۰۴۷ب	اتوار
۶ اگست ۱۹۹۰ء	۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ	۲۲ ساون ۲۰۴۷ب	پیر

٧ اگست ١٩٩٠ء	١٥ محرم الحرام ١٤١١ھ / ٢٣ ساون ٢٠٤٧ ب	منگل
٨ اگست ١٩٩٠ء	١٦ محرم الحرام ١٤١١ھ / ٢٤ ساون ٢٠٤٧ ب	بدھ
٩ اگست ١٩٩٠ء	١٧ محرم الحرام ١٤١١ھ / ٢٥ ساون ٢٠٤٧ ب	جمعرات
١٠ اگست ١٩٩٠ء	١٨ محرم الحرام ١٤١١ھ / ٢٦ ساون ٢٠٤٧ ب	جمعہ

فندب اهل المدينة للمسير هم فتثاقلوا

اہلِ مدینہ کو ساتھ چلنے کے لئے آپ نے بلایا لیکن انہوں نے اپنا پہلو بچایا۔ (ابن اثیر جلد۲ ص۱۰۵، طبری جلد۵ ص۱۶۴)

علامہ ابن کثیرؒ نے اور زیادہ واضح الفاظ میں اہلِ مدینہ کے طرزِ عمل کو بیان کیا ہے کہ:۔

وكان على لما عزم على قتال اهل الشام قد ندب اهل المدينة الى الخروج معه فابوا عليه۔

سیدنا علیؓ نے جب اہلِ شام کے ساتھ جنگ کا عزم کیا تو انہوں نے اہلِ مدینہ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد۷ ص۲۳۰)

اور تو اور خود سیدنا علیؓ کے بڑے حقیقی بھائی عقیلؓ بن ابی طالب نے بھی آپ کو چھوڑ دیا۔ اور وہ سیدنا معاویہؓ کے پاس شام چلے گئے اور سیدنا معاویہؓ کے ساتھ مل کر صفین کی جنگ لڑی چنانچہ شیعی مؤرخ لکھتا ہے :۔

وفارق (عقيل) اخاه عليًا امير المؤمنين فى ايام خلافته وهرب الى معاوية وشهد صفين معه

اور عقیلؓ اپنے بھائی علیؓ امیر المؤمنین سے اُن کے ایامِ خلافت میں علیحدہ ہو گئے اور معاویہؓ کے پاس چلے گئے اور معاویہؓ کے ساتھ مل کر انہوں نے علیؓ سے) صفین کی جنگ لڑی۔ (عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب ص۱۵)

اس کے مقابلہ میں سیدنا معاویہؓ کے دور میں خلیفۂ خاص کی صفات اگرچہ ویسی نہ تھیں۔ جیسی سیدنا علیؓ میں تھیں کیونکہ سیدنا علیؓ بہر حال سیدنا معاویہؓ سے افضل اور سابق فی الاسلام تھے لیکن دوسری شرط اُن کے دور میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ اُن کے زمانہ میں تمام لوگ ایک خلیفہ پر مجتمع ہو گئے تھے اور اُمت میں انتشار و افتراق یکقلم ختم ہو گیا تھا یہاں تک کہ اُس سال ہی کو "عام الجماعت" کہا جاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری جلد۱۳ ص۵۳، البدایۃ والنہایۃ جلد۸ ص۲۱، ۱۳۱، اسد الغابہ جلد۴ ص۳۸۷)

داخلی انتشار ختم ہوتے ہی دشمنانِ اسلام سے جہاد جو سیدنا علیؓ کی خلافت کے دوران بند ہو گیا تھا، پھر سے شروع ہو گیا اور پوری سلطنت میں کامرانی اور شادمانی کا پھریرا لہرانے لگا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے :۔

الجهاد فى بلاد العدو قائم وكلمة الله عالية والغنائم ترد اليه من اطراف الارض والمسلمون معه فى راحة وعدل وصفح وعفو

(سیدنا معاویہؓ کے دورِ خلافت میں) دشمن کے ممالک میں جہاد کا سلسلہ جاری تھا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو رہا تھا اور غنیمتیں زمین کے سب گوشوں سے

کہ آپ کے پاس آتی تھیں اور مسلمان آپ کے دورِ خلافت میں عدل و انصاف اور راحت و آرام سے اپنی زندگی کے دن گزارتے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

گویا کہ ہر جانب رفاہِ حال کا دور دورہ تھا۔ سلطنت کی پہنائیوں میں ہر جانب اضافہ ہو رہا تھا۔ سمندر پار کے علاقوں میں بھی اسلامی پھریرا لہرانے لگا۔ رعیت کی گرویدگی اور شیفتگی آپ کے ساتھ پوری طرح وابستہ تھی اور آپ کے حسنِ سلوک نے رعایا کے ہر متنفس کے دل کو موہ لیا ہوا تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

کانت سیرۃ معاویۃ مع رعیتہ من خیار امیر الولاۃ وکان رعیتہ یحبونہ وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال خیار ائمتکم الذین تحبونہم ویحبونکم وتصلون علیہم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونہم ویبغضونکم وتلعنونہم ویلعنونکم

سیدنا معاویہؓ کا رعایا سے سلوک بہترین حکمرانوں کی طرح تھا اور آپ کی رعایا کو آپ سے انتہائی محبت تھی اور صحیحین کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں تم

اُن کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں اور تمہارے بدترین امام وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم اُن پر لعنتیں بھیجو اور وہ تم پر لعنتیں بھیجیں۔

(منہاج السنۃ جلد ۳ صفحہ ۱۸۶)

ہمارے اس نظریہ کی تائید مشہور مؤرخ بلکہ فلسفہ تاریخ اور عمرانیات کے امام علامہ ابن خلدون نے بھی اپنی تاریخ میں کی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ:

وقد کان ینبغی ان تلحق دولۃ معاویۃ واخبارہ بدول الخلفاء واخبارھم فھو تالیھم فی الفضل والعدالۃ والصحبۃ، ولا ینظر فی ذالک الی حدیث "الخلافۃ بعدی ثلاثون" فانہ لم یصح والحق ان معاویۃ فی عداد الخلفاء وانما اخرہ المؤرخون فی التالیف عنھم لامرین۔

چاہیئے یہ تھا کہ سیدنا معاویہؓ کی حکومت اور اُن کے حالات و واقعات کو ان سے پہلے خلفاء (سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ اور سیدنا حسنؓ) کی حکومت اور حالات و واقعات کے ساتھ ذکر کئے جاتے کیونکہ آپ عظمت و فضیلت عدالت اور شرفِ صحابیت میں ان کے ساتھ ہیں۔ اور اس بارہ میں حدیث "الخلافۃ بعدی ثلاثون" (میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی) کی طرف کوئی توجہ اور التفات نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ۔۔ دیکھئے

۱۱ اگست ۱۹۹۰ء	۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۲۷ ساون ۲۰۴۷ ب	ہفتہ
۱۲ اگست ۱۹۹۰ء	۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۲۸ ساون ۲۰۴۷ ب	اتوار
۱۳ اگست ۱۹۹۰ء	۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۲۹ ساون ۲۰۴۷ ب	پیر
۱۴ اگست ۱۹۹۰ء	۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۳۰ ساون ۲۰۴۷ ب	منگل

۱۵ اگست ۱۹۹۰ء	۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۳۱ ساون ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۶ اگست ۱۹۹۰ء	۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ یکم بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۷ اگست ۱۹۹۰ء	۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۲ بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعہ
۱۸ اگست ۱۹۹۰ء	۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۳ بھادوں ۲۰۴۷ب	ہفتہ

صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ کی خلافت . . . . سیدنا علیؓ اور دوسرے خلفائے راشدین کی خلافت کی طرح تھی۔ اور ان دونوں خلافتوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ان خلافتوں میں حکومت کی کلیدی آسامیوں پر صحابہ کرامؓ فائز تھے اور ملک میں کتاب و سنت کا قانون جاری و ساری تھا اور سیدنا معاویہؓ کی خلافت میں بھی حکومت کے اعلیٰ عہدوں اور کلیدی آسامیوں پر صحابہ کرامؓ ہی تھے اور تمام مملکت اسلامیہ میں شریعت اسلامیہ کا قانون نافذ تھا۔ اور وہ ہر طرف رشد و ہدایت کا دور دورہ تھا۔ بلکہ یہ بھی بتایا گیا کہ ان کے بعد بھی وہ خلفاء جنہوں نے اپنی حکومت کو قرآن و سنت کے مطابق چلایا وہ خلیفہ راشد تھے۔ اور خلافتِ راشدہ کو تیس سال میں محدود و مقید کرنے کی بھی پرزور تردید کی ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ وہ حدیث جس کی رو سے خلافتِ راشدہ کو تیس سالوں میں محدود کیا جاتا ہے روایت و درایت کی رو سے صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کے علاوہ خلافت کو تیس سال میں محدود کرنے والوں کے پاس اور کوئی دلیل نہیں اگر ہے تو پیش کریں اس حدیث پر تفصیلی بحث ہم نے گذشتہ صفحات میں کر دی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ خلافت راشدہ کے دو دور تھے۔ ایک دور تو سیدنا عثمانؓ کی شہادت پر ختم ہو گیا جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ دہلوی نے ذکر فرمایا ہے (ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۰) اور دوسرا دور سیدنا علیؓ کی خلافت سے شروع ہوا اور ان کے بعد کئی سال تک رہا۔ کیونکہ جوں جوں زمانۂ نبوت سے بُعد ہوتا گیا خلافت کے خصائص و اوصاف میں بھی تغیر آتا گیا۔ زمانہ (صدیق اکبرؓ میں جو خصوصیات تھیں وہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کے دوران نہ تھیں اور سیدنا فاروقؓ امیر المؤمنین کے دورِ خلافت میں جو خصوصیات تھیں وہ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں نہ تھیں۔ اور سیدنا علیؓ کا زمانہ تو فتنہ و آشوب کا زمانہ تھا۔ اس میں تو اور بھی خلافتِ راشدہ کی خصوصیات میں کمی واقع ہو گئی۔ اسی طرح سیدنا معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں کچھ اور زیادہ کمی آئی لیکن جس طرح سیدنا علیؓ کی خلافت "خلافتِ راشدہ کی خصوصیات" کی کمی کے باعث اس میں خلافت راشدہ کی خصوصیات میں کچھ کمی تھی۔ لیکن وہ روح باقی تھی جو خلافتِ راشدہ کی جان ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے سیدنا عثمانؓ تک کی خلافتِ راشدہ کے مقام اور اس کے بعد کی خلافتوں کے مقام میں کچھ فرق کیا ہے۔ چنانچہ امام اہل مدینہ سیدنا مالک بن انسؒ، سیدنا علیؓ کی سنت کو وہ مقام نہیں دیتے تھے جو سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کی سنت کو دیتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ

احمد بن حنبل وكثير من العلماء يتبعون عليا فيما سنه كما يتبعون عمر وعثمان فيما سناه واخرون من العلماء كمالك وغيره لا يتبعون عليا فيما سنه وكلهم متفقون على

اتباع عمر و عثمان فیما سناہ۔

امام احمد بن حنبلؒ اور اکثر علماء سیدنا علیؓ کی سُنّت کی اُسی طرح اتباع کرتے ہیں جس طرح سیدنا عمرؓ اور عثمانؓ کی سنن کی اتباع کرتے ہیں اور دوسرے علماء جیسے امام مالکؒ وغیرہ سیدنا علیؓ کی سنت کی اُس طرح اتباع نہیں کرتے ہیں، لیکن سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کی سنن میں وہ سب متفق و متحد ہیں۔

(منہاج السنۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰، انہار السکن صفحہ ۱۱۱، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ)

اس سلسلہ میں کہ ہر خلیفۂ راشد سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ ہی کی طرح ہو۔ مصر کے مشہور فاضل شیخ محب الدین الخطیبؒ نے کیا اچھی بات ارشاد فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

(ترجمہ عربی سے) اگر اہلبیت کا پیمانہ اور مقیاس یہ ہے کہ خلیفہ اپنی مجموعی سیرۃ کے لحاظ سے سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ ہی کی مانند ہو تو پھر اسلام کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی خلیفہ آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا، یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیزؒ (جن کو سب خلیفۂ راشد کہتے ہیں) بھی اس مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور اگر ہم کسی ناممکن اور محال شی کی آس لگائے بیٹھے رہیں اور ہم ایک اور ابوبکرؓ اور ایک اور عمرؓ کے ظہور کا امکان تسلیم کرلیں۔ تب بھی وہ، وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نہیں ہوں گے جو پہلے گزر چکے ہیں، کیونکہ وہ جس معاشرہ اور ماحول کی پیداوار تھے وہ ہی اب سرے سے مفقود ہے (لہٰذا ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسا ہونا ناممکن اور محال ہے) اور اگر اہلبیت کا پیمانہ اور مقیاس سیرت و کردار میں راست روی اور استقامت، حرمت شریعت کی پاسداری اور احترام، احکام شریعت پر عمل اور اتباع۔ لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف اور ان کے مصالح کا خیال، دشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد اور اسلامی دعوت کی اس کرۂ عالم میں توسیع اور نشر و اشاعت، تمام افراد اور جماعتوں کے ساتھ نرمی اور حُسنِ سلوک تو جس روز لوگ صحیح تاریخ اور حقیقتِ حال سے واقف ہوں گے، ان پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ یزید بھی ان بہت سے افراد و اشخاص سے کسی طرح کم نہیں جن کے قابلِ تعریف کارناموں اور محامد و فضائل سے اسلامی تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

(العواصم من القواصم صفحہ ۲۱۴ تعلیقہ)

خلاصہ یہ کہ اگر ہم سیدنا معاویہؓ کی خلافت کو ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کے معیار پر جانچنا شروع کردیں گے تو پھر واقعی ان کی خلافت اس معیار کی ثابت نہیں ہوسکتی جس معیار کی خلافت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت تھی۔ یہاں تک کہ سیدنا علیؓ کی خلافت بھی اُس معیار پر پوری نہ اُترے گی۔ اور اس کی وجہ وہی ہے جو ہم گذشتہ سطور میں نقل کرچکے ہیں۔ یعنی زمانۂ نبوّت سے بُعد، کیونکہ زمانۂ نبوّت میں معاشرہ اور ماحول میں جو نورانیت تھی وہ آپؐ کے انتقال کے بعد بتدریج کم ہوتی گئی۔ اسی چیز کو سیدنا انسؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:۔

۱۹ اگست ۱۹۹۰ء	۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۴ بھادوں ۲۰۴۷ب	اتوار
۲۰ اگست ۱۹۹۰ء	۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۵ بھادوں ۲۰۴۷ب	پیر
۲۱ اگست ۱۹۹۰ء	۲۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۶ بھادوں ۲۰۴۷ب	منگل
۲۲ اگست ۱۹۹۰ء	۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ۷ بھادوں ۲۰۴۷ب	بدھ

۲۳ اگست ۱۹۹۰ء	یکم صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۸ بھادروں ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۴ اگست ۱۹۹۰ء	۲ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۹ بھادروں ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۵ اگست ۱۹۹۰ء	۳ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۰ بھادروں ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲۶ اگست ۱۹۹۰ء	۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۱ بھادروں ۲۰۴۷ب	اتوار

(روایت و درایت کے لحاظ سے) صحیح نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ سیدنا معاویہؓ اپنے پہلے خلفاء کے زمرہ میں شامل ہیں اور مؤرخین نے انہیں جو اپنی کتابوں اور تالیفات میں الگ اور بعد میں ذکر کیا ہے اس کے دو سبب ہیں:-

۱۔ پہلا سبب یہ کہ اُن کے زمانۂ خلافت میں مغالبہ کی صورت پیدا ہوگئی تھی حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک اختیاری اور اجتماعی چیز تھی۔ چنانچہ مؤرخینِ اسلام نے ان دونوں حالتوں میں فرق کر دیا ہے۔ اس وجہ سے سیدنا معاویہؓ ان خلفاء میں سے سمجھے جانے لگے جن میں مغالبے اور عصبیت کا پہلو شامل ہے۔ اس شی کو "اہل الاہواء" ملوکیت سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن سیدنا معاویہؓ کو ان لوگوں کے ساتھ کوئی مماثلت اور مشابہت نہیں ہے۔ وہ خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ اسی طرح اُن کے بعد والے خلفا کا حال ہے۔

اس معاملہ میں قانونِ شرعی یہ ہے کہ ان کے افعال و اعمال کو قرآنِ حکیم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں دیکھا جائے۔ پس جس کے افعال و اعمال اس کے مطابق ہو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح خلیفہ (خلیفہ راشد) ہے اور جس کے افعال و اعمال احادیث صحیحہ اور قرآنِ حکیم کے مطابق نہیں تو وہ "بادشاہ" ہے اگرچہ اس کو مجازی طور پر لوگ "خلیفہ" ہی کیوں نہ کہیں۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۴۱ ملخصاً)

علامہ ابن خلدون نے دوسرا سبب، جس کی وجہ سے لوگوں کو اُن کے خلیفہ راشد ہونے میں غلط فہمی ہوگئی ہے، بیان کیا ہے کہ۔

۲۔ فی ذکر معاویۃ مع خلفاء بنی امیۃ دون الخلفاء الاربعۃ فانھم کانوا اھل نسب واحد عظیمھم معاویۃ فجعل مع اھل نسبہ۔ والخلفاء الاولون مختلفوا الانساب فجعلوا فی نمط واحد۔ والحق بھم عثمان وان کان من اھل ھذا النسب للموقۃ بھم قدیمًا فی الفضل واللہ نحشرنا فی زمرتھم ویرحمنا بالاقتداء بھم

دُوسرا سبب جس کی وجہ سے سیدنا معاویہؓ کو خلفاء اربعہ کی بجائے خلفائے بنو امیہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ بنو امیہ کے خلفاء سب ایک ہی سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان سب میں عظیم اور بڑے سیدنا معاویہؓ تھے اس وجہ سے ان کو اہلِ نسب ہی کے ساتھ (تاریخ کی کتابوں میں) ملا دیا گیا۔ اور ان سے پہلے چاروں خلفاء مختلف سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے تھے۔ لہٰذا انہیں ایک ہی سلسلہ میں ذکر کیا گیا۔ اور سیدنا عثمانؓ اگرچہ بنو امیہ میں سے تھے لیکن انہیں پہلے خلفاء کے ساتھ شرف و فضل میں قرابت کی وجہ سے ملا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے زمرے میں سے اٹھائے اور ان کی اقتداء پر ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۱)

علامہ ابن خلدون کی اس عبارت سے

ر لما کان الیوم الذی قدم فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینہ اضاء منہا کل شیئی فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیئی

یعنی جس روز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کی تشریف آوری سے مدینہ کی ہر شی روشن اور منور ہوگئی اور جس روز آپ کا انتقال ہُوا اُس روز مدینہ کی ہر شی تاریک ہوگئی۔

(العواصم ص۲۷ تعلیقہ)

جوں جوں زمانۂ نبوت سے دُوری ہوتی گئی معاشرہ اور مسلم سوسائٹی میں برکات کی محرومی اور بدعات وفتن کا ظہور ہوتا گیا۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام فرماتے ہیں:۔

"نبوت ورحمت کی برکات کی محرومی و فقدان ایک تدریجی تنزل تھا اور بدعات و فتن کے ظہور اور احاطہ کی ایک تدریجی ترقی تھی۔ کالحصیر عودًا عودًا، جو حضرت عثمان رضؓ کی شہادت سے شروع ہُوئی اور جس قدر عہدِ نبوت سے دوری بڑھتی گئی اتنی ہی عہدِ نبوت اور خلافت رحمت کی سعادتوں سے امت محروم ہوتی گئی۔ یہ محرومی صرف امامت اور خلافت کبریٰ کے معاملے ہی میں نہیں ہُوئی بلکہ قوام ونظام اُمت کے مبادیات اور اساسات سے لے کر حیات شخصی وانفرادی کی اعتقادی اور عملی جزئیات تک ساری باتوں کا یہی حال ہوا۔

(مسئلہ خلافت ص۱۴)

معلوم ہُوا ارباب اقتدار معاشرے ہی کی پیداوار ہوتے ہیں اور جب معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو تو یقینی بات ہے کہ ارباب حکومت کی زندگیاں بھی اُس سے متاثر ہوں گی اور معاشرے کے اچھے اور بُرے اثرات اخلاقیات، معاملات، عبادات، دیانات، اقتصادیات، معیشت اور معاشرت سب پر ہوں گے اور زندگی کا کوئی شعبہ اُن سے متاثر ہُوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ چنانچہ ایک شخص نے سیدنا علیؓ سے پوچھا کہ آپ کے عہدِ خلافت میں وہ رنگ نظر نہیں آتا جو آپ سے قبل سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کی خلافتوں کے دور میں تھا۔ آپ کے عہدِ خلافت میں تشتت وافتراق پیدا ہوگیا ہے جب کہ ان کے زمانہ میں اُمت کے تمام افراد میں اجتماع وائتلاف تھا تو آپ نے اُس شخص کو جو جواب دیا وہ ہمارے اس خیال کی پُر زور تائید کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"ابوبکرؓ اور عمرؓ کے عہد کی رعایا مجھ جیسے لوگ تھے اور میری رعایا تم جیسے لوگوں پر مشتمل ہے۔"

(مقدمہ ابن خلدون ص۱۴۷)

ہماری اس بات کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جو علامہ ابن حجر مکی نے درج فرمائی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ ہُوئے تو اُنہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے پوتے سیدنا سالمؒ کو ایک خط لکھا کہ آپ مجھے سیدنا عمرؓ کی ایک سیرت لکھ بھیجیں تا کہ میں اس کے مطابق عمل کروں۔ سیدنا سالمؒ نے انہیں جواب میں لکھا کہ اگر آپ سیدنا عمرؓ کی سیرت کے مطابق عمل کریں تو

۲۷ اگست ۱۹۹۰ء	۵ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۲ بھادوں ۲۰۴۷ب	پیر
۲۸ اگست ۱۹۹۰ء	۶ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۳ بھادوں ۲۰۴۷ب	منگل
۲۹ اگست ۱۹۹۰ء	۷ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۴ بھادوں ۲۰۴۷ب	بدھ
۳۰ اگست ۱۹۹۰ء	۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۵ بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعرات

۳۱ اگست ۱۹۹۰ء	۹ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۶ بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعہ
یکم ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۷ بھادوں ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۸ بھادوں ۲۰۴۷ب	اتوار
۳ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۲ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۱۹ بھادوں ۲۰۴۷ب	پیر

اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ سیّدنا عمرؓ سے افضل اور بہتر ہیں کیونکہ زمان امانک لیس کزمان عمر ولا رجالک کرجال عمر نہ تو آپ کا زمانہ سیّدنا عمرؓ کے زمانہ جیسا ہے اور نہ آپ کے ساتھی سیّدنا عمرؓ کے ساتھیوں جیسے ہیں۔
(الصواعق المحرقہ ص۲۱۰)

سیّدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس زمانہ کے سب علماء اور فقہا کو یہ بات لکھی تو سب نے وہی جواب دیا جو سیّدنا سالم بن عبداللہؓ نے دیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ سیّدنا عثمانؓ کی خلافت کے بعد چونکہ معاشرہ کے ہر گوشہ میں بگاڑ کے اثرات پیدا ہو گئے تھے۔ لہٰذا نظامِ حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، لیکن تمام خلفاء جو عہدۂ خلافت پر متمکن ہوئے اُن کا نظریہ یہی تھا کہ حفظِ دین و سیاست کی غرض سے امّت کا سیاسی نظام شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو کیونکہ خلافتِ اسلامیہ کی غرض و غایت جو قرآنِ حکیم نے بیان کی ہے وہ یہی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج:۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم اُن کو زمین میں حکومت عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور (نظامِ) زکوٰۃ قائم کریں اور نیکی کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں اور تمام امور کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کیونکہ خلافت کی تعریف ہی یہ ہے:
هی الرياسة العامة فی التصدی لاقامة الدين باحياء العلوم الدينية واقامة اركان الاسلام والقيام بالجهاد وما يتعلق به من ترتيب الجيوش والفرض للمقاتلة واعطاءهم من الفیٔ والقيام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهی عن المنكر نيابة النبی صلی اللہ عليه وسلم

خلافت وُہ ریاست عامہ ہے جو (بذریعہ) علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعہ) ارکان اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعہ) جہاد اور متعلقات جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکروں کا مرتب کرنا، مجاہدین کو وظائف دینا، مالِ غنیمت کو اُن پر تقسیم کرنا اور (بذریعہ) عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کو قائم کرنے اور مظالم کو دُور کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور بُرے کاموں سے منع کرنے کے، بحیثیت نائب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالفعل حاصل ہوتی ہو۔
(ازالۃ الخفاء جلد ۱ ص ۹)

خلافت کی یہ تعریف سیّدنا معاویہؓ کی خلافت پر ہر لحاظ سے صادق آتی ہے۔ کیونکہ ان کا عہد گورنری اور عہدِ خلافت دونوں صرف اور صرف دینِ اسلام کی سر بلندی کے لئے تھے اور خلافت سے ان کی کوئی ذاتی غرض یا مفاد وابستہ نہ تھا، پھر ایک صحابی رسول سے اس

بات کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی کہ وہ دُنیا کو دین پر ترجیح دے گا۔ صحابہؓ کی پُوری زندگی اس بات کی بین دلیل ہے کہ دین و دُنیا میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی جب بھی کوئی صورت پیدا ہُوئی۔ انہوں نے ہمیشہ دین کو ترجیح دی اور دُنیا کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ چنانچہ سیدنا معاویہؓ بھی اپنے متعلق خود بیان فرماتے ہیں

ماکنت لاخیر بین اللّٰہ وغیرہ الا اخترت اللّٰہ علی غیرہ مما سواہ

حق تعالیٰ کی رضا اور دوسرے دنیوی مفادات میں جب بھی کوئی ٹکراؤ پیدا ہُوا تو مَیں نے دوسرے تمام مفادات کو یکقلم ٹھکرا کر اللّٰہ کی رضا کو اپنے لئے پسند کرلیا۔

البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صد ۱۳۴، الاستیعاب جلد ۱ صد ۲۵۵، منہاج السُّنۃ جلد ۲ صد ۲۰۳)

پھر مختلف احادیث میں جناب رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا معاویہؓ کے خلیفہ ہونے کے بارے میں بشارت بھی دی۔ چنانچہ ایک مرتبہ سیدنا معاویہؓ جناب رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کروا رہے تھے۔ سیدنا معاویہؓ خود فرماتے ہیں کہ وضو فرماتے ہُوئے آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نگاہ اُٹھائی اور فرمایا۔

یامعاویۃ! ان ولیت امرًا فاتق اللّٰہ واعدل

اے معاویہؓ! اگر تجھے حکومت ملے تو اللّٰہ سے ڈرنا اور عدل وانصاف سے کام لینا۔

البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صد ۱۲۳، تطہیر الجنان صد ۱۵

سیدنا معاویہؓ فرماتے ہیں کہ،

مازلت اظن انی مبتلی بعمل لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم حتی ولیت

مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ مَیں ضرور حکومت کے کاموں میں مبتلا ہوں گا حتیٰ کہ مَیں خلیفہ ہوگیا۔

(تطہیر الجنان صد ۱۵)

اسی طرح کی ایک اور حدیث امام ابوبکر بن شیبہ نے نقل کی ہے کہ سیدنا معاویہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت سے یقین تھا کہ مجھے خلافت ضرور ملے گی جب سے رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ

اذا ملکت فاحسن

معاویہؓ! جب تجھے خلافت حاصل ہو تو اچھے طریقے سے حکومت کرنا۔

(الصواعق المحرقہ صد ۲۱۶)

(ترجمہ) "غور فرمایئے جناب رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہؓ کو اس بات کی خبر دی کہ اُس کو حکومت حاصل ہوگی اور اس کے ساتھ نیک سلوک اور عفوو درگذر سے کام لینے کی بھی تلقین فرمائی۔ یہ حدیث سیدنا معاویہؓ کی صحت خلافت پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ سیدنا حسنؓ کی خلافت سے دست برداری اور سیدنا معاویہؓ کی بیعت ہو جانے کے بعد اُن کی خلافت صحیح اور برحق ہے اس لئے کہ جناب رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ

۴ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۰ بھادروں ۲۰۴۷ب	منگل
۵ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۱ بھادروں ۲۰۴۷ب	بدھ
۶ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۲ بھادروں ۲۰۴۷ب	جمعرات
۷ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۶ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۳ بھادروں ۲۰۴۷ب	بروز جمعہ

۸ ستمبر ۱۹۹۰ء | ۱۷ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ | ۲۴ بھادروں ۲۰۴۷ب | ہفتہ

۹ ستمبر ۱۹۹۰ء | ۱۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ | ۲۵ بھادروں ۲۰۴۷ب | اتوار

۱۰ ستمبر ۱۹۹۰ء | ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ | ۲۶ بھادروں ۲۰۴۷ب | پیر

۱۱ ستمبر ۱۹۹۰ء | ۲۰ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ | ۲۷ بھادروں ۲۰۴۷ب | منگل

علیہ وآلہ وسلّم کا ان کو حسن سلوک کا حکم ارشاد فرمانا جو حکومت کے حصول کے بعد ممکن تھا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کی خلافت برحق اور ان کے افعال اور تصرفات اسی طرح صحیح تھے جس طرح خلافت صحیح طریقہ سے حاصل کرنے کے بعد کسی خلیفہ کے ہوتے ہیں نہ کہ غلبہ اور استیلاء سے کرسی حکومت پر متمکن ہونے والے کے۔ کیونکہ غلبہ اور استیلاءٗ سے خلافت حاصل کرنے والا شخص تو فاسق اور سزا دار عقوبت ہوتا ہے۔ وہ نہ تو کسی بشارت کا مستحق ہوتا ہے اور نہ ہی اس بات کا کہ اس کو حسن سلوک اور عفو و درگزر کی تلقین کی جائے۔ ہاں زجر و توبیخ کا وہ ضرور مستحق ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اس کو اس کے بُرے اعمال اور فسادِ احوال کی اطلاع دی جائے۔ سیّدنا معاویہؓ بھی اگر غلبہ و استیلا سے مسندِ خلافت پر قابض ہوئے ہوتے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ضرور صراحت کے ساتھ یا کم از کم اشارتًا بیان فرما دیتے۔ جب آپ نے ایسا کوئی اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ صراحت کے ساتھ ایسے امور کی خبر دی ہے جو ان کی خلافت کے برحق اور صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں تو اس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ سیّدنا حسنؓ کی خلافت سے دست برداری کے بعد سیّدنا معاویہؓ خلیفہ برحق اور صحیح اور سچے امام تھے۔

(الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ صـ۲۱۷)

ایک اور مقام پر علامہ ابن حجر مکیؒ سیّدنا معاویہؓ کی خلافت کے صحیح اور حق ہونے پر بحث کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسنؓ کے سیّدنا معاویہؓ کو امورِ خلافت سُپرد کرنے کے بعد سیّدنا معاویہؓ صحیح معنوں میں خلیفہ ہو گئے تھے اور وُہ خلیفہ حق اور امام صادق تھے۔ علامہ کے الفاظ ہیں:۔

فالحق ثبوت الخلافة لمعاوية من حينئذٍ وانّه بعد ذالك خليفة حق وامام صدق

صحیح اور حق بات یہ ہے کہ سیّدنا حسنؓ کی صلح کے بعد سیّدنا معاویہؓ کی خلافت صحیح معنوں میں ثابت ہے اور اس صلح کے بعد وہ خلیفہ حق اور امام صادق ہیں۔

(الصواعق المحرقہ صـ۲۱۶)

اِس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّدنا معاویہؓ ایک خلیفہ راشد تھے اور اُن کی "خلافت راشدہ" تھی۔ اور خلافت راشدہ کو تیس سال میں محدود کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ سوائے ایک حدیث کے جس کے روایتًا اور درایتًا غیر صحیح ہونے کو ہم نے بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دلیل "خلافتِ راشدہ" کو تیس سال میں مقید اور محدود کرنے کی نہیں ہے۔ اب صرف ایک غیر صحیح حدیث پر "خلافتِ راشدہ" کو محدود کرنے کا نظریہ قائم کرنا ہمارے نزدیک نہ صرف صحیح نہیں بلکہ قرآن و سُنّت کے بھی خلاف ہے اور اگر اس حدیث کو کسی صورت میں صحیح بھی مان لیا جائے تو سیّدنا حسنؓ کی خلافت بھی راشدہ ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ خود سیّدنا سفینہؓ نے مدت شمار

کرنے میں اُن کی خلافت کو نکال دیا۔ اور اگر اُن کی خلافت کو بھی "خلافتِ راشدہ" میں شامل کر لیا جائے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ بعض بزرگوں نے کس دلیل سے سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحؒ کو بھی خلفاء راشدین میں شمار کر لیا ہے حالانکہ عمر بن عبدالعزیز رحؒ کا سیّدنا معاویہؓ سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اوّل الذکر ایک تابعی ہیں حالانکہ آخر الذکر ایک فقیہ و مجتہد صحابیٔ رسولؐ، ایک کاتبِ وحی، اللہ کی وحی کے امین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے برادرِ نسبتی اور خال المؤمنین، سیاست میں نابغۂ روزگار ہادی اور مہدی۔ چنانچہ عبداللہ بن مبارک رحؒ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز دونوں میں کون افضل ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ:

واللّٰہ! ان الغبار الذی دخل فی انف فرس معاویۃ مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم افضل من عمر بالف مرۃ۔ صلی معاویۃ خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سمع اللّٰہ لمن حمدہ، فقال معاویۃ رضی اللّٰہ عنہ ربنا لک الحمد فما بعد ھذا الشرف الاعظم۔

خدا کی قسم! وہ غبار اور مٹی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی معیت میں سیّدنا معاویہؓ کے گھوڑے کے نتھنوں میں اگر جم گئی وہ عمر بن العزیز رحؒ سے ہزار درجہ افضل ہے۔ سیّدنا معاویہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، جب آپؐ کہتے تھے "سمع اللہ لمن حمدہ" تو معاویہؓ کہتے تھے "ربنا لک الحمد" اس شرف کے بعد اور بڑا شرف کیا ہو سکتا ہے۔

(تطہیر الجنان ص۱۰-۱۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ قاضی عیاض رحؒ نے بھی نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے معافی بن عمرؒ سے دریافت کیا کہ سیّدنا معاویہؓ کے سامنے عمر بن عبدالعزیز رحؒ کا کیا مقام ہے؟

فغضب غضبًا شدیدًا وقال لا یقاس باصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم احد معاویۃ صاحبہ وصھرہ وکاتبہ وامینہ علی وحی اللّٰہ

آپ کو یہ سوال سن کر سخت غصہ آیا اور فرمایا اصحابِ رسولؐ کے مقابلہ میں کسی اور کو قیاس نہیں کیا جا سکتا معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی آپ کے برادرِ نسبتی، اللہ کی وحی کے کاتب اور امین ہیں۔

(تطہیر الجنان ص۱۱)

اگر سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحؒ کی خلافت "خلافتِ راشدہ" ہو سکتی ہے تو سیّدنا معاویہؓ کی خلافت کیوں راشدہ نہیں ہو سکتی؟

قرآنِ حکیم نے ایک بڑی بنیادی بات مسئلہ خلافت کے بارہ میں بیان فرمائی ہے کہ:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا

۱۲ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۱ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۱ بھادوں ۲۰۴۷ب	بدھ
۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۲ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۲۹ بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۳ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۳۰ بھادوں ۲۰۴۷ب	جمعہ
۱۵ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ	۳۱ بھادوں ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۱۶ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / یکم اسوج ۲۰۴۷ب	اتوار

۱۷ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۶ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۲ اسوج ۲۰۴۷ب	پیر

۱۸ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۳ اسوج ۲۰۴۷ب	منگل

۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۴ اسوج ۲۰۴۷ب	بدھ

استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناط، یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاط ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون۔

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو خلیفہ بنا چکا ہے، ان کے لئے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے۔ اور ان کی حالت خوف کو حالتِ امن سے بدل دیگا۔ پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

(النور، ۵۵)

اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرامؓ سے بلاواسطہ اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں سے بالواسطہ "خلافت" کا وعدہ کیا ہے، لیکن اس کے لئے دو شرائط ذکر کیں اور دو ثمرات بیان فرمائے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ مومن ہو..... اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل صالح کا حامل ہو۔

جب یہ دو شرطیں پائی جائیں تو اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ انہیں "استخلاف فی الارض" (زمین میں خلافت) عطا فرمائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں دو ثمرات انہیں حاصل ہوں گے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا۔

۲۔ ان کی حالت خوف کو حالت امن سے بدل دے گا۔ اب یہاں دو باتیں اور ذہن میں رکھیے۔

۱۔ اس آیت میں خلافت سے مراد ایسی حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر شرعی کے مطابق اس کی نیابت کا ٹھیک ٹھیک حق ادا کرنے والی ہو۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں سید مودودی لکھتے ہیں:

"اب جو شخص بھی یہاں اس سیاق و سباق میں آیت استخلاف کو پڑھے گا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس امر میں شک نہیں کر سکتا کہ اس جگہ خلافت کا لفظ اس حکومت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو اللہ کے اس امر شرعی کے مطابق (نہ کہ محض قوانین فطرت کے مطابق) اس کی نیابت کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کرنے والی ہو۔ اسی لئے کفار تو درکنار اسلام کا دعویٰ کرنے والے منافقوں تک کو اس وعدے میں شریک کرنے سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے فرمایا جا رہا ہے کہ اس کے مستحق صرف ایمان اور عمل صالح کی صفات سے متصف لوگ ہیں"

(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۱۸)

۲۔ دوسری بات یہ ذہن میں رہے کہ یہ وعدہ بعد کے مسلمانوں کو تو بالواسطہ پہنچتا ہے بلاواسطہ اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں موجود تھے۔

(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)

یہ ساری باتیں ذہن میں رکھنے کے بعد اب دیکھئے کہ کیا سیدنا معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں موجود نہیں تھے؟ یقیناً تھے۔ اور آپ کاتب وحی اور ایک فقیہ صحابی تھے۔

(بخاری جلد۱ ص۵۳۱، اصابہ جلد۳ ص۴۱۲، ابن ابی الحدید جلد۱ ص۲۳۸، کنز العمال جلد۲ ص۲۴۹، البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص۱۱۸)

ایمان اور عمل صالح میں روشنی کا مینار تھے کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا خلیفہ راشد اُن کے گھوڑے کے نتھنوں میں جمی ہوئی مٹی کا درجہ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

(تطہیر الجنان ص۱۰)

عمرۃ القضاء کے روز ایمان لائے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے خود ان کی زبانی نقل فرمایا ہے کہ:۔

اسلمت یوم عمرۃ القضاء ولکنی کتمت اسلامی من ابی الی یوم الفتح وکتب الوحی

معاویہ بن ابی سفیان ایک صحابی اور خلیفہ راشد ہیں۔ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے اور آپ کاتب وحی بھی تھے۔

(تقریب التہذیب ص۳۵۷)

گویا کہ آپ میں ایمان اور عمل صالح کی دونوں شرطیں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں ان شرائط کے ساتھ خلافت راشدہ کے دونوں ثمرات بھی ان کے زمانۂ خلافت میں مرتب ہوئے۔

پہلا ثمرہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پسند کردہ دین یعنی اسلام اُن کے زمانہ میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہوا۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد اسلامی فتوحات کا سلسلہ یکقلم بند ہو گیا تھا یہاں تک کہ سیدنا علیؓ کے زمانہ میں ایک شہر بھی اسلامی قلمرو میں داخل نہ ہوا۔ آپ نے اپنے زمانے میں جس قدر جنگیں بھی لڑیں وہ اسلام کی خاطر نہیں تھیں بلکہ صرف طلب خلافت کے لئے تھیں۔ چنانچہ حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے:۔

• مقاتلات وے رضی اللہ عنہ برائے طلب خلافت بودنہ بجہت الاسلام

سیدنا علیؓ کی لڑائیاں صرف اپنی خلافت کے حصول کے لئے تھیں اسلام کی ترقی کے لئے نہیں تھیں۔

(ازالۃ الخفاء جلد۱ ص۲۷۸)

فتوحات کا وہ سلسلہ جو سیدنا عثمانؓ کے زمانے میں بند ہوا۔ سیدنا معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کو دوبارہ جاری کیا اور اپنے بہترین کمانڈر عقبہ بن نافعؓ کے توسط سے ۴۱ھ میں شمالی افریقہ کے ایک وسیع علاقے کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا اور آپ کے جرنیل مہلب بن ابی صفرہؒ نے ۴۴ھ میں سندھ اور ترکستان کے علاقے پر اسلامی پرچم لہرایا۔ پھر اپنے صاحبزادے یزید بن معاویہؒ کی زیر قیادت قسطنطنیہ پر حملہ کروایا ۵۳ھ میں بحری لڑائی کے ذریعہ آپ کے جرنیل جنادہ بن امیہؓ نے روڈس کو فتح کیا۔ پھر ۵۴ھ میں قسطنطنیہ کے قریب ایک جزیرے ارواڈ کو اسلامی حکومت میں داخل کیا۔ چنانچہ علامہ خیرالدین زرکلی نے لکھا ہے۔

ھو اوّل مسلم رکب بحر الروم

۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ / ۵ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء	یکم ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۶ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۲ ستمبر ۱۹۹۰ء	۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۷ اسوج ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲۳ ستمبر ۱۹۹۰ء	۳ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۸ اسوج ۲۰۴۷ب	اتوار

Scanned with CamScanner

۲۴ ستمبر ۱۹۹۰ء	۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۹ اسوج ۲۰۴۷ ب	پیر
۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء	۵ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۰ اسوج ۲۰۴۷ ب	منگل
۲۶ ستمبر ۱۹۹۰ء	۶ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۱ اسوج ۲۰۴۷ ب	بُدھ
۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء	۷ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۲ اسوج ۲۰۴۷ ب	جمعرات

للغزو وفی ایامہ فتح کثیر من
الجزائر یونان والدردنیل

آپ (سیّدنا معاویہؓ) سب سے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے بحرِ روم کو اپنے جہازوں کی بازی گاہ بنایا اور آپ کے عہد میں یُوناں کے بے شمار جزیرے اور درہ دانیال وغیرے علاقے فتح ہُوئے
(الاعلام جلد ۸ صہ ۱۷۳، الفتوحات الاسلامیہ جلد ۲ صہ ۹۸)

آپ نے آخری وقت میں یہ وصیّت فرمائی :

شدخناق الروم
روم کا گلا گھونٹ دو۔
(النجوم الزاہرۃ جلد ۱ صہ ۱۳۴)

کئی نئے شہر بھی تعمیر کئے۔ نظمِ مملکت کو سیّدنا فاروق اعظمؓ کی بنیادوں پر قائم کیا ملک میں رعایا کی خوشحال اور آرام کے لئے مختلف اصلاحات کیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے ان سب چیزوں کو ان الفاظ میں یُوں بیان کیا ہے کہ

الجہاد فی بلاد عدو قائم وکلمۃ اللّٰہ عالیۃ والغنائم تردانیہ من اطراف الارض والمسلمون معہ فی راحۃٍ وعدلٍ وصفح وعفو

آپ کے زمانہ میں دشمن کے ممالک میں جہاد کا سلسلہ جاری تھا اور اللہ کا کلمہ بلند تھا اور غنیمتیں زمین کے سب گوشوں سے سمٹ کر آپ کے پاس آتی تھیں۔ اور مسلمان آپ کے دورِ خلافت میں عدل وانصاف اور راحت وآرام کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزارتے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ صہ ۱۱۹)

آپ کی اسی اسلامی دوستی اور رعیت پروری کا نتیجہ تھا کہ آپ کے زمانے کے سارے لوگ جو صحابہ کرامؓ اور تابعین پر مشتمل تھے آپ پر دل وجان سے فدا تھا۔ اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ سے محبّت کرتے تھے۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا کہ "کانت سیرۃ معاویۃ مع رعیتہ من خیار امیر الولاۃ وکان رعیتہ یحبونہ الخ

سیّدنا معاویہؓ کا اپنی رعایا سے سلوک بہترین حکمرانوں کا تھا اور آپ کی رعایا آپ کو دل وجان سے چاہتی تھی۔
(منہاج السنۃ جلد ۲ صہ ۱۸۹)

الغرض آپ کی خلافت سے وہ ثمرہ بھی مرتب ہُوا جس کا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس آیتِ کریمہ میں وعدہ فرمایا تھا۔ اور دوسرا ثمرہ بھی مرتب ہُوا کہ جب اسلام کا قانون دُور دُور تک رائج ہُوا اور سلطنت اسلامی کی پہنائیوں میں دُور دُور تک اضافہ ہُوا اور ہر جانب سرّ فرحالی کا دَور دَورہ ہوگیا تو

مسلمانوں کی حالتِ خوف پہلے سے زیادہ حالتِ امن میں تبدیل ہُوئی اور مسلمان ایک غالب قوم کی صورت میں دُنیا میں اُبھرے اور اس جاہلیّت کی تہذیب اور تمدّن سے مہذب قومیں سرنگوں ہوکر اہلِ اسلام کی رعایا بنیں۔ ان میں اسلام کو روشناس کرایا گیا یہاں تک کہ اہلِ اسلام کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہُوا۔ ہر شخص کی جان، مال اور عزّت کو تحفّظ نصیب ہُوا۔ اور نہ صرف مسلمان کی حالتِ خوف، حالتِ

ان میں بدل گئی بلکہ تمام اقوالِ عالم ہر قسم کی زیادتیوں اور تعدیوں سے محفوظ و مصئون ہوگئیں۔

چنانچہ قرآنِ حکیم کی یہ آیتِ کریمہ جس طرح ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کی خلافتوں کو راشدہ ثابت کرتی ہے اسی طرح سیدنا معاویہؓ کی خلافت کو بھی "راشدہ" ثابت کرتی ہے اب قرآنِ حکیم کے اتنے واضح ثبوت کے بعد صرف ایک مخدوش حدیث کی بنا پر خلافتِ راشدہ کو صرف چار صحابہؓ میں محدود کر دینا اور ان کی خلافتوں کے بارہ میں دوراز تاویلیں کرنا ہماری نگاہ میں صحیح نہیں بلکہ قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں غلط ہے۔

سیدنا عمر الفاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ ذوالنورین کے ادوارِ خلافت تو بالاتفاق خلافتِ راشدہ کے دور تھے۔ ان دونوں خلافتوں میں سیدنا معاویہؓ دمشق کے اہم صوبہ پر گورنری کے جلیل القدر عہدہ پر قریباً ۲۰ سال تک فائز رہے ان دونوں خلافتوں میں تو وہ خلافتِ راشدہ کے کل پرزہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب ان کا دورِ خلافت آیا تو یکایک ان کی خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی حالانکہ انہوں نے اپنی خلافت میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے طریق سے ہٹ کر ہو۔ اور آج جو اعتراضات ان کی خلافت کو غیر راشدہ یا ملوکیت ثابت کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں وہ سب بعد کے ذہنوں کی پیداوار ہیں۔ خود ان کے زمانہ خلافت میں یا ان کی خلافت کے کئی سو سال بعد تک ان پر اس قسم کے کوئی اعتراضات نہیں ہوئے۔ خود ان کا اپنا دورِ خلافت صحابہ کرامؓ کا دور تھا جس کو حدیثِ نبویؐ میں "خیر القرون" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اور ان کی خلافت میں کئی ایک صحابہؓ جلیل القدر عہدوں پر فائز تھے اس کا یہ معنی ہوا کہ عہدِ معاویہؓ اگر خلافتِ راشدہ کا دور نہیں تھا بلکہ ملوکیت کا دور تھا تو وہ سارے صحابہؓ ملوکیت کی مشین کے لئے پرزوں کے طور پر کام کرتے رہے اور انہوں نے اس نظامِ حکومت کو پروان چڑھایا جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ قطعاً راضی نہ تھے اور یہ بات محالات میں سے ہے۔ کیونکہ صحابہ جاہلیت اور باطل کے نظام کو دنیا میں کبھی فروغ دینے کا ذریعہ نہیں بن سکتے تھے۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں دلائل واضحہ سے ثابت کیا گیا ہے چنانچہ سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر غیر راشدہ کا اعتراض کئی جلیل القدر صحابہ پر اعتراض ہے بلکہ اس وقت کے پورے معاشرہ پر اعتراض ہے جو ان کی خلافت کو صحیح اور راشدہ سمجھ کر ان کے حلقۂ بیعت میں شامل ہوگئے تھے۔

ادارہ اشاعت المعارف سے معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند احباب جوابی خط ضرور بھیجیں۔

شکریہ

ناظمِ دفتر

قاری عبدالغفار سلیم

۲۸ ستمبر ۱۹۹۰ء	۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۳ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۹ ستمبر ۱۹۹۰ء	۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۴ اسوج ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء	۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۵ اسوج ۲۰۴۷ب	اتوار
یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۶ اسوج ۲۰۴۷ب	پیر

۱۲ اسلامی مہینوں کے چودہ سو سالہ (۱۴۰۰ سنہ) واقعات

از: مولانا محمد انور کلیم صاحب مہتمم دارالعلوم فیض محمدی فیصل آباد

مُحَرَّمُ الحَرام

نمبر شمار	واقعات وحادثات	محرم الحرام	مطابق	کیفیت
۱-	شعب ابی طالب میں آنحضرتؐ کی محصوری کا آغاز	یکم محرم سنہ ۶ھ	۳۰ ستمبر سنہ ۶۱۵ء	
۲-	نکاح حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہمراہ حضرت علیؓ	" سنہ ۲ھ	جولائی سنہ ۶۲۳ء	اور اقوال بعض میں قول ربیع الاول
۳-	نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہؐ ہمراہ حضرت عثمانؓ	" سنہ ۳ھ	جون سنہ ۶۲۴ء	
۴-	سلاطین کو دعوتِ اسلام	۱ " سنہ ۷ھ	مئی سنہ ۶۲۸ء	
۵-	نکاح حضرت صفیہؓ ہمراہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم	" "	جون "	
۶-	واقعہ لیلۃ التعریس وقضا نمازِ فجر	محرم سنہ ۸ھ	جولائی سنہ ۶۲۹ء	
۷-	عاملین زکوٰۃ کا باقاعدہ تقرر	" سنہ ۹ھ	اپریل سنہ ۶۳۰ء	
۸-	وفات حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ	" سنہ ۱۸ھ	۱۲ جنوری سنہ ۶۳۹ء	
۹-	امارت حضرت امیر معاویہؓ	" سنہ ۱۹ھ	جنوری ۶۴۰ء	
۱۰-	شہادت حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی	" سنہ ۲۴ھ	نومبر ۶۴۴ء	
۱۱-	خلافت حضرت عثمانؓ ذوالنورین	" "	" "	
۱۲-	خلافت حضرت علیؓ	" سنہ ۳۶ھ	جون ۶۵۶ء	
۱۳-	واقعہ جنگ صفین مابین حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ	" سنہ ۳۷ھ	" ۶۵۷ء	قول ۱۰ صفر ہے
۱۴-	وفات حضرت ابوایوب انصاریؓ میزبانِ رسولؐ	" سنہ ۵۱ھ	جنوری ۶۷۱ء	
۱۵-	وفات عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ	" سنہ ۵۳ھ	دسمبر ۶۷۲ء	
۱۶-	وفات حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	" سنہ ۵۵ھ	" ۶۷۴ء	
۱۷-	وفات حضرت جویریہؓ ام المؤمنین بنت حارث	۱۰ " سنہ ۵۶ھ	نومبر ۶۷۵ء	مدفون جنت البقیع
۱۸-	وفات حضرت سمرۃ ابن جندبؓ	" سنہ ۶۰ھ	اکتوبر ۶۷۹ء	
۱۹-	حادثہ کربلا وشہادت حضرت حسینؓ	۱۰ " سنہ ۶۱ھ	اکتوبر سنہ ۶۸۰ء	
۲۰-	وفات حضرت عبداللہ ابن عمرؓ	" سنہ ۷۴ھ	مئی سنہ ۶۹۳ء	قول ۱۱ [illegible]
۲۱-	مسجد نبویؐ میں توسیع	" سنہ ۹۶ھ	جولائی ۷۱۵ء	
۲۲-	نوحہ، ماتم اور مراسم محرم کی ابتداء	" سنہ ۳۵۲ھ	جنوری ۹۶۳ء	
۲۳-	دارالعلوم دیوبند کا قیام	۱۵ " سنہ ۱۲۸۳ھ	" ۱۸۶۶ء	
۲۴-	وفات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ	" سنہ ۱۳۵۱ھ	مئی ۱۹۳۲ء	

۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۱۷ اسوج ۲۰۴۷ب	منگل
۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۱۸ اسوج ۲۰۴۷ب	بدھ
۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۱۹ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعرات
۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۲۰ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعہ

۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۱ اسوج ۲۰۴۷ ب	ہفتہ

۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۷ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۲ اسوج ۲۰۴۷ ب	اتوار

۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۳ اسوج ۲۰۴۷ ب	پیر

۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۴ اسوج ۲۰۴۷ ب	منگل

صَفَرُ الْمُظَفَّر

"صَفَر" اسلامی سال کا دوسرا قمری مہینہ ہے اِس میں "ص" "ف" مفتوح اور "ر" ساکن
...ی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنی "خالی" کے ہیں۔

نمبر شمار	واقعات وحادثات	صفر المظفر	مطابق	کیفیت
۱-	مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا آغاز	۲۷ صفر سنہ ۱ھ	۱۵ اگست سنہ ۶۲۲ء	۱۳ سالِ نبوی
۲-	سریہ بئرِ معونہ اور قنوت نازلہ کا آغاز	" سنہ ۴ھ	اگست سنہ ۶۲۵ء	
۳-	حضرت خالد بن ولید رضؓ کا قبولِ اسلام	" سنہ ۸ھ	جون ۶۲۹ء	
۴-	حضرت عمرو بن العاص رضؓ کا قبولِ اسلام	" سنہ ۸ھ	" "	
۵-	وفات حضرت حاطب ابن ابی بلتع رضؓ	" سنہ ۳۰ھ	اکتوبر ۶۵۰ء	
۶-	وفات حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضؓ	" سنہ ۳۲ھ	ستمبر ۶۵۲ء	
۷-	وفات حضرت ابو طلحہ انصاری رضؓ	" سنہ ۳۵ھ	اگست ۶۵۵ء	
۸-	وفات حضرت ابو سہل رضؓ	" سنہ ۴۰ھ	جون سنہ ۶۶۰ء	
۹-	وفات حضرت محمد ابن مسلمہ رضؓ	" سنہ ۴۳ھ	مئی ۶۶۳ء	
۱۰-	وفات ام المومنین حضرت صفیہ رضؓ بنت حیی رضؓ	" سنہ ۵۰ھ	فروری ۶۷۰ء	
۱۱-	وفات حضرت عمران ابن حصین رضؓ	" سنہ ۵۲ھ	فروری ۶۷۲ء	
۱۲-	وفات حضرت عبداللہ ابن مغفل رضؓ	" سنہ ۶۰ھ	نومبر ۶۷۹ء	
۱۳-	وفات حضرت بریدۃ الاسلمی رضؓ	" سنہ ۶۲ھ	اکتوبر ۶۸۱ء	
۱۴-	وفات حضرت جابر ابن سمرۃ رضؓ	" سنہ ۶۶ھ	ستمبر ۶۸۵ء	
۱۵-	وفات حضرت عمرو بن سعد رضؓ	" سنہ ۶۷ھ	اگست ۶۸۶ء	
۱۶-	وفات حضرت ابو امامہ باہلی رضؓ	" سنہ ۸۶ھ	فروری ۷۰۵ء	
۱۷-	وفات حضرت عروہ ابن زبیر رضؓ	" سنہ ۹۴ھ	نومبر ۷۱۲ء	
۱۸-	فتنہ خلقِ قرآن	" سنہ ۲۱۲ھ	مئی ۸۲۷ء	
۱۹-	امام احمد ابن حنبل رحؒ کو کوڑے لگائے گئے	" سنہ ۲۲۰ھ	فروری ۸۳۵ء	
۲۰-	وفات شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحؒ	" سنہ ۱۳۳۹ھ	اکتوبر ۱۹۲۰ء	قول ۲، ۸ ربیع الاول
۲۱-	وفات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	۱۲ " سنہ ۱۳۴۰ھ	" ۱۹۲۲ء	
۲۲-	وفات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحؒ	" سنہ ۱۳۶۹ھ	نومبر ۱۹۴۹ء	
۲۳-	وفات مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھری رحؒ	۲۴ " سنہ ۱۳۹۱ھ	۲۱ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء	

رَبِیعُ الاَوّل

"ربیع الاوّل" اسلامی سال کا تیسرا قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ر" مفتوح "ب" ... "ع" مضموم "الف" خاموش اور "ل" ساکن ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنی "پہلی بہار" کے ہیں۔

مومن کی شان یہ ہے کہ ہر وقت یادِ رسولؐ میں سرشار رہے۔ کھاتے وقت پیتے وقت سوتے وقت اور جاگتے وقت آرام کے وقت اور کام کے وقت غرضیکہ کوئی گھڑی بھی یاد ... سے خالی نہ ہو۔ اس ماہِ بہاراں میں بہارِ دو جہاں کے تاجدار، کون و مکاں کے سردار، ... کے سیاحِ بے مثال، مصدرِ حسن و جمال، مخزنِ کمالات، منبعِ تجلیات، مطلعِ انوار، یتیموں کے ہادی، محتاجوں کے ملجا، گردو رکاب کے شہنشاہ، آمنہ کے لال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بہار ہوتی ہے۔

نمبر شمار	واقعات وحادثات	ربیع الاوّل	مطابق	کیفیت
۱۔	ولادتِ باسعادت حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۹ ،، سنہ عام الفیل	۲۲ اپریل ۵۷۱ء	
۲۔	آفتابِ رسالت کا طلوع و بشارتِ وحی	۹ ،، سنہ ۱۳ ق ھ	۹ فروری ۶۱۰ء	
۳۔	تاسیسِ مسجد قبا	۸ ،، سنہ ۱ ھ	۲۰ ستمبر ۶۲۲ء	
۴۔	مسجدِ نبویؐ کی تاسیس	۱۹ ،، ،،	اکتوبر ،،	
۵۔	اذان کی باقاعدہ ابتدا	،، ،، ،،	،، ،،	
۶۔	خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۲ ،، ،،	۷ ،، ،،	
۷۔	وفات معاذ بن جبلؓ	،، سنہ ۱۸ ھ	مارچ ۶۳۹ء	
۸۔	وفات حضرت زینب بنت جحشؓ ام المومنین	،، سنہ ۲۰ ھ	فروری ۶۴۰ء	
۹۔	وفات حضرت ابوسفیانؓ	،، سنہ ۳۱ ھ	اکتوبر ۶۵۱ء	
۱۰۔	وفات حضرت سلمان فارسیؓ	،، سنہ ۳۶ ھ	اگست ۶۵۶ء	
۱۱۔	صلح حضرت حسنؓ و حضرت معاویہؓ	،، سنہ ۴۰ ھ	جولائی ۶۶۱ء	
۱۲۔	وفات حضرت حسنؓ ابن علی کرم اللہ وجہہ	،، سنہ ۴۹ ھ	اپریل ۶۶۹ء	
۱۳۔	وفات حضرت سعید بن زیدؓ	،، سنہ ۵۱ ھ	مارچ ۶۷۱ء	
۱۴۔	وفات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	،، سنہ ۱۰۵۲ ھ	مئی ۱۶۴۲ء	
۱۵۔	وفات امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	،، سنہ ۱۳۸۰ ھ	۱۲ اگست ۱۹۶۰ء	
۱۶۔	وفات مولانا عبدالقادر رائپوریؒ	۱۴ ،، سنہ ۱۳۸۲ ھ	۱۶ ،، ۱۹۶۲ء	
۱۷۔	شہادت شاہ فیصل مرحوم	۱۲ ،، سنہ ۱۳۹۵ ھ	۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء	
۱۸۔	حضرت مولانا فضل محمد بانی قاسم العلوم فقیروالی	۱۷ ،، سنہ ۱۴۰۱ ھ	۲۲ فروری ۱۹۸۱ء	

۱۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ / ۲۵ اسوج ۲۰۴۷ب	بدھ

۱۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ / ۲۶ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعرات

۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ / ۲۷ اسوج ۲۰۴۷ب	جمعہ

۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ / ۲۸ اسوج ۲۰۴۷ب	ہفتہ

Scanned with CamScanner

۱۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۹ اسوج ۲۰۴۷ب	اتوار
۱۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۳۰ اسوج ۲۰۴۷ب	پیر
۱۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / ۳۱ اسوج ۲۰۴۷ب	منگل
۱۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ / یکم کاتک ۲۰۴۷ب	بدھ

رَبِیعُ الآخر

ربیع الآخر یا ربیع الثانی، اسلامی سال کا چوتھا قمری مہینہ ہے۔ عرب اس کو اکثر ربیع الآخر ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ مذکر ہے اور اس کے الآخر کے "خ" پر خصوصیت سے فتحہ ہے۔ اس کے معنی موسم بہار کی نشأۃ ثانیہ کے ہیں۔ اس مہینہ کو ربیع الآخر کہنے کے اسباب بالکل وہی ہیں جو اس سے پہلے مہینہ کو ربیع الاول کہنے کے تھے، نیز بہار کی نشأۃ ثانیہ سے مراد حضرت رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال اہتمام اور زبردست آمادگی کے ساتھ تبلیغ دین کے عنوان سے فرمایا تھا۔ اسی ماہ مبارک "بہار کی نشأۃ ثانیہ" میں تبلیغ دین کا غلغلہ ہوا۔ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق غلاموں میں حضرت زید ابن حارثہ رض، عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور بچوں میں حضرت علی رض نے سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات اور شواہد ایسے ہیں جن کا ظہور خصوصیت کے ساتھ اسی مہینہ میں ہوا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں:۔

نمبر شمار	واقعات وحادثات	ربیع الآخر	مطابق	کیفیت
۱۔	فرض نمازوں میں اضافہ	״ سنہ ۱ھ	اکتوبر ۶۲۲ء	
۲۔	وفات ام المومنین زینب بنت خزیمہ رض	۳ ״ سنہ ۴ھ	ستمبر ۶۲۵ء	
۳۔	واقعہ یرموک	״ سنہ ۱۵ھ	مئی ۶۳۶ء	
۴۔	وفات حضرت ابودرداء رض	״ سنہ ۳۲ھ	نومبر ۶۵۲ء	
۵۔	وفات حضرت اشعث کندی رض	״ سنہ ۴۰ھ	اگست ۶۶۰ء	
۶۔	وفات حضرت کعب بن مالک رض	״ سنہ ۵۰ھ	اپریل ۶۷۰ء	
۷۔	وفات حضرت سلمہ ابن الاکوع رض	״ سنہ ۷۴ھ	اگست ۶۹۳ء	
۸۔	وفات حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رض	״ سنہ ۸۰ھ	جون ۶۹۹ء	
۹۔	وفات حضرت امام مالک رح امام مدینہ	״ سنہ ۱۷۹ھ	״ ۷۹۵ء	قول ۲، ۱۱ ربیع الاول
۱۰۔	وفات شیخ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح	۱۷ ״ سنہ ۵۶۱ھ	فروری ۱۱۶۵ء	
۱۱۔	وفات مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رح	۱۳ ״ سنہ ۱۳۷۱ھ	۲۱ دسمبر ۱۹۵۲ء	
۱۲۔	آغاز تحریک نظام مصطفےٰ منجانب پاکستان قومی اتحاد	״ سنہ ۱۳۹۷ھ	اپریل ۱۹۷۷ء	

وہ ابوبکر صدیق رض ہے جس نے اپنی دولت راہِ خدا میں لٹا دی مسلمانوں کا ایک حبہ (دانہ) بھی اپنی ذات پر صرف نہیں کیا۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا فلاں باغ بیچ کر بیت المال میں جمع کریں کہ معاوضہ تنخواہ ادا ہو جائے اور یہ وصیت فرمائی کہ میرے مال میں جو فاضل چیز نظر آئے وہ حضرت عمر بن خطاب رض کے پاس بھیج دینا۔ اشیاء کا جائزہ لیا گیا۔ تو ایک غلام ایک لونڈی دو اونٹنیاں نکلیں یہ تمام چیزیں حضرت عمر رض کے پاس بھیج دی گئیں خلیفہ دوم کی آنکھوں سے عبرت کے آنسو نکل آئے رو کر بولے ابوبکر رض خدا تم پر رحم کرے تم نے کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ دیا۔

Scanned with CamScanner

۱۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۲ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۳ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعہ
۲۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ	۴ کاتک ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء	یکم ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۵ کاتک ۲۰۴۷ب	اتوار

جُمَادَی الاُوْلیٰ

"جُمادَی الاُولیٰ" اسلامی سال کا پانچواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ج" مضموم "م" مفتوح، "ی" اور "الف" خاموش، "ل" ساکن، "الف" مضموم، "و" معروف اور "ل" پر الف مقصورہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ مؤنث ہے اور "جمادی الاوّل" جیساکہ عام طور پر مستعمل ہے غلط ہے کیونکہ موصوف اور صفت میں تذکیر و تانیث کی یکسانیت لازمی ہے۔ "جمادی" مؤنث ہے لہٰذا اس کی مناسبت سے اس کی صفت "الاُولیٰ" مونث ہی آئے گی نہ کہ "الاوّل" مذکر۔ اس کے لغوی معنی جم جانے اور رک جانے کے ہیں۔ ا

اس مہینہ کی فضیلت کے متعلق کوئی مستقل آیت یا حدیث نظر سے نہیں گزری۔ البتہ اس مہینہ میں ہونے والے بہت سے واقعات اور شواہد مزدر ایسے ہیں جن سے آپ اس مہینہ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

نمبر شمار	واقعات وحادثات	جمادی الاولیٰ	مطابق سے	کیفیت
۱۔	شہادت حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالب	" ۸ھ	اگست ۶۲۹ء	
۲۔	ولادت سیدنا ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	" ۹ھ	ستمبر ۶۳۰ء	
۳۔	وفات حضرت عبادۃ بن صامتؓ	" ۳۵ھ	نومبر ۶۵۵ء	
۴۔	وفات حضرت صفوان بن امیہؓ	" ۴۱ھ	ستمبر ۶۶۱ء	
۵۔	وفات حضرت اُمِّ حبیبہؓ اُمّ المومنین	" ۴۴ھ	جولائی ۶۶۴ء	
۶۔	وفات حضرت کعب بن عجرہؓ	" ۵۲ھ	مئی ۶۷۲ء	
۷۔	شہادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	" ۷۳ھ	ستمبر ۶۹۲ء	
۸۔	وفات مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ	" ۱۲۲۹ھ	ستمبر ۱۸۲۳ء	
۹۔	وفات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۴ " ۱۲۹۷ھ	اپریل ۱۸۸۰ء	
۱۰۔	وفات حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	" ۱۳۱۰ھ	نومبر ۱۸۹۲ء	
۱۱۔	وفات فقیہ الامت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۲۷ " ۱۳۲۳ھ	۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء	
۱۲۔	وفات شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۱۳ " ۱۳۷۷ھ	نومبر ۱۹۵۷ء	
۱۳۔	مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی۔	۶ " ۱۳۹۹ھ	۴ اپریل ۱۹۷۹ء	
۱۴۔	وفات خطیب اسلام مولانا احتشام الحق تھانویؒ	۲۴ " ۱۴۰۰ھ	۱۱ اپریل ۱۹۸۰ء	
۱۵۔	دارالعلوم دیوبند کا پہلا صد سالہ جشن منعقد ہوا	۳ " ۱۴۰۰ھ	۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء	

۲۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۲ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۶ کاتک ۲۰۴۷ب	پیر

جُمادَی الاُخریٰ

"جُمادَی الاُخریٰ" اِسلامی سال کا چھٹا قمری مہینہ ہے۔ اس کی اعرابی حالت جُمادَی الاُولیٰ کی اعرابی حالت کی طرح ہے۔ لغوی معنی اس کے بھی جم جانے یا رُک جانے کے ہیں۔

ذیل میں چند واقعات و حادثات اس ماہ کے درج کیے جاتے ہیں:۔

نمبر شمار	واقعات و حادثات	جمادی الآخریٰ	مطابق	کیفیت
۱۔	وفات خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲، ۱۳ھ	اگست ۶۳۴ء	
۲۔	توسیع مسجد نبوی	۱۷ھ	جون ۶۳۸ء	
۳۔	وفات حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ	۲۱ھ	مئی ۶۴۱ء	
۴۔	جنگ جمل مابین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۰، ۳۶ھ	نومبر ۶۵۶ء	
۵۔	وفات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	"	"	
۶۔	ڈاکخانہ کا باقاعدہ قیام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا	۴۸ھ	جولائی ۶۶۸ء	
۷۔	وفات حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	جون ۶۷۰ء	
۸۔	وفات حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	۷۳ھ	اکتوبر ۶۹۲ء	
۹۔	وفات سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۰۲ھ	۲ مارچ ۱۶۹۱ء	
۱۰۔	مجلس احرار نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے تحریک چلائی۔	۱۲، ۱۳۷۲ھ	۲۷ فروری ۱۹۵۳ء	
۱۱۔	وفات سردار احمد خان پتافی بانی تنظیم اہلِ سنّت	۱۳۸۰ھ	۱۹۶۰ء	
۱۲۔	پہلی پاک بھارت جنگ بعہدِ صدر ایوب خان	۱۳۸۵ھ	۶ ستمبر ۱۹۶۵ء	

۲۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۳ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۷ کاتک ۲۰۴۷ب	منگل

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۸ کاتک ۲۰۴۷ب	بدھ

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۹ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعرات

پاکستان کے مشہور شہروں اور فیصل آباد کے ٹائم میں فرق!

لاہور	فیصل آباد سے ۵ منٹ پہلے	سرگودھا	فیصل آباد سے ۱ منٹ بعد	بہاولپور	فیصل آباد سے ۹ منٹ بعد
سیالکوٹ	۲	کیمبل پور	۵	پشاور	۱
گوجرانوالہ	۳	ملتان	۶	حیدرآباد	۱۸
گجرات	۲	منٹگمری	۱	ڈیرہ اسماعیل خان	۱۰
ڈھاکہ	۲۵	مظفرگڑھ	۶	شکارپور	۱۲
کوہ مری	۱	میانوالی	۵	کراچی	۲۲
راولپنڈی	۱ بعد	بلوچستان	۲۵	لاڑکانہ	۱۹
ڈیرہ غازی خان	۱۰	بنوں	۸	کشمیر	۸ پہلے

Scanned with CamScanner

۲۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء | ۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ | ۱۰ کاتک ۲۰۴۷ب | جمعہ

رَجَبُ المُرَجَّب

"رجب المرجب" اسلامی سال کا ساتواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ر" اور "ج" دونوں مفتوح ہیں ... ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنیٰ تعظیم اور تکریم ...
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا، اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے * دوسری روایت میں آتا ہے کہ رجب بہشت میں ایک چشمہ شیریں ہے جو برف سے زیادہ سفید ہے جو شخص اس ماہ میں روزے سے رہتا ہے اسے اس سے زیادہ پانی دیا جائے گا۔ * ماہِ رجب کی تیسری مہتم بالشان خصوصیت "معراجِ نبویؐ" ہے جو بالاتفاق ۲۷ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۱۰ بعثت مطابق ۸ مارچ ۶۲۰ء دو سال قبل ہجرت ہوئی * ماہ رجب المرجب کی چوتھی اہم خصوصیت "فریضۂ زکوٰۃ" کی فرضیت ہے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء | ۷ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ | ۱۱ کاتک ۲۰۴۷ب | ہفتہ

نمبر شمار	واقعات وحادثات	رجب المرجب	مطابق	کیفیت
۱۔	طوفان نوح علیہ السلام کا آغاز	یکم رجب المرجب		
۲۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء و معراج کا واقعہ	۲۷ " ۱۰ نبوی	۸ مارچ ۶۲۰ء	
۳۔	پنجگانہ نماز کی فرضیت بشبِ معراج	" "	" "	
۴۔	وفات حضرت سعد ابن عبادہؓ	" ۱۵ھ	اکتوبر ۶۳۶ء	
۵۔	وفات اسید ابن حضیر انصاریؓ	" ۲۰ھ	جون ۶۴۱ء	
۶۔	وفات اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ	" ۳۹ھ	نومبر ۶۵۹ء	
۷۔	وفات اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ	" ۴۱ھ	اکتوبر ۶۶۱ء	
۸۔	وفات حضرت عبداللہ ابن سلامؓ	" ۴۳ھ	اکتوبر ۶۶۳ء	
۹۔	وفات حضرت زید ابن ثابتؓ	" ۴۵ھ	ستمبر ۶۶۵ء	
۱۰۔	وفات حضرت معاویہ ابن خدیجؓ	" ۵۲ھ	جولائی ۶۷۲ء	
۱۱۔	وفات حضرت اسامہ ابن زیدؓ	" ۵۴ھ	جون ۶۷۴ء	
۱۲۔	وفات حضرت معاویہؓ و حکومتِ یزید	" ۶۰ھ	اپریل ۶۸۰ء	
۱۳۔	بغداد میں کاغذ سازی کے پہلے کارخانے کا قیام	۵ " ۱۷۶ھ	اکتوبر ۷۹۲ء	
۱۴۔	محمود غزنویؒ کا ملتان پہ پہلا حملہ	" ۳۹۲ھ	مئی ۱۰۰۲ء	
۱۵۔	وفات حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ	" ۶۳۳ھ	مارچ ۱۲۳۶ء	
۱۶۔	وفات قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ	" ۱۲۲۵ھ	اگست ۱۸۱۰ء	
۱۷۔	وفات حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۱۶ " ۱۳۶۲ھ	۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء	
۱۸۔	وفات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مفسر جواہر القرآن۔	۱۲ " ۱۴۰۰ھ	۲۷ مئی ۱۹۸۰ء	

۲۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء | ۸ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ | ۱۲ کاتک ۲۰۴۷ب | اتوار

۲۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء | ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ | ۱۳ کاتک ۲۰۴۷ب | پیر

Scanned with CamScanner

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۴ کاتک ۲۰۴۷ب	منگل

۳۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء	۱۱ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۵ کاتک ۲۰۴۷ب	بدھ

یکم نومبر ۱۹۹۰ء	۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۶ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعرات

۲ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۷ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعہ

شَعْبَانُ الْمُعَظَّمْ

"شعبان" اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ش" مفتوح اور "ع" ساکن ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔ یہ شَعْبٌ سے مشتق اور اس کے لغوی معنی جمع کرنا اور متفرق کرنا دونوں آتے ہیں۔

- رات کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا
- اس رات کو حلوہ پوری، آتش بازی اور کھیل تماشے میں دولت اور وقت ضائع کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور اللہ رب العزت سے ڈرنا چاہیے اس لیے کہ عنداللہ ان سب کا حساب دینا ہوگا۔

اِس مہینہ کے اہم اور مہتم بالشان واقعات اور حادثات ملاحظہ فرمائیں:۔

نمبر شمار	واقعات و حادثات	شعبان المعظم	مطابق	کیفیت
۱۔	تحویل قبلہ بوقت نماز ظہر	۱۵، ۲ھ	۱۱ فروری ۶۲۴ء	
۲۔	رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت آخری عشرہ میں	، ۲ھ	۲۰ " "	
۳۔	تیمم کے حکم کا باقاعدہ نزول	، ۵ھ	۲۸ دسمبر ۶۲۶ء	
۴۔	نکاح ام المومنین حضرت جویریہؓ	، ۵ھ	" " "	
۵۔	مسجد ضرار کو نذر آتش کیا گیا۔	۲۹/۳۰، ۹ھ	" ۶۳۰ء	
۶۔	متخلفین تبوک کی معذرت	، ۹ھ	" "	
۷۔	مسیلمہ کذاب کا قتل	، ۱۲ھ	اکتوبر ۶۳۳ء	
۸۔	وفات حضرت قتادہ ابن نعمانؓ	، ۲۳ھ	جون ۶۴۴ء	
۹۔	وفات حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ	، ۵۰ھ	اگست ۶۷۰ء	
۱۰۔	وفات حضرت ثوبانؓ	، ۵۴ھ	جولائی ۶۷۴ء	
۱۱۔	وفات حضرت عرباض ابن ساریہ اسلمیؓ	، ۷۵ھ	نومبر ۶۹۴ء	
۱۲۔	وفات حضرت انسؓ خادم خاص حضرت رسول اللہؐ	، ۹۳ھ	مئی ۷۱۲ء	
۱۳۔	وفات حضرت حسن بصریؒ	، ۱۱۰ھ	نومبر ۷۲۸ء	
۱۴۔	وفات مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ	، ۱۳۶۲ھ	اگست ۱۹۴۳ء	
۱۵۔	وفات مولانا ابوالکلام آزادؒ	، ۱۳۷۷ھ	۲۱ فروری ۱۹۵۸ء	
۱۶۔	وفات خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	۹، ۱۳۸۶ھ	۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء	
۱۷۔	وفات مولانا خیر محمد جالندھریؒ ثم ملتانی	۲۰، ۱۳۹۰ھ	۲۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء	
۱۸۔	پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا	۱۹، ۱۳۹۴ھ	۷ ستمبر ۱۹۷۴ء	

Scanned with CamScanner

۳ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۸ کاتک ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۴ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۹ کاتک ۲۰۴۷ب	اتوار
۵ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۲۰ کاتک ۲۰۴۷ب	پیر
۶ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ / ۲۱ کاتک ۲۰۴۷ب	منگل

رَمَضَانُ الْمُبَارَك

"رمضان" اسلامی سال کا نواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ر" "م" اور "ض" تینوں متحرک "الف" ساکن پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مذکر ہے اور "رمض" سے مشتق ہے۔ اس کے لغوی معنی جلنے اور جلانے کے ہیں۔ یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل اور برتر مہینہ ہے اور اس کی ایک رات "لیلۃ القدر" ہزار مہینوں سے افضل ہے اور ایک فرض روزہ عمر بھر کے نفلی روزے رکھنے سے افضل ہے۔

نمبر شمار	واقعات و حادثات	رمضان المبارک	مطابق	کیفیت
۱۔	آغاز نزول قرآن پاک	۱۸ ، سنہ ۱ نبوی	۱۴ ، اگست ۶۱۰ء	
۲۔	وفات ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	، سنہ ۱۰ ،	جنوری ۶۱۹ء	
۳۔	وفات حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	، سنہ ۲ھ	مارچ ۶۲۴ء	
۴۔	وفات حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا	۳ ، سنہ ۱۱ھ	۶۳۲ء	قول ۳ شعبان
۵۔	وفات حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا	، سنہ ۱۱ھ	نومبر ۶۳۲ء	
۶۔	وفات حضرت سہل ابن عمرو رضی اللہ عنہ	، سنہ ۱۸ھ	ستمبر ۶۳۹ء	
۷۔	وفات حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ	، سنہ ۱۹ھ	اگست ۶۴۰ء	
۸۔	وفات حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	۹ ، سنہ ۳۲ھ	اپریل ۶۵۳ء	
۹۔	وفات حضرت عباس رضی اللہ عنہ	،	، ،	
۱۰۔	وفات حضرت مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ	، سنہ ۳۳ھ	مارچ ۶۵۴ء	
۱۱۔	شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ	، سنہ ۴۰ھ	جنوری ۶۶۱ء	
۱۲۔	وفات حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ	، سنہ ۵۴ھ	اگست ۶۷۴ء	
۱۳۔	وفات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۷ ، سنہ ۵۸ھ	جولائی ۶۷۷ء	
۱۴۔	وفات ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	، سنہ ۵۹ھ	جون ۶۷۹ء	
۱۵۔	وفات امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	، سنہ ۷۲۵ھ	اگست ۱۳۲۵ء	
۱۶۔	وفات حاجی عابد حسین دیوبندی	، سنہ ۱۳۳۱ھ	، ۱۹۱۲ء	
۱۷۔	قیام پاکستان بروز جمعہ لیلۃ القدر	۲۷ ، سنہ ۱۳۶۶ھ	۱۴ ، ۱۹۴۷ء	
۱۸۔	وفات شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	، سنہ ۱۳۸۱ھ	فروری ۱۹۶۲ء	
۱۹۔	وفات قطب الارشاد مولانا عبد الہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ ، سنہ ۱۳۹۸ھ	۲۶ ، اگست ۱۹۷۸ء	

۷ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۲۲ کاتک ۲۰۴۷ب	بدھ
۸ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۲۳ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعرات
۹ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۲۴ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعہ
۱۰ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ	۲۵ کاتک ۲۰۴۷ب	ہفتہ

شَوَّالُ الْمُکَرَّم

"شوال" اسلامی سال کا دسواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ش" مفتوح اور "واو" مشدّد ہے۔ علاوہ ازیں یہ مذکر ہے اور عرفِ عام میں اس کو عید کا مہینہ بھی کہتے ہیں اس کے لغوی معنی بلند کرنا، متفرق ہونا اور خشک ہونا وغیرہ کے ہیں۔

○ حدیث نبوی ہے کہ "اس (ماہ شوال) میں مومنوں کے گناہ اٹھائے جاتے ہیں یعنی معاف کیے جاتے ہیں"۔ یہ معافی کچھ بوجہ رمضان کے روزوں کے اور کچھ بوجہ صدقۃ الفطر اور نماز عید الفطر کے ہوتی ہے۔

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اپنے مہتم بالشان امور کا آغاز اسی مہینہ سے فرمایا کرتی تھیں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا نکاح بھی ماہِ شوال میں ہوا اور رُخصتی بھی شوال میں ہوئی۔

نمبر شمار	واقعات و حادثات	شوال المکرم	مطابق	کیفیت
۱۔	نکاح ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ	شوال سنہ ۱ نبوی	فروری ۶۱۱ء	
۲۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر طائف	۲۷ " سنہ ۱۰ نبوی	مارچ "	
۳۔	رخصتی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ	" سنہ ۱ھ	اپریل ۶۲۳ء	
۴۔	زکوٰۃ کی باقاعدہ وصولی	" سنہ ۲ھ	مارچ ۶۲۴ء	
۵۔	غزوۂ اُحد	۶ " سنہ ۳ھ	۲۲ مارچ ۶۲۵ء	
۶۔	نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ ہمراہ آنحضرت صلعم	" سنہ ۵ھ	" ۶۲۷ء	
۷۔	وفات حضرت ابو قحافہ رضؓ	" سنہ ۱۴ھ	نومبر ۶۳۵ء	
۸۔	جنگ قادسیہ	" سنہ ۱۵ھ	" ۶۳۶ء	
۹۔	وفات ہرقل ملک روم	" سنہ ۲۰ھ	ستمبر ۶۴۱ء	
۱۰۔	وفات حضرت حذیفہ رضؓ	" سنہ ۳۶ھ	مارچ ۶۵۷ء	
۱۱۔	وفات حضرت صہیب رومی رضؓ	" سنہ ۳۸ھ	" ۶۵۹ء	
۱۲۔	وفات حضرت عمرو ابن العاص رضؓ	" سنہ ۴۳ھ	جنوری ۶۶۴ء	اور اقوال بھی ہیں
۱۳۔	وفات ام المؤمنین حضرت سودہ رضؓ	" سنہ ۵۴ھ	ستمبر ۶۷۴ء	
۱۴۔	وفات حضرت زین العابدین رحؒ	" سنہ ۹۴ھ	جون ۷۱۳ء	
۱۵۔	حجرِ اسود کعبہ میں واپس لایا گیا	" سنہ ۳۳۹ھ	مارچ ۹۵۱ء	
۱۶۔	وفات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحؒ	۷ " سنہ ۱۲۳۹ھ	مئی ۱۸۲۴ء	
۱۷۔	پاکستان دو ٹکڑے ہوا اور بنگلہ دیش وجود میں آیا	۲۶ " سنہ ۱۳۹۱ھ	۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء	
۱۸۔	وفات محافظ ختم نبوت آغا شورش کاشمیری رحؒ	۱۷ " سنہ ۱۳۹۵ھ	۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء	
۱۹۔	وفات فقیہہ العصر مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحؒ	۱۱ " سنہ ۱۳۹۶ھ	" ۱۹۷۶ء	

Scanned with CamScanner

ذِی قَعد

"ذی قعد" اسلامی سال کا گیارھواں قمری مہینہ ہے۔ اس میں "ذال" مکسور "ی" معروف "ق" مفتوح اور "ع" ساکن ہے۔ علاوہ ازیں یہ مذکر ہے اور اس کو ذی القعدہ بھی بولتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی بیٹھنے کے ہیں۔ چونکہ عرب اس مہینہ میں اس کے حرمت والا مہینہ ہونے کی وجہ سے اپنے تمام تنازعات اور مناقشات ختم کرکے اپنے گھروں میں بیٹھ جایا کرتے تھے اس لیے اس کا نام "ذی قعد" کر دیا گیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متبرک اوقات میں معصیت کی بُرائی شدید تر ہوتی ہے اور اسی طرح متبرک اوقات میں طاعت کا اجر و ثواب زیادہ ہے، تو وائے برحال ان لوگوں کے جو متبرک اوقات میں بھی شرک و بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ بناء بریں معلوم ہُوا کہ یہ مہینہ بھی بڑا مبارک اور محترم مہینہ ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس مہینہ میں ذکر و فکر میں مشغول رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس ماہ کے اہم واقعات وحادثات:

نمبر شمار	واقعات وحادثات	ذی قعد	مطابق	کیفیت
۱۔	وفات حضرت سعد ابن حولر العامری رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۶ھ	۱۲ مارچ ۶۲۸ء	
۲۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ عمرۃ القضات	،، سنہ ۷ھ	،، ۶۲۹ء	
۳۔	نکاح ام المؤمنین حضرت میمونہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	،، سنہ ۷ھ	،، ،،	
۴۔	وفات حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا والدہ حضرت ابراہیم ابن حضور صلی اللہ علیہ وسلم	،، سنہ ۱۶ھ	نومبر ۶۳۷ء	
۵۔	وفات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۳۲ھ	جون ۶۵۳ء	
۶۔	وفات حضرت جناب ابن الارت رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۳۷ھ	اپریل ۶۵۸ء	
۷۔	وفات حضرت سہل ابن الاحنف رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۳۸ھ	مارچ ۶۵۹ء	
۸۔	وفات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۵۷ھ	ستمبر ۶۷۷ء	
۹۔	وفات حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ	،، سنہ ۷۲ھ	مارچ ۶۹۲ء	
۱۰۔	وفات شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ ،، سنہ ۷۲۸ھ	ستمبر ۱۳۲۸ء	
۱۱۔	وفات علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ	،، سنہ ۷۵۱ھ	دسمبر ۱۳۵۰ء	
۱۲۔	وفات حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	،، سنہ ۸۵۷ھ	نومبر ۱۴۵۳ء	
۱۳۔	معرکہ بالاکوٹ و شہادت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہ اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴ ،، سنہ ۱۲۴۶ھ	۲ مئی ۱۸۸۱ء	قول ۲ ذی الحجہ
۱۴۔	وفات محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ	۳ ،، سنہ ۱۳۹۷ھ	۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء	

۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۲۶ کاتک ۲۰۴۷ب	اتوار
۱۲ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۳ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۲۷ کاتک ۲۰۴۷ب	پیر
۱۳ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۲۸ کاتک ۲۰۴۷ب	منگل
۱۴ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۲۹ کاتک ۲۰۴۷ب	بدھ

Scanned with CamScanner

۱۵ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۳۰ کاتک ۲۰۴۷ب	جمعرات

۱۶ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۷ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ یکم مگھر ۲۰۴۷ب	جمعہ

۱۷ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۲ مگھر ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء	۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۳ مگھر ۲۰۴۷ب	اتوار

ذِی الحِجّ

ماہ "ذی الحج" اسلامی سال کا بارھواں قمری مہینہ ہے۔ اس "ح" کو مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے مگر "ج" بہرصورت مشدد ہے۔ علاوہ ازیں یہ مذکر ہے۔ اس کے لغوی معنی "ح" کے مفتوح ہونے کی صورت میں "حج والے مہینہ" کے ہیں، اور "ح" کے مکسور ہونے کی صورت میں اس کے معنی "سال" کے ہیں۔ بعض لوگ اس کو "ذی الحجہ" بھی پڑھتے ہیں، اس صورت میں اس کی آخری "ہ" ہائے وحدت کہلاتی ہے یعنی ایک حج والا۔

- ○ قرآن مجید میں اس مہینہ کے پہلے عشرہ کو افضل ترین عشرہ قرار دیا گیا ہے۔
- ○ اسی مہینہ کی ۹ تاریخ کو عرفہ اور دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ ہوتی ہے۔
- ○ علماء کرام نے لکھا ہے کہ جس نے افضل ترین دن میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو اُسے عرفہ کے دن روزہ رکھ کر اپنی منت پوری کرنا چاہیے۔
- ○ یاد رہے کہ ۹ ذی الحج ہی کو ہمیشہ حج اکبر ہوتا ہے، جبکہ ہر عمرہ حج اصغر کہلاتا ہے۔ البتہ جمعہ کے حج کو حج اکبر کہنے کی اصطلاح بلاشبہ غلط ہے۔
- ○ اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عید الاضحیٰ اور حج دو علیحدہ علیحدہ عبادتیں ہیں۔ نہ حاجیوں پر عید لازم ہے اور نہ عید پڑھنے والوں پر حج۔

نمبر شمار	واقعات و حادثات	ذی الحج	مطابق	کیفیت
۱۔	پہلی عید الاضحیٰ	۱۰ سنہ ۲ھ	۳ جون ۶۲۴ء	
۲۔	نکاح ام المومنین حضرت ام حبیبہ رض	سنہ ۶ھ	مئی ۶۲۸ء	
۳۔	حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظمہ میں داخلہ	۴ سنہ ۱۰ھ	یکم مارچ ۶۳۲ء	
۴۔	وفات حضرت ابوالعاص اموی رض داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم	سنہ ۱۲ھ	فروری ۶۳۴ء	
۵۔	حضرت فاروق اعظم رض پر قاتلانہ حملہ	سنہ ۲۳ھ	اکتوبر ۶۴۴ء	
۶۔	شہادت حضرت عثمان ذی النورین رض	۱۸ سنہ ۳۵ھ	مئی ۶۵۶ء	
۷۔	وفات حضرت ابوموسیٰ اشعری رض	سنہ ۴۴ھ	فروری ۶۶۵ء	
۸۔	وفات حضرت جریر ابن عبداللہ البجلی رض	سنہ ۵۱ھ	دسمبر ۶۷۱ء	
۹۔	وفات حضرت عبداللہ ابن انیس رض	سنہ ۵۴ھ	نومبر سنہ ۵۴ء	
۱۰۔	وفات حضرت عبداللہ ابن عباس رض	یکم سنہ ۶۸ھ	جون ۶۸۸ء	قول ہے ربیع الثانی
۱۱۔	وفات علامہ شبلی نعمانی رح	سنہ ۱۳۳۲ھ	اکتوبر ۱۹۱۴ء	
۱۲۔	وفات مفتی محمد حسن رح، جامعہ اشرفیہ لاہور	سنہ ۱۳۸۰ھ	جون ۱۹۶۱ء	
۱۳۔	وفات مولانا محمد یوسف کاندھلوی رح	سنہ ۱۳۸۴ھ	اپریل ۱۹۶۵ء	
۱۴۔	وفات مولانا مفتی محمود رح قائد تحریک نظام مصطفیٰ	۴ سنہ ۱۴۰۰ھ	۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء	

Scanned with CamScanner

۱۹ نومبر ۱۹۹۰ء	یکم جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۴ مگھر ۲۰۴۷ ب	پیر

خلیفۂ ثانی، امامِ عدل و حُریت، خُسرِ رسولؐ، امیرالمؤمنین

سَیِّدِنَا عُمَرَ فَارُوق

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

ترے کرم کی کہانی خلیفۂ ثانیؓ ۔۔۔ کہوں قلم کی زبانی خلیفۂ ثانیؓ
مرا خیال تری عظمتوں کو چُھو نہ سکے ۔۔۔ کہ تو ہے عرش مکانی خلیفۂ ثانیؓ
ترے ہی دم سے مٹی دینِ حق کے اعدا کی ۔۔۔ ہر ایک ایذا رسانی خلیفۂ ثانیؓ
کلام حق کی فصاحت نے موم کر ڈالی ۔۔۔ سناں بدست جوانی خلیفۂ ثانیؓ
پہنچ گئی تری آواز سینکڑوں فرسنگ ۔۔۔ عجب تھا جذبِ نہانی خلیفۂ ثانیؓ
وہ سیلِ آب رُکا تیرے حکم سے جس کی ۔۔۔ تھی سرکشیدہ روانی خلیفۂ ثانیؓ
زمانے کو تری شب خیزیوں نے بخشی ہے ۔۔۔ روایتِ نگہبانی خلیفۂ ثانیؓ
نشاط و نور میں ڈھلتی ہے تیری یادوں سے ۔۔۔ طبیعتوں کی گرانی خلیفۂ ثانیؓ
گلیمِ فقر میں تختِ جلال و عظمت پر ۔۔۔ نہیں کوئی ترا ثانی خلیفۂ ثانیؓ

دُعا ہے رحمتِ اکبر مزار پر تیرے
کرے گلاب فشانی خلیفۂ ثانیؓ

۱۰

سُہیل اختر

۲۰ نومبر ۱۹۹۰ء	۲ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۵ مگھر ۲۰۴۷ ب	منگل

۲۱ نومبر ۱۹۹۰ء	۳ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۶ مگھر ۲۰۴۷ ب	بدھ

خلیفۂ ثالث، اِمامِ جُود و سخا، جامع القرآن، دامادِ رسولؐ، امیرالمؤمنین

سَیِّدِنَا عُثمانَ ذُوالنُّورَین

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سرچشمۂ اِنعام و عطا حضرتِ عثمانؓ ۔۔۔ دریائے کرم بابِ سخا حضرتِ عثمانؓ
اِسلام کی تاریخ کا وہ پہلا مہاجر ۔۔۔ وہ راہرو راہِ صفا حضرتِ عثمانؓ
وہ ناشرِ قرآن سببِ بیعتِ رضوان ۔۔۔ اُمّت کے لیے لُطفِ خُدا حضرتِ عثمانؓ
زر جس کا رہا وقف پئے مِلّتِ بیضا ۔۔۔ وہ بندۂ تسلیم و رضا حضرتِ عثمانؓ
شرماتے ہیں قدسی بھی جس انساں کی حیا سے ۔۔۔ وہ پیکرِ تصدیق و حیا حضرتِ عثمانؓ
جان دے دی مسلمانوں کی خوں ریزی نہ چاہی ۔۔۔ جاں دادۂ بیداد و جفا حضرتِ عثمانؓ

وہ جس کا لقب صاحبِ نورین ہے تائب
وہ پیکرِ اخلاص و وفا حضرتِ عثمانؓ

حفیظ تائب

۲۲ نومبر ۱۹۹۰ء	۴ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۷ مگھر ۲۰۴۷ ب	جمعرات

۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء	۵ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۸ مگھر ۲۰۴۷ب	جمعہ

۲۴ نومبر ۱۹۹۰ء	۶ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۹ مگھر ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۲۵ نومبر ۱۹۹۰ء	۷ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۱۰ مگھر ۲۰۴۷ب	اتوار

۲۶ نومبر ۱۹۹۰ء	۸ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۱۱ مگھر ۲۰۴۷ب	پیر

مادرِ اُمت افضل النساء زوجہ افضل البشر اُم المومنین

سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضؓ

المرسل: محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی، جلالپور، پیروالہ

کاشانۂ رسالت کی ملکۂ عفت اُم المومنین افضل نساءِ العلمین سیّدۃ الکونین مخدومۃ الدّارین عفیفہ مکرمہ مقصد قمر ربّ السمٰوات والارضین حبیبہ حبیب ربّ العلمین زوجہ طیبہ وطاہرہ نبی طیبہ و رسول طاہر واطہر صدّیقہ بنت صدّیق اکبر اُم عبداللہ عائشۃ الصدیقۃ الحمیراء سلام اللہ ورضوانہٗ علیہا امہات المومنین میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتی ہیں اور نبوت کی نگاہ لطف سے مالامال ہیں۔ تاریخِ اسلام جناب صدّیقہ رضؓ کے ذکرِ جمیل کی تابانیوں سے درخشاں ہے مگر اسلام کے دوست نما دشمن نے جہاں ہادیٔ عالم ﷺ کی تیار کردہ جماعت یعنی اصحابِ رسول ﷺ کو ہدفِ مطاعن بنایا اور ان کے معیاری کردار پر بے بنیاد و من گھڑت الزامات عائد کرکے اسلام کی بنیادیں متزلزل کرنے کی کوشش کی وہاں حرم نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ان مقدس ازواج کو بھی معاف نہیں کیا۔ جن کی تطہیر و تقدیس کا قرآن کریم نے صاف صاف اعلان کر دیا دوسرے نفوس قدسیہ کیطرح اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ جس قدر عظیم ہیں اسی قدر مظلوم بھی ہمارے یہاں ایک مخصوص ذہن اس مشن پر کارفرما ہے کہ ثابت کیا جائے کہ خدا نے اپنے نبی آخرالزماں ﷺ کے کاشانہ اقدس کے لیے جن خواتین کو چنا وہ (العیاذ باللہ) ناکارہ یا غیر موزوں تھیں یہ ارباب کفر کا تاریخی منصوبہ ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ کے مشیروں وزیروں اور گھر والیوں کو غیر معیاری ثابت کرکے آپ ﷺ کے عالمگیر انقلابی پیغام ہدایت کو بے روح بنا دیا جائے۔ کہ جس ہادی عالم ﷺ کے گردوپیش اور اندرونِ خانہ کا یہ حال ہے وہ پورے عالم انسانیت کی فلاح کا کیونکر علمبردار بن سکتا ہے ان حالات میں یاران رسول ﷺ کی عظمت اور ازواجِ نبی ﷺ کی عفت و رفعت بیان کرنا وقت کا عظیم جہاد ہے۔ سابق الاوّلون کے اس مبارک گھرانے میں سیّدۃ النساء عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں آپ رضؓ کی ولادت سیّدہ زینب اُم رومان رضؓ کے بطن سے ۳۶ سنہ محمدی ﷺ مطابق ۵ قبل نبوت مطابق ۱۸ قبل ہجرت میں ہوئی نام عائشہ اور لقب صدیقہ ہے۔ بنت سیّدنا

۲۰ نومبر ۱۹۹۰ء	۹ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ ۱۲ مگھر ۲۰۴۷ب	منگل
۲۱ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ ۱۳ مگھر ۲۰۴۷ب	بدھ
۲۹ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۱ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ ۱۴ مگھر ۲۰۴۷ب	جمعرات
۳۰ نومبر ۱۹۹۰ء	۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ ۱۵ مگھر ۲۰۴۷ب	جمعہ

امام التقی خلیفہ بلافصل عبداللہ ابوبکر صدیق رض ابن عثمان ابوقحافہ رض سیدہ کا نسب والد کی جانب سے ساتویں والدہ کی جانب سے گیارہویں اور دادا دادی کی طرف سے چھٹی پشت میں رسول سے قائدِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ عمود سے مل جاتا ہے۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان تمام اوصاف و مکارم میں شامل ہونے کے باوصف انفرادیت عظمیٰ اور فضل عالیہ کی حامل ہیں ان کے خصوصی فضائل اتنے بے حد و بے حساب ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کا احاطہ تو کجا عشر عشیر بھی بیان نہیں ہو سکتا تاہم بعض خاص الخاص مراتب پر اجمالی جھلک پیشِ خدمت ہے۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رض کم و بیش نو سال تک رفاقت رحمت دو عالم ص سے فیضیاب رہیں۔ اِس عہدِ زرین کے بے شمار واقعات درخشاں ستاروں کی طرح عرشِ حریم پر آویزاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُم المومنین کو بہت سی انفرادی خصوصیات اور فضائل سے نوازا تھا۔

۱۔ آپ رض کے والد امام الصحابہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رض جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے سب سے گہرے اور جانثار دوست ہونے کے علاوہ سب سے اوّل تصدیق کرنے والے مومن تھے۔ بالخصوص نبوت، معراج اور معاہدہ حدیبیہ کے مواقع پر سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رض نے اعلانِ تصدیق کیا۔ تمام مہمات اور غزوات میں آپ ص کے ساتھ شریک ہوئے ہجرت مطہرہ میں رفاقت کرکے صاحب النبی ص اور ثانی اثنین کے الہامی القاب سے مشرف ہوئے اوّل امیر الحج۔ اوّل امام المسلمین فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عریش بدر میں اور فتح مکہ کے موقع پر قصویٰ اونٹنی پر ہم نشین رسالت مآب ص رہے آپ اوّل خلیفہ برحق تھے واضح ہو کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے صرف صدیق اکبر رض کو رفیق النبی ص فی الغار و البدر اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے باقی خلفاء امیرالمومنین کہلاتے ہیں۔

۲۔ صدیقی خاندان میں مسلسل چار پشتیں مشرف صحابیت سے نوازی گئیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے گھرانے کو نصیب نہیں ہوئی۔

۳۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ الحمیرا رض واحد زوجہ رحمت عالم ص ہیں جو دوشیزگی میں قائدِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں حضرت عمار بن یاسر رض فرماتے تھے آپ رض دنیا و آخرت میں زوجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۔ سب سے پہلا جہاد فی سبیل اللہ غزوۂ بدر میں ہوا جس میں پرچم رسالت ص کے نیچے ۳۱۲ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ملائکہ نے کفار سے معرکہ آرائی کی اور فتح مبین سے نوازے گئے یہ تاریخی پرچم سیدہ عائشہ الحمیرا رض کی اوڑھنی سے بنایا گیا تھا۔

۵۔ واقعہ ایلا میں سید المرسلین ص ایک مہینہ مشربہ میں مقیم رہنے کے بعد اہلِ بیت کے پاس تشریف لائے تو

سب سے پہلے حجرہ عائشہؓ میں قدم رنجہ فرمایا اسی طرح تخییر کی آیات بھی سب سے پہلے ان ہی کو سنائیں اور فرمایا کہ اپنے والدین سے مشورہ کرکے فیصلہ کرو۔ کہ دنیاوی جاہ وحشمت چاہیئے یا محمدؐ اور اس کا رسولؐ اور آخرت پسند ہے۔ حضرت صدیقہؓ نے برجستہ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی امر میں والدین سے مشورہ کروں۔ میں خدا اور اس کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ رحمت دو عالمؐ اس جواب سے بہت مسرور ہوئے۔ سیدہ کی تقلید میں دوسری امہات المومنین نے بھی یہی جواب دیا اور یہ مسئلہ بر طیب خاطر حل ہو گیا۔

۶۔ نماز تہجد میں آپ اپنے عالی مرتبہ شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء فرماتی تھیں۔

۷۔ سید المرسلینؐ ماہ رمضان المبارک میں حجرہ عائشہ صدیقہؓ سے متصل صحن مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ سب سے پہلے آپ کی تقلید میں معتکف ہوئیں۔

۸۔ سرتاج الانبیاءؐ کا مرض الموت اور سیدہ عائشہؓ کی علالت ایک ہی روز سردرد کی صورت میں شروع ہوئے۔

۹۔ مالک عالمؐ کی خواہش کے مطابق آپ کو حجرۂ عائشہؓ میں منتقل کر دیا گیا دنیاوی زندگی کے باقی ایام آپ نے اسی جگہ گزارے اور سیدہ عائشہؓ کے دل وجان سے آپ کی تیمار داری کی۔

۱۰۔ وصال کے وقت سیدہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد الرحمان بن سیدنا ابو بکر صدیقؓ مسواک لئے ہوئے حاضر ہوئے آپ نے مسواک کی خواہش فرمائی ام المومنینؓ نے اپنے دانتوں سے نرم کر کے مسواک پیش کی جسے آپ نے استعمال فرمایا اور اس کے بعد اپنے رب سے اسی حالت میں جا ملے کہ دوش مبارک سیدہ کائناتؓ سے تکیہ کئے ہوئے تھے اور زبان پاک پر اَللّٰھُمَّ الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ تھے ام المومنینؓ فرمایا کرتی تھیں رحمت دو عالمؐ میرے گھر میں اور میری باری کے روز میرے سینہ اور گلو کے مابین فوت ہوگئے اور اللہ نے میرے دہن کی مسواک کو آپ کے مبارک دہن سے لگایا۔

۱۱۔ وصال کے بعد اس حجرہ مبارک سے آپ کے جسد پاک کو ایک لمحہ کے لئے بھی باہر نہیں نکالا گیا اسی جگہ آپ کو غسل دیکر کفن پہنایا گیا اور نمازِ جنازہ بھی اسی جگہ متواتر ہوتی رہی۔

۱۲۔ ایک دائمی شرف جو مطلع انوار چشمہ رحمت بن کر دامن گیتی کو تا ابد آسودگی بخشتا رہے گا یہ ہے کہ لحد شریف خاص بستر کی جگہ کھود کر بنائی گئی اور آپ بیت عائشہ رضی اللہ عنہا میں استراحت فرما ہیں: ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ بروز دوشنبہ رحمت دو جہاںؐ نے وصال فرمایا اس روز ام المومنین عائشہؓ کی عمر ۱۸ سال کے قریب تھی آپ کا بیوگی کا زمانہ کافی طویل رہا۔ اور آپ نے عہد رسالت کے بعد چھ خلفائے اسلام کا زمانہ پایا نصف صدی تک عالم اسلام کو انوار الٰہیہ اور اسوۂ حسنہ سے منور کرنے کے بعد یہ خورشید تاباں اپنے کبریا کے حضور واصل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

یکم دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ۱۶ مگھر ۲۰۴۷ب	ہفتہ
۲ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۴ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ۱۷ مگھر ۲۰۴۷ب	اتوار
۳ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۵ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ۱۸ مگھر ۲۰۴۷ب	پیر
۴ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۶ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ ۱۹ مگھر ۲۰۴۷ب	منگل

Scanned with CamScanner

۵ دسمبر ۱۹۹۰ء | ۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ | ۲۰ مگھر ۲۰۴۷ب | بدھ

۶ دسمبر ۱۹۹۰ء | ۱۸ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ | ۲۱ مگھر ۲۰۴۷ب | جمعرات

۷ دسمبر ۱۹۹۰ء | ۱۹ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ | ۲۲ مگھر ۲۰۴۷ب | جمعہ

۸ دسمبر ۱۹۹۰ء | ۲۰ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ | ۲۳ مگھر ۲۰۴۷ب | ہفتہ

ہوگیا ام المؤمنین کی وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ بعمر ۶۳ سال مدینہ منورہ میں ہوئی سیدنا کاتب الوحی المبین امام عادل وبرحق خلیفہ سادس مجسم اتحاد سیدنا امیر معاویہ رضؓ کا عہدِ خلافت تھا۔ حافظ الحدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور آپ رضؓ کی وصیت کے مطابق جنت البقیع کے مقبرہ امہات رضؓ میں آپ کو دوسری امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ دفن کیا گیا سلطان المتکلمین وکیل اصحاب رسول ؐ حافظ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد عبدالشکور صاحب دین پوری قدس اللہ سرہٗ اپنی روحانی ماں کو سپاس عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے تھے۔

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ کی ذات بابرکات خانوادہ رسالت کی وہ خاتون ہیں جس کی عظمت کی تابانی سے نبوت کدہ روشن۔ روشن تاباں تاباں نظر آتا ہے۔ باپ صدیق۔ بیٹی صدیقہ بنی۔ حبیبِ خدا نے جسے حمیرا کہا۔ ازواجِ مطہرات میں آپ کا مقام ممتاز ہے ان کے بستر پر جبرائیل امین وحی لاتے رحمتِ دوعالم ؐ نے انہیں اپنے قرب کی انفرادی سعادت سے نوازا۔ اگر میں خطِ عقیدت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو نبوت کی حبیبہ محمد ؐ کی رفیقہ ازواج میں باسلیقہ کردار میں عفیفہ امت پر شفیقہ بڑی خوش نصیبہ گلشن رسالت کی عندلیبہ کہوں تو میری آنکھوں کو نور دل کو سرور بھرپور ملتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو یہ عائشہ ہی تو ہے جسے خدا کا سلام آیا عفت کا پیام بر سرِ عام آیا پاک دامنی پر ازل گویا ہوا یہ عائشہ رضؓ کا امتیاز اور تقرب کا عجیب انداز ہے اصحاب رسول ؐ نے برملا کہا امت کا نصف علم انہیں کے پاس ہے دو سو صحابہ کرام براہ راست بی بی کے شاگرد ہیں دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث نبوی ؐ آپ رضؓ سے مروی ہیں۔ قرآن کریم کی زبان میں تمام مومنین ومومنات کی ماں ہیں۔ ہادی عالم ؐ کی جلوت کے صحابہ کرام رضؓ ترجمان ہیں اور خلوت کی حضرت عائشہ رضؓ ترجمان ہیں : ایک بار صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضؓ نے فخریہ کہا خداوند قدوس نے میرے دامن میں جو انفرادی عظمتیں رکھی ہیں ان کا کون مقابلہ کرسکتا ہے فرماتی تھیں۔ میں صرف سات سال کی تھی کہ جب میرا رحمت عالم ؐ سے نکاح ہوگیا میں ۹ سال کی تھی۔ خانوادہ نبوت میں میری رخصتی ہوگئی۔ نکاح سے قبل رویا ، صادقہ میں اللہ نے اپنے محبوب کو میری شکل دکھائی۔ صرف میں نبی ؐ کے گھر کنواری کی حیثیت سے آئی۔ مجھے اللہ کے سلام آتے میں نے اپنی آنکھوں سے جبرائیل امین کو دیکھا۔ میرے بستر پر قرآن اترا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے جانے لگے تو مجھ سے تکیہ لگاکر بیٹھے تھے۔ میرا حجرہ محمد ؐ کا روضہ بنا اور جب منافقوں نے مجھ پر الزام لگایا خود خدا میرا وکیل صفائی بن گیا۔

خطیب العصر علامہ سید عبدالمجید ندیم
ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت

۹ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۱ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۲ مگھر ۲۰۴۷ب	اتوار

۱۰ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۲ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۵ مگھر ۲۰۴۷ب	پیر

۱۱ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۳ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۶ مگھر ۲۰۴۷ب	منگل

۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۴ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۷ مگھر ۲۰۴۷ب	بدھ

پاکستان خوبصورتی و عقیدت سے اپنی
روحانی ماں کی خوبیوں کو اشعار کی لڑیوں
میں اکثر تقریبوں میں دہراتے ہیں۔
تیری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی اعانت بخشی فضیلت دی
خدائے لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا!
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے ترا نام آیا!
رسول اللہ نے رکھا ہے بتولِ لقب تیرا
فقط قرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب ترا

شرف تیرے لاڈلے نے جنگ بدر میں پایا
اسے پرچم بنا کر مخبر صادق نے لہرایا
ترا حجرہ امین خاص ہے، ذات رسالت کا
بساط ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغ جنت کا
اسی میں رحمۃ اللعلمین رہتے تھے رہتے ہیں
جس کو گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں!!
اسی سے حشر کے دن سرور کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع سبطین اٹھیں گے

شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ

جناب نازش پرتاب گڈھی

سلام اے شیرِ یزداں، سرورِ کونین کے بھائی
بھلانے سے نہ بھولے گی یہ تیرے گھر کی یکتائی
تو کیا اس سے جو مزدوری کے گٹے ہیں ہتھیلی میں
تعالی اللہ ترا ایمان پُر تنویر کیا کہنا
نہ تھا پھر زور عنتر کا نہ تھا پھر بابِ خیبر کا
کبھی نانِ جویں تھی اور کبھی فاقوں کا فاقہ تھا
نہ بنتا وہ اگر شیرِ خدا پھر اور کیا بنتا!
وہ سب جھوٹے ہیں جو الزام دیں تجھ کو تقیے کا
ز محبوبی کہ پہنایا گیا خلعت خلافت کا
زہے تو معرفت کا چتر تجھ پہ سایہ افگن ہے
ترے اس حجرۂ پر نور کی تقدیر کیا کہیے
تری زوجہ نے گر خاتونِ جنت کا لقب پایا
ذرا پھر ذوالفقاری جوہروں کو بخش ارزانی

اٹھا جب تو قدم لینے ترے، فتح مبین آئی
شجاعت بھی یہیں آئی، شہادت بھی یہیں آئی
مسلّم ہے تری اقلیم ایمانی میں دارائی
کہ جس کے ذکر سے آجائے کور آنکھوں میں بینائی
صدا اللہ اکبر کی ترے لب پر اگر آئی
مگر ایماں نے تیرے اکملیت کس قدر پائی
شقاوت کفر کی جس سے نگوں سر ہو کے تھرائی
کہ دو عالم میں روشن آج تک ہے تری سچائی
ترے در کا ہے اہلِ عشق کو نازِ جبیں سائی
خوشا تو ناخدائی تو نے شہرِ علم کی پائی
کہ بنتِ مصطفےٰ کرتی ہے جس کا جلوہ فرمائی
تو سرداری ترے بیٹوں نے اہلِ خلد کی پائی
کہ پھر کرنے لگا ہے کفر، ہر سو خندہ فرمائی

سمجھ لے گا کہ یہ محنت ٹھکانے لگ گئی اس کی
اگر توفیق نازش نے تری تقلید کی پائی

۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۵ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۸ مگھر ۲۰۴۷ب	جمعرات
۱۲ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۶ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲۹ مگھر ۲۰۴۷ب	جمعہ
دسمبر ۱۹۹۰ء	جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / پوہ ۲۰۴۷ب	ہفتہ
دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۸ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ / ۲ پوہ ۲۰۴۷ب	اتوار

حضرت علامہ دوست محمد قریشی ؒ کے

شیعہ سے ۴۴ سوالات

حامداً و مصلیاً

دلدادگانِ مذہب اہلسنّت کے اذہان کو اُجاگر کرنے اور اُن کے قلوب کو حقائق سے واقف بنانے کیلئے چند سوالات سپردِ قلم کئے جا رہے ہیں تاکہ ہر سُنّی شیعہ کے بارے میں اپنے موقف میں مضبوط ہو۔

اعتراض نمبر ۱ :-

حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار کی بیوہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔ اگر آپ کے نزدیک صدیقِ اکبر منافق مرتد ظالم اور غاصب تھے تو حضرت علی نے اسماء کا نکاح صدیقِ اکبر سے کیوں کیا؟

اعتراض نمبر ۲ :- سیّد ہونا

اگر باپ کی وجہ سے ہے تو حضرت علی کی باقی اولاد آپ کے نزدیک سیّد کیوں نہیں، اگر ہے تو اپنی کسی کتاب کا حوالہ بیان کیجئے۔

اعتراض نمبر ۳ :-

اگر ماں کی وجہ سے ہے تو حضرت زین العابدین سیّد نہ ہوئے جب کہ اُن کی والدہ نہ سیّدہ تھی نہ قریشیہ۔

اعتراض نمبر ۴ :-

حضرت علی مرتضےٰ آپ کے نزدیک سیّد ہیں یا نہ اگر ہیں تو اُن کی ساری اولاد سیّد کیوں نہیں۔

اعتراض نمبر ۵ :-

آل سے مُراد کون ہیں۔ کیا صرف حضورِ اکرم کی اولاد ہیں یا اور بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۶ :-

اگر آل کا لفظ صرف نبی اکرم کی اولاد پر صادق آتا ہے تو حضرت علی آل میں کیسے شامل ہیں جب کہ وہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

اعتراض نمبر ۷

اگر آل سے مُراد اہلِ بیت ہیں تو آپ کی بیویاں اہلبیت سے کیوں خارج ہیں

اعتراض نمبر ۸

سنا ہے کہ فدک کیلئے سیدۃ النساء صدیقِ اکبر کے پاس گئی تھیں۔ اور ابوبکر آپ کے نزدیک غاصب اور ظالم ہیں تو کیا ظالم کے پاس بامیدِ انصاف شریعت میں مقدمے لے جانا جائز ہے یا نہ۔

اعتراض نمبر ۹ :-

مطالبۂ فدک کے لئے حضرت سیدۃ النساء باجازت حیدرِ کرار تشریف لے گئی تھیں یا بغیر اجازت، اگر اجازت سے گئی

تعین کو کتاب معہ صفحہ سطر، مطبع ذکر کیا جائے۔

اعتراض ۱۰۔

اور اگر بغیر اجازت گئی تھیں تو کیا یہ حضرت سیدہ کی عزت پر حملہ نہیں۔

اعتراض ۱۱۔

جب علی مرتضیٰ کی خلافت کے متعلق آپ کے نزدیک خداوندی عہد اور نبوی اعلان تھا تو فرمایئے وہ خلیفہ بلا فصل کیوں نہ بن سکے۔ کیا خدا اپنے وعدہ میں ناکامیاب رہا۔

اعتراض ۱۲۔

جس خلافت پر صدیق اکبر متمکن ہوئے فرمایئے۔ وہ خلافت اور حضرت علی کی خلافت جس کے متعلق خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ایک تھی یا دوسری تھی اور وہ دوسری۔ اگر ایک تھی تو خداوندی پیشین گوئی کیوں غلط نکلی اور اگر مختلف تھیں تو صدیق غاصب اور ظالم کیسے ٹھہرے۔

اعتراض ۱۳۔

امامت و خلافت آپ کے نزدیک منصوص من اللہ ہے۔

اعتراض ۱۴۔

امامت و خلافت میں جب آئمہ اور خلفا کے مذہب کا تمکن (غالب ہونا) شرط ہے تو فرمایئے۔ آپ کے بارہ اماموں کو ظاہری طور پر غلبہ نصیب کیوں نہ ہوا۔ کیا وہ خلف اور ائمہ برحق نہیں تھے۔

اعتراض ۱۵۔

وہ حدیث پیش فرمایئے جہاں حضرت علی مرتضیٰ نے اپنا مذہب شیعہ ظاہر کیا ہو۔

اعتراض ۱۶۔ وہ حدیث پیش فرمایئے جس میں حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے لفظ اہل سنت کی تردید کی ہو۔

اعتراض ۱۷۔

حضور علیہ السلام نے جب سیدہ کے سامنے حضرت علی کے نکاح کا ذکر کیا تو حضرت سیدہ نے حضرت علی کی شکل پر اعتراضات کئے یا نہ۔

اعتراض ۱۸۔

اگر کئے تو سیدہ کی عفت و عصمت کہاں گئی اور اگر نہیں کئے تو تمہاری حسب ذیل کتابوں میں یہ تصریح کیوں ہے۔ ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۵۲۹ سیدہ کو بطور راز آں حضرت نے اپنے ارادے سے اطلاع دی۔ یہ سن کر جناب معصومہ نے گردن جھکا دی اور عرض کی بابا آپ کی رائے مقدم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زنانِ قریش کی زبانی سنا ہے کہ علی ابن ابیطالب کا پیٹ بڑا ہے ہاتھ لمبے لمبے ہیں پنڈلیاں موٹی ہیں۔ سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں ہیں۔ کشادہ پیشانی ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں آپ کا کندھا اتنا سخت ہے جیسا اونٹ کا کندھا۔

اعتراض ۱۹۔

حضرت علی کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام پر بجز حضور علیہ السلام کے اگر افضل ہے تو وہ آیت پڑھیئے جس میں اس کا ذکر ہو۔

اعتراض ۲۰۔

حضرت علی کے متعلق سنا ہے کہ آپ کے نزدیک معراج پر گئے تھے کیا یہ صحیح ہے اور اس کا ثبوت کس آیت میں ہے۔

اعتراض ۲۱۔ آپ کے نزدیک

[illegible] دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۲ جمادی [illegible] / ۲ پوہ [illegible]	[illegible]
۱۸ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲۰ جمادی الاولیٰ [illegible] / ۳ پوہ ۲۰۴۷ ب	منگل
۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ء	یکم جمادی الثانی ۱۴۱۱ / ۵ پوہ ۲۰۴۷ ب	بدھ
۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء	۲ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۶ پوہ ۲۰۴۷ ب	جمعرات

۲۱ دسمبر ۱۹۹۰ء	۳ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۷ پوہ ۲۰۴۷ب	جمعہ	
۲۲ دسمبر ۱۹۹۰ء	۴ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۸ پوہ ۲۰۴۷ب	ہفتہ	
۲۳ دسمبر ۱۹۹۰ء	۵ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۹ پوہ ۲۰۴۷ب	اتوار	
۲۴ دسمبر ۱۹۹۰ء	۶ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۰ پوہ ۲۰۴۷ب	پیر	

حضرت علی مشکل کشا ہیں، فرمایئے وہ اپنی مشکلکشائی کیوں نہ کر سکے جبکہ اُن سے خلافت و مصلیٰ چھین لیا گیا۔

اعتراض ۲۲ :۔

جن لوگوں نے کوفے میں حضرت حسینؓ کو بلایا تھا اور ہزاروں خطوط لکھے تھے۔ اُنہوں نے اپنے دستخطوں میں کیا لکھا تھا کہ ہم کون ہیں۔ جلاء العیون کی عبارتوں کو سامنے رکھ کر جواب دیجئے۔

اعتراض ۲۳ :۔

ترجمہ مقبول صہ ۶۲۱ کے حاشیہ پر اصول کافی سے امام جعفر صادق کا قول ہے کہ انسان وہاں دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اُس کی مٹی لی گئی ہو۔ فرمایئے صدیق و عمر جب روضۂ اطہر میں مدفون ہیں تو کیا اُن کی مٹی روضۂ اقدس کی مٹی سے لی گئی ہے۔

اعتراض ۲۴ :۔

اہل سنت جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ آپ کے نزدیک پورا ہے یا ادھورا۔

اعتراض ۲۵ :۔

اگر پورا ہے تو اعلان فرما دیجئے تاکہ اہل سنت کے کلمہ کے متعلق شبہات دور ہو جائیں۔

اعتراض ۲۶ :۔

اگر ادھورا ہے تو حیات القلوب صہ ۲ ج ۲ میں مُلا باقر مجلسی نے یہ لکھا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ نبوت پر اہل سنت والا کلمہ ہے۔

اعتراض ۲۷ :۔

غزوات حیدری کے صفحہ ۲۹ سطر ۱۸ میں ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ایمان لائیں تو وہی کلمہ حضور علیہ السلام نے پڑھایا جو اہل سنت پڑھتے ہیں۔ فرمایئے حضرت خدیجہ کے ایمان کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔

اعتراض ۲۸ :۔

اذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ جو آپ لوگ کہا کرتے ہیں اس کے متعلق اپنی کتاب میں سے کسی امام کی صحیح حدیث پیش فرمایئے۔

اعتراض ۲۹ :۔

جب قرآن مجید میں وسلموا تسلیما موجود ہے تو آپ و بارک وسلم درود میں کیوں نہیں پڑھتے۔

اعتراض ۳۰

نماز میں مردوں کے لئے اگر ہاتھ باندھنے کا ثبوت قرآن میں نہیں ہے تو فرمایئے عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا ثبوت کس آیت میں ہے۔ ذرا پڑھ کر سنایئے۔

اعتراض ۳۱ :۔

ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر ہے کہ جب حضرت سیدہ کے وجودِ مقدس میں حضرت امام حسینؓ تشریف لائے تو آپ نے اس حمل کو مکروہ سمجھا۔ کیا واقعی ایسا ہے ذرا تشریح مطلوب ہے

اعتراض ۳۲ :۔

جب قرآن مجید میں بناتک موجود ہے تو آپ حقیقی معنی کو کیوں ترک کرتے ہیں اور حضورِ اکرم کی ایک سے زیادہ صاحبزادیوں کا کیوں انکار کرتے ہیں۔

اعتراض ۳۳ :۔

میدانِ کربلا میں عترتِ رسول بقول

Scanned with CamScanner

میں سے جب صرف حضرت زین العابدین کے علاوہ اور کوئی نہ بچ سکا اور اُن کے علاوہ عترتِ رسول میں سے کئی صاجزادیاں اور متعدد بیوگان بچ گئی تھیں۔ فرمائیے ان کا نکاح کس سے ہوا۔

اعتراض ۳۴۔

اگر کسی سید سے نکاح ہوا تو اس کا نام بیان فرمائیے۔

اعتراض ۳۵۔

اور اگر کسی سے اُن کا نکاح نہیں ہوا تو وانکحوا الایامیٰ منکم پر ان کا عمل نہ تھا۔ کیا معاذ اللہ عترتِ رسول نے قرآن پر عمل نہ کیا۔

اعتراض ۳۶۔

احتجاجِ طبرسی صفحہ ۵۲ مطبوعہ نجف اشرف میں ہے۔ ثمّ تناول ید ابی بکر فبایعہ ترجمہ: بعدہٗ حضرت علی نے ابوبکر کا ہاتھ لیا اور اُس کی بیعت فرمائی۔ فرمائیے یہ بیعت اصلی تھی یا خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا مقصود تھا۔ اگر اصلی تھی تو شیعہ سُنّی اختلاف ختم اور اگر دُوسری بات تھی تو یہ ایک برحق امام کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ واضح فرمائیے۔

اعتراض ۳۷۔

نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر ص۸ میں ہے انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل و سموہ اماما کان ذٰلک للہ رضا (ترجمہ) خبر اِیں نیست مشورے کا حق مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر وہ کسی جوان پر اتفاق کر کے اسے امام بنالیں تو خُدا کے حکم سے ہوتی ہے حالانکہ یہاں سے امامت کا انعقاد دشواری سے معلوم ہوتا ہے۔ فرمائیے حضرت علی کے اِس فرمان سے اتفاق ہے یا نہ۔

اعتراض ۳۸۔

نیز جب حضرت علی اجماعی خلافت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے قائل ہیں تو فرمائیے خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر آپ کا اعتراض کیوں ہے۔

اعتراض ۳۹۔

تعزیہ بنانا کس منصوص امام کا فعل ہے معتبر کتاب کا حوالہ درکار ہے

اعتراض ۴۰۔

اگر تعزیہ بنانا اور اس پر موجودہ طرز کی عزاداری کرنا حضور علیہ السلام یا حضرت علی سے ثابت ہو تو براہِ کرم ارشاد فرمائیں لیکن بحوالہ صحیح۔

اعتراض ۴۱۔

جب امام زین العابدین کے علاوہ سب کے سب عترتِ رسول مقبول کے لال شہید ہو گئے اور حضرت زین العابدین بحالتِ مرض خیمہ کے اندر تھے اور مستورات کی نگاہیں پردے پر پڑتے تھے کسی کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے جھانکنے کی اجازت نہ تھی اور نہ باہر آنے کی تو فرمائیے دسویں محرم کے حالات کس راوی نے ہم تک پہنچائے۔

اعتراض ۴۲۔

کیا یہ سچ نہیں کہ جس نے یہ باتیں جاکر یزید کے دربار میں سُنائیں وہ قاتل اہلبیت تھے اور وہ وہاں سے سُن کر جس نے ادھر اُدھر خبریں مشہور کیں

۲۵ دسمبر ۱۹۹۰ء	۷ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۱ پوہ ۲۰۴۷ب	منگل
۲۶ دسمبر ۱۹۹۰ء	۸ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۲ پوہ ۲۰۴۷ب	بدھ
۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء	۹ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۳ پوہ ۲۰۴۷ب	جمعرات
۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۰ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ / ۱۴ پوہ ۲۰۴۷ب	جمعہ

۲۹ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۱ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ	۱۵ پوہ ۲۰۴۷ب	ہفتہ

۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۲ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ	۱۶ پوہ ۲۰۴۷ب	اتوار

۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء	۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ	۱۷ پوہ ۲۰۴۷ب	پیر

وال کے سننے والے تھے جو یزید کے
درباری تھے۔ حقیقتِ حالات سے
بےخبر تھے۔

اعتراض نمبر ۴۳۔
من لایحضرہ الفقیہ ص۸۱ ج ا میں
ہے لاتلبسوا السّواد فانہ لباس
فرعون اس کا ترجمہ اور مطلب بیان
فرمائیے۔

اعتراض نمبر ۴۴۔
من لایحضرہ الفقیہ ص۸۱ میں ہے
اگر استنجا کیلئے پانی نہ ملے تو تھوک سے
استنجا جائز ہے، اس کے متعلق آپ
کی کیا رائے ہے۔

اُمّ المؤمنینؓ عائشہ صدیقہؓ

ہوں میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
جس کی عصمت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کو بخشا تھا پیمبرؐ نے حُمیرا کا لقب
جس کے فرزندوں نے سیلِ بےکراں کے رُوپ میں
جس پہ باندھا تھا خدا کے دُشمنوں نے اِتہام
سیّد الکونینؐ کی سیرت کا نُورانی ورق

عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
جن کی غیرت کے نشاں ہیں دامنِ ایام پر
مہر و ماہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر
اپنی سطوت کے عَلم لہرائے رُوم و شام پر
آج تک انسان شرمندہ ہے اِس اِلزام پر
جیسے صیقل جگمگاتی ہو دلِ صمصام پر

ہم گنہگاروں کا شورش کون ہے ان کے سوا
خواجۂ کونینؐ کی رحمت ہے خاص و عام پر

شورش کاشمیریؒ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

تاریخ کا عنوان ہیں حضرت معاویہؓ
اسلام کے دربان ہیں حضرت معاویہؓ

اموی خلیفہ پہلے ہیں کیا نامدار ہیں
عرب و عجم کی آن ہیں حضرت معاویہؓ

عظمت کے پیکر اور صحابی ہیں حضورؐ کے
اسلام میں ذیشان ہیں حضرت معاویہؓ

تاریخ بتلاتی رہے وہ کاتبِ وحی
لکھتے رہے قرآن ہیں حضرت معاویہؓ

زندہ رہے گا نام اُن کا حشر تک قمر
ذی مرتبہ انسان ہیں حضرت معاویہؓ

حضرت علیؓ کے ملفوظات

فصاحت و بلاغت کے انمول موتی

حمد و ثنا اس خُدا کو سزاوار ہے جس نے میری شب کی صبح اس طرح کی کہ نہ مُردہ ہُوں نہ بیمار نہ میرا اندام بدحال ہے، نہ بد ترین کردار خولیش میں گرفتار ہُوں نہ بے فرزند ہُوں، نہ اپنے دین سے برگشتہ ہُوں، نہ اپنے دین سے غافل ہُوں، نہ دیوانہ ہُوں، نہ امم گذشتہ کے عذابوں میں ماخوذ ہُوں، مَیں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ اپنے خُدا کا بندہ بے اختیار ہُوں، اپنے نفس پر جور و ستم کا خوگر ہُوں۔

خُدایا! تجھے مجھ پر معترض ہونے کا حق ہے اور میرے پاس کوئی عذر و بہانہ نہیں۔ میرے اندر وہ توانائی نہیں کہ کوئی نفع حاصل کر سکوں، مگر وہ جو تُو مجھے بخش دے۔ مجھ میں بدی سے دُور رہنے کی سکت نہیں مگر یہ کہ تُو اُس سے مجھے محفوظ رکھے۔

بارِ خدایا! مَیں تجھ سے پناہ کا طالب ہُوں۔ اس بات سے کہ تیری تونگری کے باوجود محتاج و تہی دست رہوں یا تیری ہدایت دُرستگاری میں گمراہ رہوں یا تیری سلطنت یا تونگری میں مغلوب اور ستم دیدہ خوار رہوں، حالانکہ ہر طرح کا اختیار تجھ ہی کو حاصل ہے۔

بارِ خُدایا! میرے نفس کو وہ پہلی بزرگی عطا کر جسے تو میرے اچھے اعمال میں سے چھینے گا، تیری نعمتوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں اور جنہیں تو واپس لے لیتا ہے، ان میں میری رُوح کو درجۂ اوّلیت عطا فرما دے۔

(حضرت علیؓ سے منسوب ایک خطبے کا اقتباس)

★ سمجھنے کے لئے پوچھو، الجھنے کے لئے نہ پوچھو۔ کیونکہ جاہل متعلم عالم سے ملتا جلتا ہے اور بے راہ رو عالم الجھنے والے جاہل سے ملتا جلتا ہے۔

★ ظالم آدمیوں کی تین علامتیں ہیں۔ اپنے سے بالاتر پر ظلم کرتا ہے اس کی نافرمانی کر کے، اور اپنے سے پست پر ظلم کرتا ہے اس پر غالب آ کر، اور ظالموں کے گروہ کی مدد کرتا ہے۔

★ جب سختی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو کشائش ممکن ہو جاتی ہے اور جب آزمائش کی کڑیاں تنگ ہو جاتی ہیں تو آسائش ہو جاتی ہے۔

★ آپ سے پوچھا گیا اگر کسی کو گھر کے اندر چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کی روزی کس راستے سے آئے گی؟ آپ نے فرمایا جس راہ سے اُس کی موت آئے گی۔

★ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان دن کے اگلے پہر آتا ہے مگر پچھلے پہر نہیں رہتا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ رات کے پہلے پہر اس پر رشک کیا جاتا ہے مگر آخر شب اسے رونے والیاں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔

★ دُنیا دھوکا دیتی ہے، نقصان پہنچاتی ہے اور گزرتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو اسے اپنے دوستوں کے ثواب کے لئے پسند فرمایا نہ اپنے دشمنوں کی سزا کے لئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اہلِ دُنیا ان سواروں کے مانند ہیں جو منزل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ ہانکنے والے نے چلّا کر کہا۔ کوچ کرو، اور وہ کوچ کر گئے۔

★ کہاوتیں اور ضرب الامثال عقل مندوں کے لئے ہیں، نادانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

★ بے چارہ آدم زاد! کیا کرے جس کی اجل پوشیدہ، بیماریاں در پردہ اور عمل بر بہرہ ہے، ذرا سا پتنگا کاٹے تو تلملا اُٹھتا ہے، اور اچھو لگے تو ہلاک ہو جاتا ہے پسینہ آئے تو اس سے بدبُو آنے لگتی ہے۔

★ جس نے محتاجی کا شکوہ کسی مومن کے سامنے کیا، اس نے گویا اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کیا اور جس نے کسی کافر کے سامنے محتاجی کا شکوہ کیا، اس نے گویا اللہ کی شکایت کی۔

★ آپ سے پوچھا گیا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ ارشاد فرمایا! سب شعرا ایک جماعت کی صورت میں نہیں دوڑے کہ بازی لے جانے پر آخری حد کا تعین کیا جا

★ معافی اچھا انتقام ہے۔

★ اپنے فرزند امام حسن رضؓ سے فرمایا:

"جانِ پدر! میری یہ چار اور چار (آٹھ) باتیں یاد رکھنا، ان باتوں کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(۱) سب دولتوں کی دولت عقل ہے
(۲) سب سے بڑی ناداری کم عقلی ہے۔
(۳) بڑے درجے کی تنہائی خود پسندی ہے۔
(۴) سب سے بڑی شرافت خوش خلقی ہے۔

بیٹا!

(۱) احمق کی دوستی سے بچ کر رہو کیونکہ وہ چاہے گا تمہیں فائدہ پہنچانا، دے گا نقصان
(۲) بخیل کی دوستی سے پرہیز کرو کیونکہ جب بھی تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ تم سے دُور رہے گا۔
(۳) بدکار کی دوستی سے دُور رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ ڈالے گا۔
(۴) کذّاب کو دوست مت بناؤ کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے۔ تمہارے سامنے بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دکھائے گا۔

★ عاقل کی زبان اس کے دل کی تابع ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔

★ آدمی کی قدر اس کی ہمّت کے مطابق ہوتی ہے اس کی راست بازی کا اندازہ اس کی اخلاقی جرأت سے لگایا جاتا ہے اس کی شجاعت کا اعتبار اس کی خود داری پر کیا جاتا ہے اور اس کی عفت اتنی ہی ہوگی جتنی اس کی غیرت۔

★ کامیابی دُور اندیشی پر مبنی ہے اور دُور اندیشی دانشمندی سے کام لینے پر منحصر ہے۔ اور دانشمندی بھیدوں کی حفاظت سے وابستہ ہے۔

★ لوگ سو رہے ہیں جب وہ مریں گے تو جاگیں گے۔

★ بھوکے شریف اور سیر شکم کمینے کے حملہ سے خائف رہو۔

★ درگزر کرنے میں اسی کا درجہ بلند ہے جو سزا دینے میں سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے

★ عقل جیسی دوست نہیں، اور جہالت جیسی ناداری نہیں، ادب جیسی میراث نہیں اور آپس کے مشورہ جیسا مددگار نہیں۔

★ قناعت وہ دولت ہے جو ختم نہیں ہو سکتی۔

★ زبان ایک درندہ ہے، جسے کھلا چھوڑا جائے تو کاٹ کھائے۔

★ زمانہ جسموں کو بوسیدہ اور امیدوں کو تازہ کرتا رہتا ہے۔

★ میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں کہ اگر ان تک پہنچنے کے لیے اونٹوں کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دو، تو واقعی وہ باتیں اسی لائق ہیں۔

(۱) تم میں سے کسی کو اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے کوئی آس نہ لگانی چاہیئے
(۲) اپنے گناہ کے سوا کسی اور چیز سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔
(۳) تم میں سے کسی سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو اسے یہ کہتے ہوئے شرمانا نہیں چاہیئے کہ مجھے علم نہیں۔
(۴) اگر کسی کو کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کا علم حاصل کرنے سے شرمانا نہیں چاہیئے۔
(۵) صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو دھڑ سے ہوتی ہے اور وہ دھڑ کس کام کا جس کے ساتھ سر نہ ہو اور اس ایمان کا کیا فائدہ جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔

★ ایک شخص نے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی حالانکہ اس کے دل میں آپ کے بارے میں شک تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا جو کچھ تم میرے بارے میں کہہ رہے ہو، میں اس سے بہت کم ہوں مگر جو کچھ میرے بارے میں سوچ رہے ہو، اس سے بہت زیادہ ہوں۔

★ جس نے "لاادری" (میں نہیں جانتا) کہنا چھوڑ دیا، وہ ہلاکتوں کے منہ میں آگیا۔

★ فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے نہ مایوس کرے اور نہ انہیں اللہ کی گرفت سے بے خوف۔

★ انسانی دل بھی ایسے ہی ملول ہو جاتے ہیں جیسے جسم تھک کے ماندے ہو جاتے ہیں لہٰذا دلوں کی تفریح کے لیے حکمت کی نادر و مستحسن باتیں تلاش کرو۔

★ دل میں خوفِ خدا ہو تو کوئی عمل قلیل نہیں ہو سکتا، اور جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیوں کر ہو سکتا ہے۔

★ یقین رکھتے ہوئے سو رہنا اس نماز سے بہتر ہے جو شک میں ادا کی جائے

★ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں چغلخور کے سوا کوئی مقربِ سلطان نہ ہوگا اور بدکار کے سوا کسی کو عالی ظرف نہیں سمجھا جائے گا اور انصاف پرور کے سوا کسی کو کمزور نہیں سمجھا جائے گا اس زمانے میں لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور صلہ رحمی کر کے احسان جتلائیں گے عبادت اس لئے کریں گے کہ فضیلت

ہیں دوسروں سے بالاتر سمجھے جائیں چنانچہ جب وہ زمانہ آئے گا تو حکومت عورتوں کے مشورے، لڑکوں کی امامت اور ہیجڑوں کی تدبیر پر ہو گی۔

★ اس انسان کی ایک رگ کے ساتھ گوشت کا ایک ٹکڑا لٹکا دیا گیا ہے جو اس کے اندر کی ہر شے سے زیادہ عجیب ہے اور وہ ہے دل۔ اس سے حکمت کے سرچشمے بھی پھوٹتے ہیں اور خلاف حکمت اضداد بھی، چنانچہ جہاں اسے امید کی کرن جھلک دکھائی دیتی ہے، وہاں لالچ اسے ذلیل بھی کر دیتا ہے اور اگر طمع اسے بھڑکاتا ہے تو حرص ہلاک کر دیتا ہے اور اگر ناامیدی اس پر غالب آ جاتی ہے تو غم واندوہ اسے موت کی نیند سلا دیتے ہیں اور جب غضب اس کے سامنے آتا ہے تو اس کا غصہ شدید ہو جاتا ہے۔

★ بخل عار ہے اور بزدلی عیب، اور ناداری ذہین آدمی کو ایسا گونگا بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی حجت پیش نہیں کر سکتا، اور مفلس آدمی اپنے شہر میں بھی پردیسی ہوتا ہے۔ بے چارگی ایک آفت ہے اور صبر شجاعت ہے، زہد دولت ہے اور پرہیزگاری ڈھال ہے۔

★ بہترین ہم نشین رضا ہے اور علم ایک باعزت وراثت ہے۔ آداب نئے نویلے جوڑے ہیں اور سوچ بچار ایک صاف آئینہ ہے۔

★ جو شخص اپنے آپ سے راضی رہتا ہے اس پر ناراض ہونے والے بڑھ جاتے ہیں۔

★ جب دنیا کسی کی طرف رخ کرتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں اسے ادھار دے دیتی ہے اور جب اس سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

★ لوگوں سے ایسا میل جول رکھو کہ اگر تم مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں، اور اگر جیتے رہو تو تمہاری طرف مائل ہو جائیں۔

★ اگر دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے، تو اس قدرت کا شکر اس طرح ادا کرو کہ اسے معاف کر دو۔

★ لوگوں میں سب سے زیادہ بے چارہ وہ ہے جو اپنے لئے دوست حاصل نہ کر سکے اور اس سے زیادہ بے چارہ، جو بنے بنائے دوستوں کو کھو بیٹھے۔

★ جسے قریبی چھوڑ جائیں بیگانے اس کے لئے سقدر ہو جائیں گے

★ موت بے اطلاع ساتھی ہے۔

★ جس کی رفتار کو عمل نے سست کر دیا ہو نسب اس کی رفتار کو تیز نہیں کر سکتا۔

★ اے ابن آدم! جب تو دیکھے کہ تیرا پاک پروردگار تجھے پے درپے نعمتیں عطا کئے جا رہا ہے، حالانکہ تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو ہوشیار ہو جا۔

★ زہد کو چھپائے رکھنا سب سے اونچے درجے کا زہد ہے۔

★ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے، یعنی صبر، یقین، عدل اور جہاد پر۔ ان چاروں میں سے صبر کے چار شعبے ہیں۔ شوق، خوف، زہد اور ترقب۔ چنانچہ جو جنت کا مشتاق ہو گا وہ نفسانی خواہشات کو بھول جائے گا اور جسے دوزخ کا خوف ہے وہ محرمات سے بچا رہے گا اور جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے وہ مصیبتوں کو آسانی سے برداشت کر جاتا ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے، وہ کارہائے خیر کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور ان میں سے یقین کے چار شعبے ہیں۔ فہم کی درستی، حکمت کی گہرائی تک پہنچنا، عبرت سے سبق حاصل کرنا اور پہلے لوگوں کی سنت پر چلنا، چنانچہ جس نے فہم میں درستی اختیار کی، حکمت اس پر آشکار ہو گئی اور جس پر حکمت آشکار ہو گئی اس نے عبرت کو پہچان لیا۔ اور جس نے عبرت کو پہچان لیا، وہ ایسا ہو گیا جیسے پہلے لوگوں میں رہ چکا ہو اور عدل کی بھی چار ہی شاخیں ہیں۔ فہم رسا، علم کی گہرائی تک پہنچنا، حسن فیصلہ اور قوت برداشت کی پختگی۔ چنانچہ جس نے فہم سے کام لیا، اسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی اور جسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی وہ فیصلے کے سرچشموں سے سیراب ہو کر نکلا اور جس نے قوت برداشت سے کام لیا اس کے ادائے فرض میں کوئی کسر نہ رہی اور وہ لوگوں میں نیک نام ہو کر زندہ رہا اور جہاد کے بھی چار شعبے ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام مواقع پر ثابت قدمی اور فاسقوں سے بغض رکھنا، چنانچہ جس نے معروف کے مطابق حکم دیا اس نے مومنوں کی کمریں مضبوط کر دیں اور جس نے ناسزا باتوں سے لوگوں کو باز رکھا، اس نے کافروں کو ناک چنے چبوا دیئے۔ اور جو مواقع جنگ پر ثابت قدم رہا اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور جو مواقع جنگ پر ثابت قدم رہا اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور جس نے فاسقوں سے بغض رکھا اور

Scanned with CamScanner

انشکمے غضب ناک ہوا، اللہ اس کی نالو غضب ناک ہوگا اور قیامت کے دن سے نہال کر دے گا۔

* فاسق کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

* کفر چار ستونوں پر قائم ہے۔ تعمق، اختلف (حق سے انحراف اور) مخالفت باہمی۔

چنانچہ جو شخص ہر بات کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرسکتا اور جو نادانی کی وجہ سے اکثر اختلاف سے انحراف کرتا ہے، اسے اچھائی برائی نظر آنے لگتی ہے اور برائی اچھائی، اور وہ گمراہی میں بدمست رہتا ہے۔ جو مخالفت کرتا ہے، اس کی راہیں دشوار ہو جاتی ہیں اور اس کے معاملات پیچیدہ ہو جاتے ہیں، اور بچ نکلنے کی راہ تنگ ہو جاتی ہے۔ شک کے چار شعبے ہیں۔ کج بحثی، خوف تردد اور تن بہ تقدیر ہونا، چنانچہ جس نے کج بحثی کو دین بنایا، اس کی رات کی صبح کبھی نہیں آتی، اور جو سامنے کی چیز ولسے خوف کھاتا ہے، وہ اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جو شک میں ڈانواں ڈول رہتا ہے اسے شیطانوں کے کھُر کچل دیتے ہیں اور جو دُنیا و آخرت کی بربادی کے آگے تن بہ تقدیر ہو کر رہ گیا۔ وہ دونوں جہانوں میں تباہ ہو گیا۔

* ترکِ آرزو سب سے بڑی دولت ہے۔

* جس نے اُمید کو طول دیا، اس نے عمل کو خراب کر لیا۔

---

۲۲ رجب حضرت معاویہؓ کا یوم وفات ہے۔ آپؓ کی وفات کے مہینے میں اپنے اپنے علاقوں اور شہروں میں امین معاویہ کانفرنسوں کا اہتمام کریں، اس کے ساتھ ہی

امیر معاویہؓ اور اہل بیت

خوبصورت چارٹ منگوا کر گھر گھر لگوائیں
قیمت ۷/- روپے

اشاعت المعارف ریلوے روڈ، فیصل آباد، پاکستان

ملک کا مشہور دینی ادارہ

مدرسہ عربیہ جامع رحمانیہ (رجسٹرڈ)

۱۴ جی، گگبر گ ٹاؤن منڈی چشتیاں ضلع بہاولنگر (پاکستان)

تعارف مدرسہ

۱- مدرسہ ہٰذا بفضل تعالیٰ ۱۹۵۴ء سے تعلیمی، تبلیغی، تعمیری، تصنیفی خدمات نہایت ہی احسن طریقہ سے انجام دے رہا ہے۔
۲- اس مدرسہ میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ، قرآت و تجوید کا بھی انتظام ہے ۳- مدرسہ ہٰذا میں طلباء کی تعلیم کے علاوہ شعبہ تعلیم النساء کا بھی حفظ و ناظرہ بمعہ تجوید کے نہایت عمدگی سے کام ہو رہا ہے۔ جس میں اب تک سینکڑوں کی تعداد میں قاریہ، حافظہ فراغت حاصل کر کے اندرون و بیرون ملک دینی تعلیمی کام کر رہی ہیں۔ ۴- اس وقت مدرسہ آٹھ اساتذہ و عملہ جن کی تنخواہ کا بار بذمہ مدرسہ ہے۔ علاوہ ازیں کل طلباء و طالبات کی تعداد ۲۰۰ زیر تعلیم ہے۔ جن میں سے ۷۰ بیرونی طلباء کے جملہ اخراجات، خوراک، پارچہ جات، حجامت، علاج، صابن، روشنی، کتب و کرایہ وغیرہ جملہ اخراجات کا بار بذمہ مدرسہ ہے۔ اور ماہانہ خرچ ۱۲ ہزار روپیہ ہے جو تعمیر کے علاوہ ہے۔ مستقل آمدنی نہ ہے۔ آئندہ پروگرام میں درجہ کتب کا اجراء و حصول اراضی و تعمیر برائے مدرسہ منصوبہ جات میں شامل ہے۔ ۵- مدرسہ ہٰذا ایک رجسٹرڈ مجلسِ شوریٰ کے زیرِ انتظام چل رہا ہے۔ یہ مدرسہ ملحق وفاق المدارس پاکستان ہے۔ آپ حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، خیرات، چرم ہائے قربانی و فطرانہ میں سے امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر، قاری عبد السلام خان، مہتمم مدرسہ عربیہ جامع رحمانیہ (رجسٹرڈ) 14/G گگبر گ ٹاؤن چشتیاں، ضلع بہاولنگر، پاکستان فون نمبر 281 (0695)

صحابہ کرام کے بارے میں

فتوای استفتاء

حضرت مفتی عبدالسلام صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مسئلہ : سوال : اہلِ سنّت وجماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آج کل اکثر سُنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہُوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم اور آلِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے لڑکر ان کی خلافت لیلی۔ اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکرؔ کہتا ہے کہ میں ان کو خطاپر جانتا ہُوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیئے۔ عمروؔ کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔ (حق یہ ہے کہ وہ تبرا جال ہے) وُہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصًا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نعش مُبارک رکھی تھی اور دُوسرا اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہُوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور ان کو سُنّت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمایئے۔ **الجواب** :۔ اللہ عزّوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح کہ مشرف بہ ایمان ہُوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا دوسرے وہ کہ بعد۔ پھر فرما دیا وکلا وعد اللّٰہ الحسنٰی۔ دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا وعدہ کیا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ ان کو فرماتا ہے **اولٰئک عنہا مبعدون** وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ **لا یسمعون حسیسہا** اس کی آواز تک نہ سُنیں گے۔ **وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون ہ لا یحزنھم الفزع الاکبر** قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔ **وتتلقٰھم الملٰئکۃ** فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ **ھذا یومکم الذی کنتم توعدون** یہ کہتے ہُوئے کہ یہی تمہارا وُہ دِن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسُولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہر

صحابی کی یہ شان اللہ عزّوجل بتاتا ہے کسی صحابی پر طعن کرنے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں۔ ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اسلام کا کام نہیں۔ ربّ عزّوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا۔ **واللّٰہ بما تعملون خبیر** اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے۔ باایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے۔ خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ومن یکون یطعن فی معٰویہ فذاک کلب من کلاب الھاویہ

جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر طعن کرے۔ وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے۔ زید و بکر جھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دُنیا اسی سے متعلق ہے۔ اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلًا کوئی خلل محتمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیّدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسّلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے۔ سال بھر بعد دفن ہُوئے۔ جنازہ مبارکہ حجرہ اُم المؤمنین صدّیقہ میں تھا۔ جہاں اب مزارِ انور ہے۔ اس سے

باہر لیجایا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا۔ ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہُوا۔ اور اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس تک یونہیں رکھا رہتا ہے۔ کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس میں ضروری تھی۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین مولیٰ علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا۔ یہ خدمت بجا لاتے ہوتے۔ تو معلوم ہُوا کہ اعتراض ملعون ہے۔ اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا۔ جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا۔ مگر ے

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بنگاہش ہنر

صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ من اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ ومن اٰذی اللّٰہ فیوشک اللّٰہ ان یاخذہ۔ جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اس کو گرفتار کرے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ وھو المستعان

صحابہ رضؓ کا تعارف

تحریر قاضی محمد اسرائیل گرنگی مانسہرہ

خدا کی زمین پر نورِ نبوت سے روشن ہونے والے آخری چراغ

صحابہ عربی زبان کا لفظ ہے اِسکی واحد صاحب ہے۔ صاحب کے لفظی معنی ہیں رفیق ساتھی۔ ایک ساتھ زندگی گزارنے والے یا صحبت میں رہنے والے۔ اسلامی اصطلاح میں صحابہ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہوں نے حالتِ ایمان میں سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھا اور حالت ایمان ہی پر ان کی وفات ہوئی۔ صحابہ کرام کا بہت بڑا مقام ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنی سچی کتاب میں اعلان فرمایا کہ میں تمام صحابہ کرام سے راضی ہو چکا ہوں۔ ایک جگہ اعلان فرمایا میں نے تمام صحابہ کرام سے بھلائی کا وعدہ کر لیا ہے۔ خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اتباع کرو گے راہ ہدایت پاؤ گے۔ صحابہ کرام کی رسولِ کریم ﷺ نے خود بہت مدح بیان فرمائی ہے۔ اور اُمّت کو حکم دیا ہے کہ صحابہ کرام کا ادب و احترام کریں۔ صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلیں۔ یہ زمین اس وقت بڑی ہی برکت والی تھی جب اسمیں صحابہ کرام موجود تھے۔ اسوقت زمین سے خیر و برکت کا خاتمہ ہُوا جب آپ ﷺ کے شاگردانِ رشد میں سے آخری صحابی بھی دُنیا سے چل بسے۔

حضرت سہیل بن سعدؓ مدینہ منورہ کے آخری صحابی تھے جنہوں نے ۸۸ھ بعمر ۹۶ سال یا ۹۱ھ بعمر ۱۰۰ سال وفات پائی۔ بصرہ میں حضرت انس بن مالکؓ ۹۱ یا ۹۲ یا ۹۳ھ بعمر ۱۰۰ سال وفات پائی۔ مکہ مکرمہ میں حضرت ابوالطفیل عامرؓ نے ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی۔ آپ آخری صحابی رسول ﷺ ہیں جنہوں نے اِس دُنیا سے سب سے آخر میں کوچ کیا۔ آپکی وفات سے روئے زمین شاگردانِ رسول سے ہمیشہ کے لئے خالی ہو گئی

ایک سو بیس سال عمر پانے والے !

اصحابِ رسول ﷺ

۱۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
• شاعرِ رسولِ مقبول تھے ایک سو بیس سال عمر پائی۔ ساٹھ سال دورِ جاہلیت اور ساٹھ سال دورِ اسلام میں گزارے (نوٹ) ان کے والد۔ دادا۔ پردادا بھی ایک سو بیس سال کی عمر کے گزرے ہیں۔

۲۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ
• کعبۃ اللہ میں ولادت ہوئی۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اس وقت عمر ساٹھ سال تھی مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔ دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام میں ایک سو بیس سال عمر پائی۔

۳۔ حمنن بن عوف رضی اللہ عنہ
• حضرت عبد الرحمٰن عوف رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین احادیث روایت فرمائی ہیں عمر مبارک ایک سو بیس سال پائی

۴۔ حویطب بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ
• فتح مکہ کے موقع پر ساٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ عمر مبارک ایک سو بیس سال پائی۔

۵۔ سعد بن ایاس الشیبانی رضی اللہ عنہ
• ایک سو بیس سال کی عمر مبارک پائی۔

۶۔ سعد بن جنادہ الانصاری رضی اللہ عنہ
• ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی۔

۷۔ سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ
• ساٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ عمر مبارک ایک سو بیس پائی۔

وظائف اسمائے ربانی

نتیجۂ افادات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

اَللّٰہُ
[illegible]

اَلرَّحْمٰنُ
جو نماز کے بعد سو بار پڑھے [illegible]

اَلرَّحِیْمُ
[illegible]

اَلْمَلِکُ
جو شخص زوال کے وقت [illegible]

اَلْقُدُّوْسُ
جو نماز جمعہ کے بعد ۱۸۵ مرتبہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ [illegible]

اَلْخَبِیْرُ
سات روز تک [illegible]

اَلْحَلِیْمُ
[illegible]

اَلْعَظِیْمُ
بکثرت ذکر کرنے سے عزت ملے ہر مرض سے شفا ہو۔

اَلْغَفُوْرُ
[illegible]

اَلْوَلِیُّ
جو کثرت سے [illegible]

اَلْحَمِیْدُ
اس کی کثرت سے اخلاق و افعال و اقوال پسندیدہ حاصل ہوں۔

اَلْمُحْصِیْ
اگر روٹی کے بیس ٹکڑوں پر بیس بار پڑھے تو خلقت مسخر ہو۔

اَلْمُبْدِیُٔ
[illegible]

اَلْمُعِیْدُ
[illegible]

اَلْمُحْیِیْ
[illegible]

اَلْمُمِیْتُ
[illegible]

اَلْحَیُّ
اس کی کثرت یا لکھ کر پینے سے [illegible]

اَلْقَیُّوْمُ
[illegible] یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ [illegible]

اَلْوَاجِدُ
[illegible]

اَلْمَاجِدُ
[illegible]

اَلْوَاحِدُ
[illegible]

اَلصَّمَدُ
[illegible]

اَلْخَالِقُ
سات روز تک [illegible]

۸۔ ابوشداد الذماری العمانی رضی اللہ عنہ و عمر مبارک ایک سو بیس سال پائی۔

۹۔ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ و عمر مبارک ایک سو بیس سال پائی۔

۱۰۔ عبد خیر بن یزید الکوفی رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر پائی۔ سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا ابن مسعود۔ سیدنا عائشہ اور سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت نقل فرمائی ہیں۔

۱۱۔ الاجلاج الغطفانی رضی اللہ عنہ و پچاس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ ایک سو بیس سال عمر پائی۔

۱۲۔ مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ و فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا، عمر مبارک ایک سو بیس سال عمر پائی۔

۱۳۔ نافع بن سلیمان العبدی رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی۔

۱۴۔ النابغۃ الجعدی رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر پائی۔

۱۵۔ لبید بن ربیعۃ رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی۔

۱۶۔ اوس بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی۔

۱۷۔ عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی

۱۸۔ نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ و ایک سو بیس سال عمر مبارک پائی۔

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے جو اپنے آخری ایام میں لوگوں کو وصیت فرماتے، روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو۔ اور سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ امارت و سیادت نہ قبول کرو دُنیا میں امیر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، قیامت کے روز اس کا محاسبہ سخت ہوگا، فردِ عمل زیادہ طویل ہوگی۔

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے جس نے ایک ہی دن میں جنازہ کی مشایعت کی مسکین کو کھانا کھلایا، مریض کی عیادت کی یہ نیکو کاری معلوم فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک ہی دن میں اس قدر نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

[illegible]

الْغَفَّارُ

[illegible]

الْقَهَّارُ

[illegible]

الْوَهَّابُ

[illegible]

السَّلَامُ

[illegible]

الْمُؤْمِنُ

[illegible]

الْمُهَيْمِنُ

[illegible]

الْعَزِيزُ

[illegible]

الْجَبَّارُ

[illegible]

الْمُتَكَبِّرُ

[illegible]

دار العلوم عربیہ غفریہ بھیرہ

دار العلوم عربیہ غفریہ بھیرہ ۱۹۸۵ء میں قائم ہوا اور الحمد للہ اس میں درسِ نظامی کے علاوہ درجہ حفظ و ناظرہ اور مدرسۃ البنات بھی کام کر رہا ہے اس وقت اس مدرسہ سے کافی طلباء و طالبات موقوف علیہ تک پڑھ کر گئے ملک کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں اس وقت مدرسہ میں بیرونی تقریباً بائیس طلباء اور شہری تقریباً یکصد کے قریب ہیں ہر دینی تحریک میں مدرسہ کا اوّل حصہ رہا ہے۔

جلال الدین حقانی

مہتم دار العلوم عربیہ غفریہ بھیرہ

حیوانات کی عمریں

نام	عمر	نام	عمر
گدھا	۲۵ سال سے ۵۰ سال تک	ہرن	۶ سال سے ۱۶ سال تک
مکھی	۳۰ ″ ″	ریچھ	۲۰ سال تک
سگ آبی	۵۰ ″ ۶۰ ″	گوریلا	ایک سے ۴ سال
سانڈ بیل	۲۰ ″ ۶۰ ″	اونٹ	۵۰ سے ۶۰ ″
کینری کا پرند	اگر جوڑا نہ لگائے تو ۲۴ ″	کارپ مچھلی	۱۰۰ ″ ۱۱۵ ″
گائے	۲۰ سال سے کبھی زیادہ	لق لق	۴ سال
بلی	۱۸ سال تک	پہاڑی بکری	۲۵ سال
جنگلی بلی	۱۲ سے ۲۴ سال تک	کاڈ مچھلی	۱۴ سے ۱۷ سال
نہنگ	ایک سال تک	کوا	۱۰۰ سال
عام ہرن	۲۰ سال تک	ڈالفن مچھلی	۳۰ سال
کتا	۳ سے ۲۰ سال تک	ایل مچھلی	۱۰ ″
پروانے	۲ گھنٹے سے ۳ گھنٹے تک	ہاتھی	۱۰۰ سے ۲۰۰ سال
لومڑی	۱۵ سال	مرغابی	۱۰ سال
بکری	۱۰ ″	بطخ	۵۰ ″
خرگوش	۶ سے ۸ سال	بگلا	۶۰ ″
سور	۲۰ سال	گھوڑا	۲۵ سے ۳۰ سال
لکڑ بگھا	۲۵ ″ سے ۳۰ سال	ابابیل	۱۶ سے ۱۸ سال
شیر	۶۰ سال	لاما بکری	۱۵ سال
بندر	۱۶ ″ ۱۸ سال	بلبل	۱۶ سے ۱۸ سال
بیل	جو عموماً بیل جوتتے ہیں ۲۹ سال	طوطی	۱۰۰ سال
مور	۲۴ سال	کبوتر	۳۰ سال
تیتر	۱۵ ″	پایک مچھلی	۱۰ سال سے کبھی زیادہ
ہرن بدخشانی	۱۶ سال	چیل	۱۰۰ سال
سالمین مچھلی	۱۰ ″	گینڈا	۲۰ ″
بھیڑی	۱۰ ″	بچھو	ایک ″
باز	۳۰ ″	نوعی ابابیل	۱۰ سے ۲۰ سال
گلہری	۷ سال	مکڑی	ایک سال
راج ہنس	۱۰۰ ″	ممولا	۸ سے ۱۰ سال
چیتا	۲۵ ″	کچھوا	۱۰۰ سال
مینڈک	۴۰ سے ۸۰ سال	بھیڑیا	۲۰ ″
سانپ معمولی	ایک ″ ۷ ″	چینٹل	۱۶ سے ۱۸ سال
بارہ سنگھا	۱۶ سال	وحشی بلی	۱۶ ″ ۱۸ ″

معلومات

آواز ایک سیکنڈ میں ۱۱۰۰ فٹ چلتی ہے۔
توپ کا گولہ ایک سیکنڈ میں ۲ ہزار فٹ چلتا ہے۔
روشنی کی رفتار ۱۸۰۰۰۰ میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔
بندوق کی گولی کی رفتار ۱۲۸۰ فٹ فی ″ ″ ″
دریا کے تیز رو پانی کی رفتار ۱۳ ″ ″ ″ ″
بادتند کی رفتار ۸۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔
ایک مکعب فٹ ہوا کا وزن ۱½ اونس یا قریباً ۳ تولہ ہوتا ہے۔
ایک ″ ″ پانی ″ ۹۹۷٫۱۳۶ اونس یا قریباً ۲۱ سیر ہوتا ہے۔
پلاٹینم خالص پانی سے ۲۲٫۰۶۹ گنا بھاری ہوتا ہے۔
سونا خالص ″ ″ ۱۹٫۲۵۸ ″ ″
پارا ″ ″ ۱۳٫۵۸۷ ″ ″
سیسہ ″ ″ ۱۱٫۳۵۲ ″ ″
چاندی ″ ″ ۱۰٫۴۷۴ ″ ″
تانبا ″ ″ ۸٫۷۸۸ ″ ″
فولاد ″ ″ ۷٫۸۱۲ ″ ″
لوہا ″ ″ ۷٫۲۰۷ ″ ″
ٹین ″ ″ ۷٫۲۹۱ ″ ″
سمندر کا پانی خالص پانی سے ۱٫۰۲۶ ″ ″
دودھ خالص پانی سے ۱٫۰۳۰ ″ ″
تیل ″ ۰٫۹۱۵ ″ ″

وزن جسم انسانی

مندرجہ ذیل جدول سے انسان کے جسم کے حالات صحت وزن بمناسبت بلندی جسم کے معلوم ہو سکتا ہے۔

صحیح قامت فٹ	صحیح قامت انچ	اوسط وزن پونڈ	وزن فیصد بڑھایا گیا کل پونڈ	صحیح قامت فٹ	صحیح قامت انچ	اوسط وزن پونڈ	وزن فیصد بڑھایا گیا کل پونڈ
۵	۱	۱۲۰	۱۲۸	۵	۷	۱۴۸	۱۵۸
۵	۲	۱۲۶	۱۳۵	۵	۸	۱۵۵	۱۶۶
۵	۳	۱۳۳	۱۴۲	۵	۹	۱۶۲	۱۷۳
۵	۴	۱۳۹	۱۴۹	۵	۱۰	۱۶۹	۱۷۵
۵	۵	۱۴۲	۱۵۲	۵	۱۱	۱۷۴	۱۸۶
۵	۶	۱۴۵	۱۵۵	۶	۰	۱۷۸	۱۹۰

چرند و پرند کے بچوں اور انڈوں کی تعداد

ریچھ ایک جھول میں دو بچے دیتا ہے، ہاتھی ایک بچہ دیتا ہے۔ گھوڑا ایک بچہ، چیتا دو سے چار تک، شیر دو سے چار تک، اونٹ ایک بچہ دیتا ہے۔ عقاب ایک مرتبہ میں دو سے تین انڈے دیتا ہے۔ خانگی مرغیاں ۲ سے ۳۰ تک، باز تیس تک انڈے دیتا ہے۔ الو ۲ سے ۶ تک، تیتر ۱۲ سے [illegible] تک، چڑیا ۲، کبوتر ۲، لق لق ۲ سے ۴ تک انڈے دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

متفرقات اقوالِ زرّین

از حافظ محمد صدیق خطیب جامع مسجد مکی امین آباد فیصل آباد

عمل کی ضرورت!

آج امت تقریر و تحریر کی محتاج نہیں. یہ بہت کچھ ہو چکا ہے۔ ضرورت صرف عملی نمونہ پیش کرنے کی ہے. کیونکہ فصاحت و بلاغت کے دریا امت بہا چکی۔ آج صرف سادہ عملی دعوت کی ضرورت ہے.

اَلحمدُللہ کہ آج تبلیغی جماعت اِس پر عمل پیرا ہے۔ بہر حال مریض اگر مرض میں انتہا سے گذر جائے تو طبیب مریض کے پاس جاتا ہے۔ اس کا ہرگز انتظار نہیں کرتا کہ مریض ہی طبیب کے پاس چل کر آئے تو علاج ہو۔ اگر یہ طریقہ عام ہو جائے اور اُمت کے علماء اس طریقہ سے مخلوق خدا میں توحید و سنّت کی خوشبو پھیلانا شروع کر دیں تو امیدِ واثق کی جا سکتی ہے کہ اُمت کو نجات مل جائے اور بیڑا پار ہو جائے

علماء اور تبلیغ!

عرصہ سے میرا یہ خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعت دین کیلئے خود جا کر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں، اسوقت تک یہ کام تکمیل کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ عوام پر جو اثر اہلِ علم کی عمل و حرکت سے ہوگا وہ ان کی دھواں دار تقریروں سے نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اسلاف کی زندگیوں سے بھی یہی نمایاں ہے۔ (ماخوذ از علامہ بنوریؒ)

علمائے دیوبند

علمائے دیوبند کا شروع سے یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ ان کے عمل کی جولان گاہ کبھی ایک نہیں رہی ہے۔ وہ بیک وقت مختلف میدانوں کے مرد میدان ہوا کرتے تھے. اگر وہ ایک طرف درس و تدریس اور افادہ و استفادہ میں مشغول ہوتے تو دوسری طرف تالیف و تصنیف میں بھی ان کے قلم جولانیاں دکھلاتے۔ وعظ و خطابت اور دعوت و ارشاد کے منبر بھی ان کے صدائے حق سے گونجتے۔ اگر وہ خانقاہ آباد کرتے تو دوسری طرف میدانِ سیاست و قیادت کے بھی رجالِ کار ہوتے۔ غرض علمائے دیوبند شریعت و طریقت، دین و سیاست سب کے جامع تھے. اور یہی وہ جامعیت تھی جس نے ان کو دنیا کے زمانہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام دیا اور ان کی عظمت و جلالت کے سامنے سب کی گردنیں جھک گئیں،

ماں

ماں کی قدر وہ جانتا ہے جو اس دولت سے محروم ہے. ★ ماں ایک نور ہے جس سے یہ جہاں کہکشاں بنا ہے ★ ماں ایک دعا ہے جو ہمیشہ سر پر تنی رہتی ہے ★ ماں ایک آہ ہے جو رسیدہ عرش پر جاتی ہے ★ ماں دنیا میں جنت ہے اور آخرت میں بھی سرمایۂ بہشت ہے ★ ماں ایک ایسی ہستی ہے جو خود گیلے پر سو کر بچے کو سوکھے پر سُلاتی ہے ★ ماں وہ قیمتی موتی ہے جس کے قدموں کے نیچے جنت جیسی نعمتیں بھی اور اس کے جواہرات بھی ہیچ ہیں.

دِل اور زبان

ایک دن حکیم لقمان نے اپنے ملازم سے کہا کہ آج کھانے میں بکری کا وہ اعضاء پکا کر لاؤ جو جسم انسانی میں سب سے بہتر عضو خیال کئے جاتے ہیں۔ ملازم نے دل اور زبان پکا کر پیش کر دیئے۔ دوسرے دن لقمان حکیم نے بدترین اعضاء پکانے کا حکم دیا تو ملازم اس دفعہ بھی دل اور زبان پکا کر لے آیا۔ لقمان حکیم نے اس سے سوال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب میں نے بہترین اعضاء پکانے کو کہا تب بھی تم دل اور زبان لیکر آئے۔ اور جب میں نے بدترین اعضاء پکانے کی تاکید کی تب بھی تم یہی دونوں چیزیں پکا کر لے آئے ملازم نے جواب دیا کہ اے حضرت اگر دل اور زبان ذکرِ الٰہی سے معمور اور ارشادِ خداوندی کے تابع ہو تو یہ بہترین حصّہ جسم ہیں۔ اور اگر اس کے برعکس صورتحال ہو تو یہ بدترین حصّہ جسم ہیں۔

خطرناک غلطیاں!

★ اس نیّت سے گناہ کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گا۔

* اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔
* ہر ایک انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔
* کسی کام کو اُدھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی اُمید رکھنا۔
* اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اپنی اولاد سے اس کی رکھنا۔
* ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا۔
* اپنے آپکو سب سے زیادہ لائق و عقلمند تصوّر کرنا۔
* لوگوں کی تکلیف میں حصّہ نہ لینا اور پھر اُن سے ہمدردی کی اُمید رکھنا۔

مُسلمان کا حق:

ایک مسلمان کے دوسرے مُسلمان پر چھ حق ہیں ۱۔ جب ملاقات کرے تو سلام کرے ۲۔ جب وہ بُلائے تو اس کی دعوت ردّ نہ کرے۔ ۳۔ جب وہ مشورہ چاہے تو نیک مشورہ دے ۴۔ جب وہ چھینکے تو اَلحمدُللہ کہے ۵۔ جب وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت کرے ۶۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

جہاد کی رُوح:

حضرت رومیؒ نے جہاد کی رُوح کو بڑی خوبصورتی سے واضح کیا ہے فرماتے ہیں کہ کسی دیوانے یا نشہ میں بدمست پاگل کے ہاتھ سے تلوار چھین لینا اس پر احسان ہے اور خلقِ خُدا پر بھی احسان ہے۔ باطل کے پرستار حکمران اقتدار کے نشہ میں بدمست اور دیوانے ہو جاتے ہیں

فاروقؓ و حُسینؓ

—— پروفیسر بشیر احمد بشیرؔ ——

منظہرِ فطرتِ اسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ
منظہرِ شوکتِ اسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ
باعثِ قوّتِ اسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ

اِن کے ناموں سے مُنوّر ہے ہماری تاریخ
اِن کے کاموں سے مُنوّر ہے ہماری تاریخ
زینتِ ملّتِ اِسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ

اِن کے لمحوں میں زمانوں کے زمانے پنہاں
اِن کی سوچوں میں سعادت کے خزانے پنہاں
بے بہا دولتِ اسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ

سُرخیِ چہرۂ اسلام، شہادت اِن کی!
اہلِ ایماں کے دماغوں پہ حکومت اِن کی
حاصلِ سطوتِ اِسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ

آج کا دَور ہے جلتے ہُوئے جنگل کی طرح
ان کی یادیں ہیں بَرستے ہُوئے بادل کی طرح
بارشِ رحمتِ اسلام ہیں فاروقؓ و حُسینؓ

——*——

احادیثِ نبویہ میں ماتم و سرکوبی وغیرہ کی مذمت

تحریر: ابو محمد عبد الکریم ندیم ناظم مجلس علماء اہلسنت پاکستان

نبی کریم نے فرمایا جس نے ماتم میں منہ پیٹا گریبان پھاڑا اور اہل جاہلیت کی طرح واویلا کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہماری امت سے نہیں (صحیح بخاری)

جو اپنے بال غم میں منڈوائے، نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے اس سے میں بیزار ہوں نوحے جس نے پڑھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ خوانی کی ممانعت کی ہے۔ (ابن ماجہ)

جس نے زیارت کی ایسی قبر کی جس میں نعش مردہ نہ ہو وہ ملعون ہے (تعزیہ ایسی ہی قبر کی طرح ہے جس نے کوئی نئی بات دین میں نکالی یا بدعتی کو جگہ دی پس اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ قبول ہوگی اس سے عبادت فرض نہ نفل۔

بزرگانِ دین کے فرمودات

۱۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

وعظ ہو یا کوئی اور اس کے لئے مقتل حسینؓ کے واقعات بیان کرنا حرام ہے اسی طرح صحابہؓ میں جو باہمی مشاجرہ و تنازعہ ہوا اس کو بھی بیان نہ کرنا چاہیئے کہ یا باتیں صحابہ کے بارے میں بغض وطعن کرنے والا دراصل اپنے ہی دین پر طعن کرتا ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ عبد القادر جیلانیؒ

اگر یوم وفات حسینؓ کو "یوم ماتم" قرار دینا جائز ہوتا تو اس سے کہیں زیادہ حق دار تو دوشنبہ کا دن ہے کہ اس روز اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کی وفات اور اسی دن ابوبکرؓ کی وفات ہوئی۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۸)

حضرت حافظ ابن حجر مکیؒ

خبردار! خبردار! کہ عاشورہ کے دن رافضیوں کی بدعتوں میں کوئی مبتلا نہ ہو اور نہ گریہ زاری آہ و بکا کرے نہ غم و الم کا اظہار کرے کیونکہ یہ مسلمانوں کی خصلت نہیں اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو جس دن آپؐ کی وفات ہوئی وہ دن اس سلوک کا زیادہ مستحق تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

عاشورہ کے دن ماتم و نوحے کی بدعت جو منہ پیٹنے والا واویلا مچانے والا اور رونے دھونے اور مرثیہ پڑھنے سے منائی جاتی ہے سلف کی بدگوئی اور لعنت ملامت پر حتی سابقون الاولون کی دشنام دہی تک لے جاتی ہے حضرت حسینؓ کے واقعہ کے بیان میں بہت زیادہ مبالغہ ہوتا ہے جس کسی نے اس رسم کو جاری کیا اس کا مقصد امت میں فتنہ و افتراق کا باب کھولنا تھا۔

منہاج السنۃ جلد ۲ ص ۲۴۸

و حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ

و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

و حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ

و حضرت شاہ عبد العزیز دہلویؒ

و حضرت مولانا عبد الحئی فرنگی محلیؒ

و حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

و حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ

اور دیگر اکابر علمائے امت کے فتوی جات مضمون کی طوالت کے باعث تحریر میں شامل نہیں کئے جا رہے۔

ذیل میں حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلی کی معروف کتاب ردّ الرفضۃ فتاوی رضویہ اور ملفوظات اعلیحضرت سے فتوی جات نقل کئے جا رہے ہیں

سوال :۔ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حرام ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منکم۔ وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں۔ اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں قلتین کا پانی ملاتے ہیں۔ اور کچھ

ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ نام حرام سے خالی نہیں ہوتی اور دیکھیں گے سُنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ)

عرض:۔ کیا محرم، صفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد:۔ نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص۴۶)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب

عشرۂ محرم الحرام اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ وفاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاو تفاخر اعلانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں۔ بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں۔ رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے دیتے ہیں گر کر غائب ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے۔ مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے۔ طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم۔ شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن ...... الخ اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔ (ایضاً ص۳۰۴)

عرض:۔ روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجیب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا۔ کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد

ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے۔ اللہ اور رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ:۔ تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

ترجمہ:۔ ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔

خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے: یاتی قوم لھم نبذ یقال لھم الرافضۃ لا یشھدون جمعۃ ولا جماعۃ ویطعنون علی السلف فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم (الحدیث)

ترجمہ:۔ ایک قوم آنیوالی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا۔ نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں۔ اور سلف کو برا کہیں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، نہ شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا۔ مر جائیں تو جنازے پر نہ جانا۔

آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی (سُنی مرد یا عورت) سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔

(ملفوظات اعلیحضرت حصہ سوم ص۱۱۱)

معلومات آفرین چارٹ

خلافت راشدہ خلفاء اسلام کے پچاس سالہ دور کی تاریخ ۶۔ روپے

ختم نبوت۔ ختم نبوت کے بارے میں چالیس قرآنی آیات اور احادیث کا مجموعہ ۶۔ روپے

حضرت علیؓ، خلفاء ثلاثہ سے حضرت علی کے تعلقات اور سیدنا ابوبکر کی شان میں خطبہ

سیدنا حسینؓ، خلفاء ثلاثہ و حضرت حسنین سے تعلقات ۶۔ روپے

علماء دیوبند کی تابناک اور بے مثال کارناموں پر مشتمل چارٹ۔

سائز ۳۰×۲۰ چھ روپے

علماء دیوبند کا معروف اکابر اہل سنت کی خدمات

ملنے کا پتہ

اشاعۃ المعارف

ریلوے روڈ

فیصل آباد

فون: ۳۱۱۲۴

شہیدِ تیغِ ابنِ سبا

دامادِ رسولؐ، امامِ مظلوم و شہید خلیفۂ سوم سیدنا عثمانؓ بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری

ابنِ علیؓ کو حد سے بڑھایا نہ جائے گا
انسان کو خدا تو بنایا نہ جائے گا

کتنا بلند کیوں نہ ہو غیر نبیؐ مگر
پھر بھی نبیؐ سے اس کو ملایا نہ جائے گا

بُنیادِ لَا اِلٰہ تو ہوتا ہے خود رسولؐ
نانے کی جا نواسہ۔ بٹھایا نہ جائے گا

دراصل اہلِ بیت ہیں ازواجِ طاہرہ
اولاد کو تو ماں سے بڑھایا نہ جائے گا

اک فردِ حق پسند ہو۔ اُمّت ہو کفر کوش؟
یہ کلمۂ نفاق پڑھایا نہ جائے گا

اصحابؓ فسق کیش ہوں، معصوم ہو حسینؓ!
یہ زہر اہلِ حق سے تو کھایا نہ جائے گا

مجبور و بے قصور ہیں ہم۔ محصور و تشنہ کام
دامادِ مصطفٰےؐ کو ستایا نہ جائے گا

اب نائلہؓ کے بال بھی نوچے نہ جائیں گے
اب انگلیوں کا ہار بنایا نہ جائے گا

اب لاشۂ شہید کو بے گور و بے کفن
رکھ کر مکاں میں۔ جشن منایا نہ جائے گا

عشاقِ تیغ ابنِ سباء۔ کو رہے خبر
عثمانؓ کا خوں اُن سے چھپایا نہ جائے گا

ہرگز کبھی بھی حضرتِ عثمانؓ کی لاش پر
اب تختِ اقتدار بچھایا نہ جائے گا

ماں جو خطا شعار تھی بیٹے کو کیا ہُوا
یہ اجتہاد پھر سے چلایا نہ جائے گا

کونچیں جمل۔ کی بصرہ میں کاٹی نہ جائینگی
جمل بھی۔ "عائشہؓ" کا گرایا نہ جائے گا

جن ظالموں نے لوٹ لی حرمت رسولؐ کی
قہرِ خدا سے ان کو بچایا نہ جائے گا

پوچھیں گے جب رسولؐ ہی، ہمکیں، بہ چشمِ تر
محشر میں۔ پھر جواب۔ بجھایا نہ جائے گا

بیٹوں کے اس سلوک کا دفتر کھلیگا جب
پھر ماں کا احتجاج دبایا نہ جائے گا

بندش زباں پہ ہو کہ پہرے قلم پہ ہوں
یُوں جوشِ انتقام بجھایا نہ جائے گا

نورِ نگاہِ سیدہ۔ "ہندہ" کا مرتبہ
کوئی بھی ہو کسی سے گھٹایا نہ جائے گا

واجب ہُوا ہے ہم پہ دفاعِ معاویہؓ
دامن معاویہؓ کا۔ چھڑایا نہ جائے گا

ابنِ سبا کی نسل بھی سُن لے یہ داشگاف
نامِ معاویہؓ کو مٹایا نہ جائے گا

کٹتا ہے سر تو کٹ گرے۔ لیکن سبائیو!
پرچمِ معاویہؓ کا گرایا نہ جائے گا

"نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"

بشکریہ
ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، ملتان

قرآنِ حکیم کی

بیان کردہ حقیقتوں کی تصدیق

ریاض ایڈووکیٹ لاہور

" پھر آسمان بنانے کی طرف توجہ کی وُہ اس وقت دھواں سا تھا۔ سو اس نے اُور زمین سے کہا کہ تم دونوں خوشی سے یا چار ونا چار وجود میں آؤ۔ دونوں نے عرض کی کہ ہم دونوں خوشی سے حاضر ہیں۔"

جدید تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے فضا کثیر توانائی والی گاما شعاؤں سے پُر تھی، بعدہٗ نئے تخلیق شدہ ایٹموں سے مرکب گیس پھیلتی گئی۔ درجہ حرارت کم ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ مادہ تخلیق ہُوا۔ (جارج گیمو) بہر حال سائنسدان تخلیقی کائنات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور پہلے جو اس جہاں کے دائمی اور ازلی ہونے اور خالق کی نفی کرنے کا سودا دل میں سمایا تھا، وہ غلط ثابت ہُوا۔ دو مشہور سائنسدان واشٹ ہیڈ اور برٹرینڈ رسل مشترکہ لکھی جانے والی کتاب میں لکھتے ہیں۔

" مذہبی خیالات اور ان کی ترقی کی تاریخ دُنیا میں ہمارے لئے ایک مشعلِ اُمید ہے یہ مکاشفہ صرف عبادات کا داعیہ پیدا کرتا ہے اور عبادت کے معنی جذب کے داعیہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ جو محبت کی متحرک قوت سے پیدا ہوتا ہے اور یہ خُدا کی طاقت کا مظاہرہ ہے۔" آئن سٹائن کا قول ہے کہ " اعلیٰ ترین جذبات جن سے ہم متحرک ہو سکتے ہیں۔ وہ معرفت اور تصوّف کے جذبات ہیں۔ ان ہی میں تمام آرٹ اور سچی سائنس کا بیج پایا جاتا ہے۔" چنانچہ جدید سائنس دانوں نے روحانیت اور مذہب کی ضرورت اور وجود کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے۔

بانیٔ اسلام حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چودہ سو سال پہلے ان تمام عصری ایجادات اور اختراعات کے متعلق واضح اشارے دے دیئے تھے۔ جو آج ہُو بہُو پورے ہو رہے ہیں۔ (یہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں) سورہ تکویر ، ۲۴ ۔ آپؐ مستقبل میں پیش آنیوالے اُمورِ عظیمہ کو کھول کر بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: " اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ان اُمورِ عظیمہ کو نہ دیکھ لو جنہیں کبھی دیکھا نہ ہو، نہ ہی اس کے بارے میں سوچا ہو۔"

اِن اشیاء میں سب نئی نئی ایجادات آگئی ہیں۔ مثلاً ہوائی جہاز، آب دوز کشتیاں، ریڈیو، وائرلیس، ٹیلی ویژن، بجلی اور ایٹمی ہتھیار وغیرہ — آپ کے فرمان میں آیا ہے۔ یتقارب الزمان اور تزوی الارض۔ (طبرانی کبیر) جن کے معنی ہیں۔ زمانے قریب ہونے اور زمین کے سکڑ جانے کے ہیں۔ اور یہ بات تیز رفتار گاڑیوں پر صادق آتی ہے۔ جن میں ہوائی جہاز، ریل اور موٹر گاڑیاں شامل ہیں کہ پاپیادہ اور جانوروں کے ذریعے جو مسافت مہینوں میں طے ہوتی تھی، وُہ اب گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔

ایک حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

" میری اُمّت میں آخر وقت ایسے لوگ ہوں گے جو کجادوں کی طرح زینوں پر سواری کریں گے اور مساجد کے دروازوں پر اُتریں گے۔ ان کی عورتیں پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔ ان عورتوں کے سروں پر کمزور اونٹوں کے کوہان کی مانند کوئی چیز ہوگی انہیں لعنت کرو کیوں کہ یہ سب عورتیں ملعون ہیں۔"

ظاہر ہے کہ موٹر کاروں کو کجادوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور بعض مقامات پر ان موٹروں کے ٹھہرنے کا بتایا ہے مثلاً جمعہ کی نماز کے لئے لوگ کاریں مساجد کے دروازوں پر ٹھہرایا کرتے ہیں۔ اور عورتوں کے متعلق تو یہ دیکھ لیں کہ منی سکرٹ اور باریک عریاں لباس بھی پہنا جا رہا ہے۔ عورتوں کے سروں پر کوہان جیسی چیز " رگ " ہے، اور گول ہیٹ بھی ہوتے ہیں۔ ہوائی جہاز کے متعلق تو زمان و مکان کے سُکڑنے میں اشارہ آگیا ہے۔ تاہم کھُل کر بیان کیا گیا کہ نوجوان آدمی بوڑھوں کو قاصد بنا کر آسمان کے دو کناروں کے درمیان بھیجے گا۔ حتیٰ کہ تاجر آسمان کے کناروں کے درمیان منافع

پائے گا (طبرانی کبیر)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے نوجوان بادشاہوں کی طرف سے بوڑھوں کو بذریعہ ہوائی جہاز سفیر بنا کر بھیجنے کی خبر دی ہے۔ پھر لوگ تجارت کے لئے بین الافقین جاتے ہیں۔

اوران کی تسلی نہیں ہوتی۔ یہی کہتے ہیں کہ منافع نہیں پایا۔ قرآن مجید کی سورہ المرسلات میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ بمبار طیاروں کے ہیں،

ترجمہ یہ ہے؛

"قسم ان کی جو لگاتار چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تباہ و برباد کر دینے والے پھر نشر کرنے والے۔ پھر خوب جدا کرنے والے۔ پھر سنجیدہ بات کرنے کے لئے ملاقات کرنے والے، معذرت کرتے ہوئے انجام سے ڈرتے ہوئے۔ بیشک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ضروری ہونی ہے"

بمبار طیارے سے لگاتار بم چھوڑتے ہیں۔ اور تباہی پھیلا دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وائرلیس سے پیغامات نشر کرتے ہیں۔ اور جنگ سے لوگ جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ پناہ گاہیں تلاش کی جاتی ہیں سورہ الانعام میں (آیت ۶۵) ہے۔ "آپ کہہ دیں کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے" اوپر سے عذاب بمباری سے اور نیچے سے عذاب بارود کی سرنگیں پھٹنے سے آتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ "قیامت سے قبل ایسی بارش ہوگی کہ اس کی وجہ سے سوائے خیموں کے کوئی پکا مکان باقی نہ رہے گا" ہوائی جہازوں، ہیلی کاپٹروں سے اور ایٹم بم کی تباہی کا یہی نقشہ ہے، جو ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ پناہ گزین خیموں میں پناہ لیتے ہیں۔

آلات تشہیر:-

یعنی ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیلی پرنٹر کے متعلق نسائی کی حدیث ہے کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ کمال پھیل جائے گا اور اس کی کثرت ہوگی۔ تجارت بہت عام ہو جائے گی۔ قلم کا ظہور ہوگا۔ اور کوئی شخص بیع کرے گا تو کہے گا کہ ٹھہرو پہلے فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کرلوں" آپ دیکھتے ہیں کہ آج کل بڑے بڑے تاجر کوئی بیع کرتے ہیں تو تار ٹیلیفون وغیرہ ذرائع سے اپنے دوسرے شہروں کے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں علم کو اس طرح پھیلاؤں گا کہ ہر مرد و عورت، آزاد، غلام، بچے، بڑے اس کو حاصل کرلیں گے۔ جب میں ایسا کروں گا تو اپنے حق کی وجہ سے ان کی گرفت کروں گا۔

دیکھ لیجئے ریڈیو، ٹیلی ویژن پر علم کے عام ہونے کی وجہ سے مذاکرات، مباحثات اور مقالات و تقاریر کثرت سے نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں قرب قیامت میں ناچ اور گانے کے عام ہو جانے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ بھی آلاتِ تشہیر کی نشاندہی کرتی ہے۔

ٹیپ ریکارڈر و تصاویر:-

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسان سے بات نہ کرلیں اور آدمی کے کوڑے کا پھندا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا۔ اور گھر میں جو آدمی کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کی خبر دے گا" اس سے ٹیپ ریکارڈ مراد ہے۔ جو جیب میں سما سکتی ہے اور جو ہر بات کو ریکارڈ بند کر لیتی ہے۔ جس کی بات ٹیپ ہو رہی ہو بسا اوقات اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ دوسروں کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگائی جاتی ہے۔ بولتی ہوئی فلم کی تصویریں کام کر رہی ہیں۔ باقی اللہ و رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مزید کوئی ایجاد آنے والی ہو، سرکسوں میں درندے انسان کے ساتھ میل جول رکھتے دکھائے جاتے ہیں اور انسانی حکموں کو سن کر عمل کرتے ہیں۔ جاسوس کتے بھی انسان کے جرائم کا سراغ لگاتے ہیں۔

(مضمون کے تمام مندرجات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں !)

حضرت معاویہ رضؓ اور الزامِ بغاوت

قاضی محمد طاہر الہاشمی پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

کاتب وحی، خال المسلمین، مدبر اسلام، خلیفہ سادس راشد امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ، اکابر صحابہؓ کی صف میں ایک ممتاز مقام کے حامل اور دنیائے اسلام کی ان چند مقتدر، باعظمت اور بلند پایہ شخصیتوں میں سے ہیں جن کے احسانات وخدمات سے امتِ مسلمہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ اظہارِ اسلام کے بعد جہاد فی سبیل اللہ میں انتھک کوشش، لسانِ نبوت ﷺ سے خوشنودی الٰہی اور حصول جنت کی عظیم تر بشارات، حضرات خلفاء راشدین رضؓ کے عہد سعید میں اپنی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیت سے اشاعتِ اسلام اور تسخیر وفتوحات میں نمایاں کردار، ختم نبوت کے اوّلین باغی مسیلمہ کذاب کا قتل، تاریخِ اسلام میں سب سے پہلے بحری بیڑے کی تیاری، عالمِ اسلام کی سرحدوں کی حفاظت، بیس برس کے لگ بھگ شام جیسے اہم اور حساس صوبے کی بحیثیت گورنر خدمات اور تقریباً اتنی ہی مدت تک حجاز مقدس سے افریقہ اور بحر روم سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے متفق علیہ اور ہر دلعزیز خلیفہ راشد حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو بے شمار شرف حاصل ہیں۔ جن کے لئے رسول برحق ﷺ نے ھادی ومہدی ہونے کی دعا فرمائی جنہیں وحی ربانی سے آپ ﷺ نے خلافت کی نوید اور جنت ومغفرت کی بشارت سنائی۔

حضرت معاویہ رضؓ دنیائے اسلام کی وہ مظلوم شخصیت ہیں جن کی تمام خوبیوں، ذاتی محاسن وکمالات اوران کی بے مثال ہمت وجرأت کو داستان ظالمیت بنادیا گیا۔ جن کے عظیم کارناموں کو فراموش کر دیاگیا۔ جن کے قابلِ احترام رشتوں کا کوئی احترام نہیں کیاگیا، جن کو قطعی جنتی ہونے کے باوجود ظالم، فاسق، باغی طاغی اور حتیٰ کہ کافر گردانا گیا۔ جن کے فضائل ومناقب کو زبان پر لانا بھی گناہ عظیم تصور کیا گیا۔ جن پر لعن طعن کو عبادت قرار دیا گیا۔ جن کی فرضی داستان ظلم کی تکرار کو زندگی کا بے ضرورت مشن بنا لیا گیا۔ جن پر "چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا" جیسی توہین آمیز پھبتی کسی گئی اور جن کا دفاع کرنے والوں کو "حضرت معاویہؓ کے نادان حامی اور غالی گروہ" سے تعبیر کیا گیا۔

دراصل اصحاب پیغمبر ﷺ کے خلاف باقاعدہ اور منظم تحریک کا بانی عبداللہ بن سبا تھا ملتِ اسلامیہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دورِ عثمانی میں یہودیت کی ایک نئی شکل سبائیت کے عظیم فتنہ سے دوچار ہوئی۔ سبائی لابی کے ایجنٹ انتہائی پراسرار اور منظم منصوبہ کے تحت تاریخ کے من گھڑت مواد کی آڑ میں ہر دور میں حضرات صحابہؓ کی مسلسل تحریراً و تقریراً کردار کشی کرتے رہے۔

چونکہ سبائیت کی بنیاد ہی اسلام اور صحابہ کرامؓ سے عداوت پر رکھی گئی تھی لہٰذا انکا واحد مقصد مسلمانوں کی قوت وطاقت کو منتشر کرنا تھا۔ انہیں حضرت علیؓ کے ساتھ خود غرضانہ اور نمائشی ہمدردی تھی جبکہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ انکی عداوت ودشمنی میں مخصوص حالات کی وجہ سے بہت اضافہ ہوگیا تھا۔ ہر صاحب علم اس اعتراف پر مجبور ہے کہ عمال عثمانؓ میں کامیاب ترین گورنر حضرت معاویہؓ تھے وہ سبائیت کی اس سازش سے بخوبی آگاہ تھے اور انہوں نے اپنے زیر ولایت علاقہ میں اس کے قدم کسی طرح نہ جمنے دیئے۔ ابن سبا اور اشتر نخعی جیسے مکار اور عیار لیڈروں کو شام سے ناکام نامراد اور ذلیل و رسوا ہوکر واپس لوٹنا پڑا۔ شام سبائیوں کی زد میں اسلئے تھا کہ اسکی سرحد رومی سلطنت سے ملی ہوئی تھی اور یہ لوگ وہاں بیٹھ کر عیسائی سلطنت کے ساتھ سازباز کرکے تخریبی سرگرمیاں آسانی کے ساتھ جاری رکھ سکتے تھے لیکن جب یہ مفسد اور باغی پارٹی حضرت معاویہؓ کی عظیم شخصیت کی طرف

دیکھتی تھی تو ان کے ناپاک ارمانوں پر اوس پڑ جاتی تھی کیونکہ وہ ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ بعد کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

گذشتہ دور میں صحابہؓ دشمنی پر مبنی انتہائی دل آزار لٹریچر میں بہت اضافہ ہوا "خلافت وملوکیت" "استخلاف یزید" "تاریخ نواصب" "الاجابۃ الکافیۃ فی رد دفاع معاویہؓ" اور خصوصاً "سیاست معاویہؓ" میں تو سابقہ جملہ ریکارڈ توڑ دیئے گئے۔ دشمنانِ حضرت معاویہؓ نے ان پر جن الزامات واعتراضات کی فہرست پیش کی ہے ان میں سرفہرست بغاوت کا الزام ہے۔ زیر بحث مضمون میں اسی بنیادی الزام کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

بَغیٌ:۔ لغت میں درمیانہ روی کی حد سے بڑھ جانے کی خواہش کو کہتے ہیں (خواہ حد سے تجاوز کر سکے یا نہ کر سکے) نیز بہت زیادہ بارش کو کہتے ہیں جو حد سے بڑھ جائے۔ بغت السماء۔ بادل اپنی حد سے بڑھ گیا۔ بہت زیادہ برسا۔ یہ اس لفظ کے بنیادی معنی ہیں۔ ابنِ فارس نے کہا ہے کہ بغی کے معنی کسی شیٔ کے طلب کرنے کے ہیں اور اَلبَاغِیُ۔ طلب کرنے والے کے ہیں۔ بغیٰ علیہ۔ کسی پر زیادتی کرنا، ظلم کرنا، دست درازی کرنا اور حسد کرنا۔ ابتغاء۔ کسی چیز کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ کوشش کرنا۔ اگر اچھی چیز کی طلب ہو تو یہ کوشش بھی محمود ہو جاتی ہے ورنہ مذموم جیسا کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے "یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر" کہ اے خیر (اور نیکی) کے طلبگار آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے باز آجا

(الترمذی)

بغاوت کی تعریف میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

مالکیہ کے نزدیک بغاوت قائم بالامر امام کی جائز باتوں کی طاقت کے بل بوتے پر نافرمانی کے ہیں۔

(التشریع الجنائی صـ ۶۷۳/۲)

شوافع کہتے ہیں کہ بغاوت مسلمانوں کا حاکم برحق کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے، ترکِ انقیاد اور اظہار قوت کا نام ہے خواہ باغی کسی قسم کی توجیہ یا تاویل کریں

(حوالہ مذکور)

حنابلہ کے نزدیک۔ امام خواہ غیر عادل ہی کیوں نہ ہو پھر بھی طاقت کے بل بوتے پر اس کی اطاعت سے خروج بغاوت ہے۔ (التشریع الجنائی صـ ۶۷۴/۲)

احناف کے نزدیک بغاوت امام برحق کی اطاعت سے ناحق خروج کرنے کو کہتے ہیں۔ (شرح فتح القدیر صـ ۴۸/۴)

بہر حال فقہ کی اصطلاح میں بغاوت کسی تاویل کی بناء پر ایک طاقتور جماعت کا خلیفہ کے خلاف خروج (یعنی ایسی مسلح اور جارحانہ مخالفت) کا نام ہے جس کا مقصد خلیفہ کو اس کے منصب سے معزول کرنا ہو۔

امام نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن میں سورۃ الحجرات آیت "وان طائفتان" کے تحت فرماتے ہیں کہ "اعلم ان الباغیۃ فی اصطلاح الفقہاء فرقۃ خالفت الامام بتاویل باطل"۔

واضح رہے کہ فقہاء کی اصطلاح میں باغیوں سے مراد ایسا گروہ ہے جو امام کی مخالفت باطل تاویل کی بناء پر کرے مگر اس کا بطلان ظنی ہو قطعی نہ ہو۔

بغاوت کی حقیقت یہ ہے کہ رعیت کی طرف سے تشدد کے ذریعے مملکت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جائے۔ سربراہ مملکت سے کسی معاملے میں اختلاف رائے یا کسی جزوی معاملے میں اس کی اطاعت سے انکار یا آئینی ذرائع سے حکومت کو تبدیل کرنے کا مطالبہ یا اس کی کوشش کا نام بغاوت نہیں ہے۔ صرف آئین اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی آئین میں بھی ان امور کو بغاوت میں شمار نہیں کیا جاتا۔

ارکانِ بغاوت:۔

ارکانِ بغاوت تین ہیں۔

۱۔ حاکم کے خلاف خروج کرنا۔

۲۔ خروج میں طاقت کا استعمال

۳۔ بدنیتی۔

(التشریع الجنائی صـ ۶۷۴/۲)

باغیوں کی اقسام:۔

امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک باغیوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک تو وہ باغی جن کے پاس اپنی بغاوت کیلئے کوئی توجیہ نہ ہو خواہ وہ صاحبِ شوکت ہوں یا نہ ہوں۔

۲۔ دوسرے وہ باغی جن کے پاس ان کی بغاوت کیلئے توجیہ تو ہو لیکن وہ صاحب شوکت وقوت نہ ہوں۔

۳۔ تیسرے وہ باغی جن کے پاس توجیہ بھی ہو اور طاقت وشوکت بھی جیسے کہ

خوارج اور وہ لوگ جو خوارج جیسے عقائد رکھتے ہوں جو مسلمانوں کے خون کو حلال سمجھتے ہوں ان کے مال کو لوٹنا جائز تصور کرتے ہوں، ان کی عورتوں کو باندیاں بناتے ہوں اور بعض صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہوں۔

۴۔ چوتھے وہ باغی جن کے پاس ان کی بغاوت کیلئے توجیہ ہو اور صاحب شوکت بھی ہوں لیکن ان کے عقائد خوارج کی طرح نہ ہوں۔ (المغنی ص ۴۸/۱۰)

توجیہ سے مراد یہ ہے کہ باغی اپنی بغاوت کا کوئی سبب بتلائیں اور اس پر دلائل قائم کریں اس وقت یہ دیکھنا ہوگا کہ ان کا بیان کردہ سبب بغاوت صحیح ہے یا فاسد۔ اگر صحیح ہو تو اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اگر فاسد ہو تو پہلے مذاکرات کے ذریعے ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے باوجود اگر وہ نہ مانیں اور مسلح مزاحمت کا راستہ اختیار کریں تو پھر ان کی تادیب کے لئے ان سے قتال کیا جائیگا

بغاوت کی مندرجہ بالا تعریف مع ارکان بغاوت اور اقسام بغاوت کے اعتبار سے حضرت معاویہؓ کا طرز عمل قانون شریعت کی نگاہ میں قطعاً بغاوت نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے خلیفہ وقت کے خلاف تلوار اٹھائی بالکل غلط ہے۔ انہوں نے صرف دفاع کیا تھا۔ اگر ابتدا حضرت معاویہؓ کی طرف سے ہوئی ہوتی اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرنے یا خود خلیفہ ہونے کا دعویٰ کرتے یا ان کی بیان کردہ توجیہ فاسد ہوتی یا ان کا مطالبہ قصاص خون عثمانؓ غلط ہوتا تو ان پر بغاوت کا اطلاق درست ہوتا۔ مگر ان پر تو ان میں سے کوئی بات بھی ثابت نہیں پھر ان پر یہ الزام لگانا سراسر ظلم اور افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟

جن حضرات نے ان پر بغاوت کا اطلاق کیا ہے انہوں نے عدم اطاعت و بیعت، خلیفہ کے ساتھ جنگ اور حدیث عمارؓ بن یاسر میں "الفئۃ الباغیۃ" کے الفاظ سے غلط استدلال کرتے ہوئے کیا ہے۔

جہاں تک عدم اطاعت کا تعلق ہے تو حضرت معاویہؓ نے خلیفہ کی اطاعت سے نہیں بلکہ دیگر صحابہؓ کی طرح خلافت کی آئینی حیثیت سے انکار کیا ہے وہ حضرت علیؓ کی خلافت کو آئینی طور پر صحیح نہ سمجھتے تھے ان کو خلیفہ بنانے میں بھی زیادہ تر دخل باغیوں کا تھا۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت سب سے پہلے باغیوں کے سردار اور مفسدین کے سرغنے اشتر نخعی نے کی جس نے حضرت عثمانؓ سے صاف کہہ دیا تھا "خلافت چھوڑ دو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے"

یہی وہ شخص تھا جو حضرت طلحہؓ کو پکڑ کر سیدنا علیؓ کی خدمت میں بیعت کیلئے لے گیا تھا اور انہیں یہ دھمکی دی تھی کہ اگر بیعت نہ کروگے تو ایک وار میں پیشانی کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو حضرت علیؓ کی بیعت کیلئے پکڑ کر لایا گیا انہوں نے انکار کر دیا، حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی مجبور کیا گیا انہوں نے مہلت مانگی اشتر نخعی بولا "ضامن لاؤ ورنہ تلوار سے سر قلم کر دوں گا"

یہی شخص سیدنا علیؓ کا مشیر خاص بنا ہوا تھا۔ یہ شخص حضرت معاویہؓ کا سخت ترین مخالف تھا اور چاہتا تھا کہ سب سے پہلے انہیں شام کی گورنری سے برطرف کیا جائے۔ اس کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ وہ کوفہ کی سبائی پارٹی کا لیڈر تھا، حضرت عثمانؓ اور ان کے عاملوں کے خلاف فتنہ پھیلاتا تھا جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے اسے اور اسکی پارٹی کے دس افراد کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیج دیا، جہاں حضرت معاویہؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ وہ مسلمانوں کی یکجہتی میں خلل انداز نہ ہوں لیکن وہ اپنے کرتوت پر اڑے رہے پھر حضرت معاویہؓ نے انہیں خلیفہ کی منظوری سے امیر جزیرہ کے پاس بھیج دیا۔ امیر جزیرہ نے انہیں سخت تادیبی سزائیں دیں بعد میں "تقیہ" کر کے جان چھڑائی اشتر نخعی نے عثمانیؓ دور میں بہت بلوے کئے تھے وہ ڈرتا تھا کہ حضرت معاویہؓ جو بہت عرصہ سے شام کے گورنر ہیں اور بہت طاقتور ہیں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اسی لئے انہیں شام کی گورنری سے سب سے پہلے ہٹا دینا چاہتا تھا۔ جبکہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کو اس رائے پر عمل نہ کرنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت علیؓ

Scanned with CamScanner

نے تمام عمال عثمانی رضؓ کو معزول کر دیا۔ ان حالات میں حضرت معاویہؓ سمجھتے تھے کہ صحیح طور پر خلیفہ بننے والا شخص ایسا فیصلہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے قصاص عثمانؓ کو ترجیح دینی چاہیئے تھی۔ اسلئے اس فیصلہ میں ضرور انہی باغیوں کا ہاتھ ہے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے۔ اور اس حکم کی تعمیل، باغیوں کی اطاعت قبول کرنا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت معاویہؓ کو معزول کرانے کے لئے باغیوں نے ہی حضرت علیؓ پر زور ڈالا تھا۔

(البدایہ ص ۲۱/۸)

اس کے بعد اشتر نخعی حضرت معاویہؓ کے خلاف لشکر کشی میں پیش پیش نظر آتا ہے بلکہ ترقی کرتے ہوئے فوج کا کمانڈر مقرر ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے صفین میں جنگ بندی قبول کر لی۔ لیکن اشتر نخعی نے اس حکم کی مخالفت کرتے ہوئے زور شور سے حملہ کر دیا لیکن باقی فوج کے دباؤ سے مجبوراً میدان جنگ سے واپس ہوا۔ جب حَکَم کی تقرری کے لئے اس کا نام پیش ہوا تو اشعث بن قیس نے برافروختہ ہو کر کہا "جنگ کی آگ اشتر ہی نے بھڑکائی ہے"۔ بعد میں حضرت علیؓ نے اسے موصل کے علاقہ پر عامل مقرر کیا تو اس نے اپنے قیام کے دوران شامی فوج سے مستقل چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔

ان حقائق و تصریحات کی روشنی میں ایک سلیم العقل انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اشتر نخعی جیسے معتمد علیہ، مرکزی اور کلیدی حیثیت کی حامل شخصیت اور اس کے ساتھیوں سے حضرت عثمانؓ کے قتل ناحق کا قصاص لینا بہت مشکل ہے۔ سطور بالا میں اشتر نخعی کا مختصر تعارف پیش کیا گیا۔

لیکن ایک منکر اسلام جن کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ انہوں نے تاریخ اسلام کی اس متفقہ مفسد شخصیت کو اپنی کتاب میں انتہائی عزت و احترام سے پیش کیا ہے۔

سید ابو الحسن علی ندوی نے "المرتضیٰ" کے نام سے حضرت علیؓ کی سیرت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی جو مجلس نشریات اسلام کراچی نے شائع کی نمونے کے طور پر اس میں اشتر نخعی مفسد کا احترام ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ص ۲۵۲ سطر ۷ "اور اشتر نخعی رضؓ کو سپہ سالار مقرر کر کے بھیجا۔"

۲۔ ص ۲۵۳ سطر ۲ "جب اشتر نخعیؓ فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے وہاں پہنچ گئے۔"

۳۔ ص ۲۵۴ سطر ۱۹ "اور اشتر نخعیؓ نے بڑی بہادری سے حملہ کیا۔"

۴۔ ص ۲۵۶ سطر ۶ "اشتر نخعی رضؓ نے ان کو نصیحت کی اور ان سے بحث کی۔"

۵۔ ص ۲۶۱ سطر ۱۸ "یا ان کی نیابت ان کے مخلص و وفادار ساتھی اشتر نخعی رضؓ کرتے۔"

یہاں ہر جگہ اشتر نخعی کے نام پر "رضؓ" کی علامت لگا کر صحابیت کے درجہ پر فائز کر دیا گیا۔

جب چودہ سو سال بعد بھی اس ملعون کا اتنا رعب ہے تو چودہ سو سال قبل کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں (یہ ملحوظ رہے کہ اس کے رعب سے صرف سبائی ہی متاثر ہوتے ہیں) ایسے شخص کے نام پر "رضؓ" لکھنا کاتب کی غلطی ہو سکتی ہے لیکن الفاظ کی بناوٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مصنف موصوف بھی ..... اشتر نخعی کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر حضرت معاویہؓ کا خدشہ صحیح تھا کہ خلافت کی پالیسی پر سبائی اثر انداز ہیں۔ اسلئے انہوں نے اپنی بیعت کو قصاص کے ساتھ مشروط کر دیا۔ نیز تعمیل حکم کی آئینی پابندی تو اس وقت عائد ہوتی ہے جب حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کی خلافت کو تسلیم کر چکے ہوتے حالانکہ انہوں نے تو ان کی بیعت ہی نہیں کی تھی۔

بہر حال بیعت سے انکار کسی طرح بھی بغاوت کے ہم معنی نہیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ حضرت علیؓ نے بھی چھ ماہ تک بیعت میں تاخیر کی (صحیح بخاری)

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر جلیل القدر اور باثر صحابہؓ و تابعین نے بیعت نہیں کی۔ مہاجرین میں سے سعد بن ابی وقاصؓ، عبد اللہ بن عمرؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور انصار میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ، مسلمہ بن مخلدؓ، ابو سعید خدریؓ، محمد بن مسلمہؓ، نعمان بن بشیرؓ، زید بن ثابتؓ، رافع بن خدیجؓ، فضالہ بن عبیدؓ اور کعب بن عجرہؓ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے صحابہؓ نے بیعت نہیں کی "اہل خربتا" (جو دس ہزار

افراد پر مشتمل تھے) کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ ان کے اور حضرت علیؓ کے درمیان استمرار حال کا معاہدہ ہو گیا تھا جو ایک عرصہ تک قائم رہا، اسی نوعیت کا معاہدہ حضرت علیؓ اور بہت سے غیر جانبدار صحابہؓ کے درمیان بھی ہوا تھا۔ ان اکابر صحابہؓ نے بیعت سے انکار فرما دیا۔ ان کا بیعت اور جنگ میں شرکت و نصرت سے انکار کسی کے نزدیک بھی بغاوت نہیں۔ کیونکہ عدم اطاعت اور حکومت کا حکم ماننے سے انکار کر دینا ہمیشہ بغاوت کے مترادف نہیں ہوتا، مطلق اطاعت اور خروج کو بھی بغاوت نہیں کہتے بلکہ اطاعتِ واجبہ سے خروج کو بغاوت کہتے ہیں جبکہ دوسری شرائط بھی موجود ہوں۔ اور پیش آمدہ صورت جس میں ایک گمراہ اور باغی جماعت (جس کے ہاتھ خونِ عثمانؓ سے رنگین ہیں) نظامِ خلافت میں شریک ہو، حکومت کے نظم و نسق اور اس کی پالیسی پر حاوی ہو یا حاوی تو نہ ہو مگر اسے مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہو جائے اور حضرت علیؓ بھی اس فرقہ باطلہ ضالہ کے واجب التعزیر ہونے پر دیگر مسلمانوں کے ساتھ متفق ہوں لیکن کسی مصلحت کے تحت ان کے خلاف ہتھیار اٹھانے یا انہیں حکومت سے بے دخل کرنے کیلئے کسی قسم کے تشدد کے مخالف ہوں اگر ایسی صورت میں مسلمانوں کی ایک جماعت خلیفہ کی رائے اور اس کی پالیسی سے اختلاف کرے تو اس پر کوئی نقض وارد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا مقصد قاتلین عثمانؓ سے ہر قیمت پر قصاص لینا تھا۔ لہٰذا حضرت معاویہؓ کے اقدام پر بغاوت کی تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ ان کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے بلکہ ایک دوسری جماعت کے خلاف اٹھائے ہیں جو خود حکومت کی مخالف ہے۔ در حقیقت ان کا اقدام بالواسطہ مملکت کی مصلحت اور خلیفہ کی موافقت اور تقویت کے لئے ہے اسے بغاوت کہنا نور کو ظلمت کہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اذن للذین یقاتلون بانّھم ظلموا .... جن سے جنگ کی جاتی ہے انہیں جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی جماعت کو اگر ان پر ناجائز طور پر ناحق حملہ کیا جائے تو مدافعت میں جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ کفار کے متعلق ہے مگر اذن جنگ کی علت کفر نہیں بتائی گئی ہے بلکہ ظلم اور زیادتی بتائی گئی ہے جس کا مآل یہ ہے کہ مسلمانوں پر جہاں بھی اور جو بھی ظلماً زیادتی کرے وہاں مسلمانوں کو مدافعت میں جنگ کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ مسلمانوں کی اس جماعت میں مدافعت کی قوت ہو اور کسی بڑے فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

نزاعی مسئلہ

حضرت معاویہؓ اور سیدنا علیؓ کے درمیان نزاعی مسئلہ صرف یہی تھا کہ امت کے متفق علیہ خلیفہ کو جن لوگوں نے ظلماً اور بغیر کسی حجت کے شہید کیا ہے وہ سب لوگ احکام الٰہی کے مطابق واجب القتل ہیں اور جب تک ان کو انہیں قتل نہ کر دیا جائے اس وقت تک احکام شرعیہ کی بجا آوری کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ ہر صوبے سے بیک وقت یہ آواز اٹھی کہ قاتلین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے حضرت علیؓ بھی ان کے اس موقف کے ساتھ متفق تھے اختلاف صرف تاخیر و تعجیل کا تھا۔ اس تنازعہ سے بعد ازاں خلافت کا یہ ذیلی مسئلہ بھی پیدا ہوا کہ سیدنا علیؓ کی خلافت میں چونکہ مفسدین اور قاتلین عثمانؓ اس خلافت پر حاوی اور مسلط بھی ہیں لہٰذا اس انتخاب کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور یہی فیصلہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے نہایت غور و خوض اور مہینوں اکابر صحابہؓ سے مشورہ کے بعد کیا تھا نیز یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ غیر جانبدار صحابہؓ نے بیعت اور شرکت جنگ سے کیوں انکار فرمایا تھا؟ اس کے سوا اس کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی کہ وہ اس ہنگامی انتخاب کو جائز اور صحیح سمجھنے کے باوجود اسے مستقل نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے شرف و فضل کے قائل اور انہیں سب سے زیادہ حقدار خلافت سمجھنے کے باوجود ان کی اطاعت سے اس لئے محترز رہے کہ جب حضرت عثمانؓ

کے قتل میں حضرت علیؓ ملوث نہیں ہیں پھر ان کے اردگرد قاتلین عثمانؓ نے گھیرا کیوں ڈال رکھا ہے؟ نیز انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ خلیفہ وقت ایک طرف اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں اور دوسری طرف مطالبہ قصاص کرنے والوں سے برسرپیکار بھی ہیں انہی شکوک و شبہات کی وجہ سے حضرت معاویہؓ کی طرح حجاز، کوفہ، بصرہ اور مصر کے ہزاروں افراد نے بھی بیعت سے انکار کر کے خون عثمانؓ کا مطالبہ کیا۔

حضرت معاویہؓ کا اس سے زیادہ کوئی مطالبہ نہ تھا کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیا جائے جس کے لینے کا خود سیدنا علیؓ نے نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ میں آپؐ کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر مکہ سے باہر ایک درخت کے نیچے بیعت رضوان کے وقت پیمانِ وفا باندھا تھا۔ یہ بیعت سیدنا عثمانؓ کے قیمتی خون کا بدلہ لینے کیلئے لی جا رہی تھی۔ کیا کسی دور میں کسی انسان کا خون اتنا قیمتی تصور کیا گیا ہے جس کا بدلہ لینے کے لئے سید کونینؐ نے ان ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار کو داؤ پر لگا دیا ہو جن سے بہتر گروہ نہ پہلے پیدا ہوا اور نہ بعد میں۔ یہ ادا ہے بیعت اللہ تعالیٰ کو ایسی بھائی کہ اس کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قرآن کے سینے میں محفوظ کر دیا۔ یہ ایک واضح حکم تھا کہ جناب عثمانؓ کا خون اتنا ارزاں نہیں کہ جب وہ بہے تو لوگ خاموش بیٹھے رہیں کیونکہ حضرت عثمانؓ کا قتل نہ صرف ایک مسلمان کا، ایک صحابی کا بلکہ صحابہ کرام کے سربراہ اور خلیفہ کا قتل ہے، بغیر کسی وجہ کے قتل ہے۔

مرکز اسلام مدینہ منورہ میں، روضۂ رسولؐ کے سایہ میں قتل ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ایک روزہ دار کا قتل ہے اس سانحہ فاجعہ سے نہ صرف حضرت عثمانؓ کی ذاتی بے حرمتی ہوئی بلکہ ایک امام کی بے حرمتی، اسلام کی بے حرمتی، حرم نبویؐ کی بے حرمتی، شہر حرام (ذوالحجہ) کی بے حرمتی اور خلافت کی بے حرمتی ہوئی جس کا سارا دبدبہ و جلال خاک میں ملا دیا گیا۔ ان وجوہات سے خون عثمانؓ کے قصاص کی اہمیت کس قدر زیادہ ہو جاتی ہے حضرت علیؓ بھی طالبین قصاص کے اس موقف کو اصولی طور پر درست سمجھتے تھے جب حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ نے ان سے قصاص کا مطالبہ کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "بھائیو جو کچھ آپ جانتے ہیں اس سے میں بھی بے خبر نہیں ہوں مگر ان لوگوں کو کیسے پکڑوں جو اس وقت ہم پر قابو یافتہ ہیں نہ کہ ہم ان پر.... خدا کی قسم میں بھی وہی خیال رکھتا ہوں جو آپ کا ہے ذرا حالات سکون پر آ جانے دیجئے تاکہ لوگوں کے حواس برجا ہو جائیں، خیالات کی پراگندگی دور ہو اور حقوق حاصل کرنا ممکن ہو جائے"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۲۵-۱۲۷)

جناب مودودی صاحب کی پیش کردہ اس روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طالبین قصاص نے اوّلاً باقاعدہ طور پر مدینہ منورہ ہی میں عدالتی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے بھی اس مطالبے کی تصویب کی یہ نہیں فرمایا کہ اس کا حق تو مقتول کے شرعی وارثوں کو پہنچتا ہے نہ کہ آپ کو اس کے بعد چار ماہ تک مدعیان قصاص حالات کا جائزہ لیتے رہے لیکن جب اس میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی تو حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ مکہ روانہ ہو گئے۔

باشندگان مدینہ میں سے ایک جم غفیر بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا،

"تبعھم خلق کثیر وجم غفیر"

البدایہ ص ۲۳۷

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کی زیر قیادت تیس ہزار پر مشتمل اکابر صحابہؓ و تابعینؒ کی فوج شام کے لوگ نہ تھے بلکہ مدینے، مکے اور بصرے وغیرہ کے ہی تمام افراد تھے، حضرت عائشہؓ کے سامنے بیعت رضوان کا وہ واضح اشارہ موجود تھا لہٰذا آپ سے یہ لاپرواہی نہ دیکھی گئی اور خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں یہ وہ فرض کفایہ تھا کہ اگر آپ ادا نہ فرمائیں تو پوری امت گناہگار ہوتی۔ جس فرض کی ادائیگی سے خلافت نے اور بڑے بڑے جیالوں نے کھلم کھلا اپنی بے بسی اور عجز کا اعتراف کیا ہو۔ وہ فرض ادا کرنے میں ایک ہودج نشین خاتون خانہ صنف لطیف صدیقہ کائنات سبھوں پر سبقت لے گئی۔

حضرت معاویہؓ بھی خلافت و حکومت کے مدعی ہرگز نہ تھے اور نہ ہی انہیں

سیدنا علیؓ کی بیعت سے کسی قسم کا انحراف تھا وہ صرف قصاص خونِ عثمانؓ کا مطالبہ کرتے تھے۔ یہ اس خونِ عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ تھا جس کے لئے پندرہ سو قدسی صحابہؓ نے نبی اکرمؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی جس کی تائیدربِ کائنات نے فرمائی تھی۔ اور حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا قرآن کریم کی آیتِ کریمہ "کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ" کی نص صریح کے مطابق بھی فرض تھا لیکن معلوم نہیں کہ سیدنا عثمانؓ کا یہ دردناک قتل قصاص سے کیوں محروم رہ گیا اور حضرت علیؓ جیسے خلیفہ راشد قصاص لینے میں کیوں ناکام رہے۔ وہی سیدنا علیؓ جو بارہ سال گذر جانے، مقتول کے بیٹے کے خون کو معاف کر دینے، خلیفہ راشد کے اپنی جیب خاص سے دیت ادا کر دینے کے باوجود عبید اللہ بن عمرؓ سے ہرمزان کے قتل کا قصاص لینے میں اس قدر مستعدی دکھاتے ہیں کہ خلیفہ ہوتے ہی ان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیتے ہیں۔ وہ حضرت علیؓ جو بصرہ میں اپنی جماعت کے چند افراد کے قتل کے قصاص کیلئے اصحابِ جمل کے متعلق نہایت غیظ و غضب سے ارشاد فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر وہ مسلمانوں میں سے ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں۔ وہ حضرت علیؓ جنہوں نے اپنے عامل نہروان اور اپنے سفیر کے قتل کے قصاص میں، چار ہزار کی جمعیت میں سے ۲۹۹۱ خوارج کو قتل کروڈالا باقی نو افراد نے بھاگ کر جان بچائی۔ لیکن معلوم نہیں کہ ان کی تدبیر قصاص عثمان کے سلسلے میں کیوں ناکام ہوئی۔ یہ انتہائی قابل توجہ بات ہے کہ قاتلین کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ قاتلین جانے پہچانے تھے، بارہا شہادت عثمانؓ سے پہلے بھی حضرت علیؓ سے مل چکے تھے۔ مدینہ کی گلیوں میں دندناتے پھرتے تھے، ایک عرصہ تک محاصرہ کئے رہے۔

حضرت عثمانؓ کو معطل کر کے خود اقتدار سنبھال لیا تھا، مسجد نبویؐ میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ سینکڑوں حضرات ان کی حرکات کا مشاہدہ کرتے رہے، بارہا انہوں نے سیدنا علیؓ، جلیل القدر صحابہؓ اور حضرت معاویہؓ کے سفیروں کی موجودگی میں اپنے جرم کا اعتراف کیا۔ ان کے اقبال جرم کے جواب میں خلیفہ وقت صرف یہ ارشاد فرماتے ہیں "تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ قاتلوں پر میرا کہاں تک اختیار ہے؟"

یقیناً سیدنا علیؓ اس اہم فرض سے غافل نہ تھے لیکن ان کی تدبیروں کو ان کے ساتھ سائے کی طرح رہنے والے قاتلوں نے ناکام بنا دیا تھا۔ جنگ جمل سے قبل فریقین میں معاہدہ طے ہو گیا تھا اور اسی معاہدے کے مطابق سیدنا علیؓ نے قاتلین کو اپنے لشکر سے الگ ہو جانے کا حکم بھی دیا تھا لیکن اس کے جواب میں انہوں نے اپنا کردار پھر دہرایا اور جنگ کی آگ بھڑکا دی اور ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہوئی۔ اس طرح یہ قاتل سیدنا علیؓ کے مخلص اور وفادار ساتھیوں میں شامل ہو گئے اور اتنا تقرب حاصل کیا کہ بڑے بڑے عہدوں سے نوازے گئے۔ حالانکہ یہ لوگ ہر ملکی، قومی اور شرعی قانون کے مطابق گردن زدنی تھے لیکن انہیں قتل کرنے کے بجائے انہیں بڑے بڑے مناصب سے نوازنا ایک ایسا معمہ ہے جو اب تک حل نہیں ہو سکا اور شاید کبھی بھی حل نہ ہو سکے۔

جناب مودودی صاحب بھی اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ "حضرت علیؓ نے اس پورے فتنے کے زمانے میں جس طرح کام کیا وہ ٹھیک ٹھیک ایک خلیفہ راشد کے شایانِ شان تھا البتہ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کی مدافعت میں مشکل ہی سے کوئی بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ جنگ جمل کے بعد انہوں نے قاتلین عثمانؓ کے بارے میں اپنا رویہ بدل دیا .... لیکن اس کے بعد بتدریج وہ لوگ ان کے دربار میں تقرب حاصل کرتے گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے حتیٰ کہ انہوں نے مالک بن حارث الاشتر اور محمد بن ابی بکرؓ کو گورنری کے عہدے تک دے دیئے در آنحالیکہ قتل عثمانؓ میں ان دونوں کا جو حصہ تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت علیؓ کے پورے زمانہ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے" خلافت و ملوکیت ص ۱۳۶۔ پھر

اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "مگر صرف ایک مالک الاشتر اور محمد بن ابی بکرؓ کو گورنری کا عہدہ دینے کا فعل ایسا تھا جس کو کسی تاویل سے بھی حق بجانب قرار دینے کی گنجائش مجھے نہ مل سکی اسی بناء پر میں نے اس کی مدافعت سے اپنی معذوری ظاہر کر دی۔" ص ۳۴۸

حضرت علیؓ کے اس طرزِ عمل سے جناب مودودی صاحب بھی مطمئن نہیں تو طالبین قصاص جن کی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ ہو رہا تھا وہ کیوں کر مطمئن ہو سکتے تھے۔

لہٰذا اس بناء پر حضرت معاویہؓ اور اصحاب جمل و صفین کو باغی کہنا کہ انہوں نے قصاص کا مطالبہ کیوں کیا اور (دفاعی) جنگ کیوں کی غلط، لغو اور بے بنیاد ہے۔

شہادت عمار بن یاسرؓ

بعض حضرات کو حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت معاویہؓ باغی تھے کیونکہ آپؐ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اس مضمون میں مذکورہ حدیث کی تفصیل پیش کرنا مقصود نہیں ہے۔ ایک سرسری جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

جنگ صفین کے موقع پر صحابہ کرامؓ تین گروہوں میں تقسیم تھے۔

۱۔ ایک گروہ حضرت علیؓ کے حمایت میں حصہ لے رہا تھا۔

۲۔ صحابہؓ کا ایک گروہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھا۔

۳۔ صحابہؓ کا ایک گروہ غیر جانبدار تھا۔

اگر حدیث عمار کے تحت حضرت معاویہؓ کو باغی سمجھا جاتا تو غیر جانبدار صحابہؓ فوراً اپنی غیر جانبداری ترک کر کے حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ کم از کم حدیث زیرِ بحث کے چار غیر جانبدار راوی جنہوں نے خود نبی اکرمؐ سے یہ حدیث سماعت کی تھی ضرور حضرت علیؓ کی حمایت کرتے کیونکہ یہ صحابہؓ کی شان سے بعید ہے کہ وہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد بھی حق کی حمایت نہ کریں۔

سیدنا علیؓ نے بھی اپنے طرزِ عمل سے یہ واضح کر دیا کہ حضرت معاویہؓ باغی نہیں ہیں اگر انہیں باغی سمجھتے تو جنگ بندی کیوں قبول کرتے۔ قرآنی حکم تو یہ ہے کہ باغیوں سے اس وقت تک قتال جاری رکھا جائے جب تک وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آجائیں۔ جب بقول بعض سیدنا معاویہؓ کا "باغی" ہونا ثابت ہو چکا تھا تو حضرت علیؓ نے ثالثی کیوں قبول کی۔ پھر مزید برآں ثالثوں کا فیصلہ بھی حدیث زیرِ بحث کے مطابق نہ تھا۔ اگر انہیں باغی سمجھا جاتا تو ان کے گروہ کے مقتولین پر نمازِ جنازہ کیوں پڑھی حالانکہ باغی پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی "ولا یصلی علی قتل اهل البغی"۔ پھر اپنی خلافت کے آخری دور میں ان سے صلح کیوں کی جبکہ باغیوں سے کسی خاص مدت کے لئے نہ تو صلح کی جا سکتی ہے اور نہ کسی مال کی ضمانت دینے پر ان سے جنگ کو ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ پھر مزید یہ کہ حضرت حسنؓ بھی حضرت معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے اگر "نص صریح" سے ان کا باغی ہونا ثابت ہو چکا تھا تو ان سے قتال فرض تھا نہ کہ مسلمانوں کے زمامِ قیادت ہی ان کی سپرد کر دی جاتی۔ حضرت حسنؓ کے اس فیصلے کی تائید و تصدیق اس وقت کی پوری مملکت اسلامیہ نے کی اور اس سال کا نام ہی عام الجماعت رکھا گیا۔ یعنی نظم حکومت میں جو انتشار پیدا ہو گیا تھا وہ حضرت معاویہؓ کے خلیفہ بنتے ہی نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق میں تبدیل ہو گیا۔

نبی اکرمؐ کی ایک حدیث مبارک سے بھی حضرت حسنؓ کے اس فیصلہ کی تحسین و ستائش معلوم ہوتی ہے "ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین" (بخاری کتاب الصلح)

میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے۔

اس حدیث میں نبی اکرمؐ حضرت معاویہؓ کے گروہ کو مسلمانوں کا عظیم گروہ فرما رہے ہیں۔ حضرت عمارؓ ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔ حدیث میں ان کے قاتل گروہ کو "فئة باغیة" کہا گیا اور صلح حسنؓ ۴۱ھ میں ہوئی۔ "فئتین عظیمتین من المسلمین" سے بالاتفاق حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کے گروہ مراد ہیں جبکہ "فئة باغیة" سے ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا گروہ مراد

Scanned with CamScanner

ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ یا ان کے گروہ پر "فئۃ باغیۃ" کا اطلاق "نص صریح"، "فتنۃ عظیمۃ" کے خلاف ہے۔ اس کے باوجود انہیں باغی کہنا صریح ظلم ہے۔

اس طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابوں میں یہ حدیث آئی ہے کہ "لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان یقتل بینھما مقتلۃ عظیمۃ و دعواھما واحدۃ"

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں آپس میں قتال نہ کریں ان کے درمیان عظیم قتال ہوگا اور ان دونوں جماعتوں کی دعوت ایک ہوگی۔ شارحین حدیث کے نزدیک دو عظیم جماعتوں سے مراد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتیں ہیں اور آپؐ نے ان دونوں کی دعوت کو ایک قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ دونوں جماعتیں حق پر تھیں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے آپؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "تمرق مارقۃ عند فرقۃ من المسلمین تقتلھم اولی الطائفتین بالحق" مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے وقت ایک گروہ (امت سے) نکل جائے گا اور اس کو وہ گروہ قتل کرے گا جو مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں حق سے زیادہ قریب ہوگا۔

اس حدیث میں امت سے نکل جانے والے فرقہ سے مراد باتفاق خوارج ہیں آپؐ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف حق اور باطل کا نہیں تھا بلکہ حضرت معاویہؓ بھی حق پر تھے۔

جنگِ صفین کے بعد حضرت علیؓ نے ایک گشتی مراسلہ جاری فرمایا کہ ہمارا اور اہل شام کا تقابل ہوا ہے۔ حالانکہ ظاہر بات ہے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہمارے نبیؐ ایک ہیں اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور اسکے نبیؐ کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے زیادہ ہیں نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں پس ان کا اور ہمارا دینی معاملہ بالکل ایک جیسا ہے کوئی فرق نہیں مگر خونِ عثمانؓ کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا ہے حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔

(مشاجراتِ بانوازی ص۱۸۲)

جب سبائیوں نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں سخت کلمات کہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "لا تقولوا الا خیراً انما ھم قوم زعموا انا بغینا علیھم و زعمنا انھم بغوا علینا فقاتلناھم"

(منہاج السنۃ ص۶۱/۳)

ان کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہو۔ ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے اور ہم نے یہ گمان کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے پس (اس گمان پر) ہم نے ان سے قتال کیا۔

حضرت علیؓ کے ارشاد "بغوا علینا" سے بغاوت اصطلاحی یا شرعی نہیں بلکہ لغوی مراد ہے یعنی زیادتی، حد سے تجاوز کرنا اور طلب کرنا وغیرہ اسی طرح "انا بغینا علیھم" میں بھی اصطلاحی بغاوت مراد نہیں کیونکہ حضرت علیؓ کی بغاوت کے کیا معنی؟

لہٰذا مذکورہ احادیث اور تاریخی حقائق کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کے گروہ پر "فئۃ باغیۃ" کا اطلاق خلاف واقعہ، بے بنیاد، لغو اور واضح تبرا ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے دو عظیم گروہوں کے علاوہ تیسرے گروہ (قاتلین عثمانؓ) پر یقیناً "فئۃ باغیۃ" کا اطلاق درست ہے جو سیدنا علیؓ کی فوج میں شامل ہو کر امت مسلمہ میں افتراق و انتشار کا بیج بو کر دعوت الی النار کا اہتمام کر دیا تھا۔ یہی گروہ ہے جس نے حضرت عثمانؓ کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ کیا حضرت عثمانؓ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، جس نے جنگ جمل برپا کی حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ کو قتل کیا، پھر حضرت معاویہؓ کے خلاف لشکر کشی کی اور یقیناً حضرت عمار کا قاتل بھی یہی گروہ ہے۔

حدیثِ زیر بحث کی ایک روایت یوں بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا "یا عمار لا یقتلک اصحابی تقتلک الفئۃ الباغیۃ" اے عمار تجھے میرے صحابہؓ میں سے کوئی قتل نہ کرے گا بلکہ

Scanned with CamScanner

باغی جماعت قتل کرے گی۔ (وفاءالوفاء) اس حدیث میں "فئۃ باغیۃ" کو صحابہؓ کے مقابلہ میں لایا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جماعت باغیہ صحابہؓ کے علاوہ کوئی اور جماعت تھی اور حضرت معاویہؓ کا صحابی ہونا قطعی ہے لہٰذا انہیں قاتل عمار کہنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ سیدنا علیؓ کو قاتل عثمانؓ کہنا۔ اسلام میں اولاً بالذات باغی جماعت وہی ہے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی مرتکب ہو کر "فئۃ باغیۃ" کی حقیقی مصداق بنی اور اس گروہ نے حضرت عمارؓ کو بھی قتل کیا تھا۔

بعض حضرات نے تاریخ کی ایک روایت کے پیش نظر حضرت عمارؓ کی جنگ صفین میں شرکت کو ہی مشتبہ قرار دیا ہے وہ اسطرح کہ جب حضرت عثمانؓ نے انہیں تحقیقات کی غرض سے مصر بھیجا تھا جہاں انہیں سبائیوں نے روک لیا تھا یہاں تک کہ لوگوں (اہلِ مدینہ) نے گمان کر لیا کہ وہ دھوکا سے قتل کر دیئے گئے ہیں۔

سبائیوں کے لئے حضرت عمارؓ کو راستہ سے ہٹانا نہایت ضروری تھا کیونکہ وہ باغیوں کی سازشوں سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ باغیوں کو بھی بخوبی جانتے تھے اسلئے حضرت عمارؓ کی زندگی انہیں ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ فریقین میں جب بھی صلح ہو گی تو قاتلین کا پتہ چلانے میں یہ اہم کردار ادا کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ جمل سے پہلے معاہدہ صلح طے ہو جانے کے بعد باغیوں نے جنگ چھیڑ کر فریقین کو سنبھلنے بھی نہ دیا۔ جنگ صفین سے پہلے بھی صلح کیلئے مذاکرات ہوتے رہے اور فریقین میں آثار صلح محسوس کر کے انہوں نے دوبارہ جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔ اس کے بعد جب فریقین نے دوران جنگ ہی یہ عہد کر کے جنگ بند کر دی کہ قاتلین سے قرآن کے مطابق قصاص لیا جائے گا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ قاتلین کے سرغنے اشتر نخعی نے اس صلح کو اپنی جان کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے جنگ جاری رکھی تو حضرت علیؓ نے اسے انتہائی سختی کے ساتھ جنگ بندی کا حکم دیا۔ تحکیم کے دوران اور تحکیم کے بعد بھی یہ شخص سازشوں اور اہلِ شام کے ساتھ ساتھ شاہدوں کو ٹھکانے لگانا سب سے بڑا مشغلہ تھا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔ کچھ شاہدوں کو جنگ جمل میں (حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور ان کے رفقاء) اور بعض کو جنگ صفین میں منظر سے غائب کر دیا۔

بعض حضرات نے حضرت معاویہؓ کا یہ قول نقل کر کے خوب طنز کیا ہے کہ جب حضرت عمارؓ کی شہادت کی اطلاع حضرت معاویہؓ کو ملی تو انہوں نے فوراً یہ تاویل کی کہ "کیا ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے؟ انہیں تو اس نے قتل کیا جو انہیں میدان جنگ میں لایا۔"

اس پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ پھر اس طرح تو شہدائے بدر و احد کے قاتل نبی اکرمؐ ہیں جو انہیں ساتھ لائے تھے۔

حضرت معاویہؓ کا یہ قول اگر سبائیت کا تراشا ہوا نہیں ہے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت کبھی سبب فعل کی طرف جاتی ہے جیسے "انھن اضللن کثیرا من الناس"

ظاہر ہے کہ بے جان پتھر کسی کو گمراہ کر سکتے ہیں مگر چونکہ یہ بت انسانوں کی گمراہی کا سبب بنے اسلئے گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی۔ حضرت معاویہؓ کے متذکرہ قول سے ان کی بصیرت کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ مختصر ترین تبصرہ میں اصل مجرموں کی نشاندہی کر دی کہ نہ حضرت عثمانؓ کو ظلماً شہید کیا جاتا نہ سبائی لوگ خلافت مرتضوی پر حاوی ہوتے، نہ جمل و صفین میں مصالحت کی فضا پیدا ہونے کے بعد جنگ چھڑتی اور نہ بے وجہ مسلمانوں کا کشت و خون ہوتا لہٰذا ان تمام واقعات، اختلافات، تنازعات اور سانحات کا سبب "الفئۃ الباغیۃ" یعنی قاتلین عثمانؓ ہیں شہدائے بدر و احد کے قتل کے ذمہ دار بھی وہ کفار تھے جو ان جنگوں کا سبب بنے نہ کہ نبی اکرمؐ جو صلح و امن اور عدل کے لئے تشریف لائے۔ لہٰذا حضرت معاویہؓ کی تاویل درست ہے کہ حضرت عمارؓ کے قتل کا سبب یہی گروہ تھا۔ لیکن یہ تاویل بعد میں سبائیوں نے حضرت معاویہؓ کو باغی ثابت کرنے کے لئے ان کی طرف منسوب کی گذشتہ بحث سے یہ بات روز روشن

کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ حضرت عمارؓ کو اسی گروہ نے قتل کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ کی فوج میں اس سبائی گروہ کی شمولیت کی وجہ سے صحابہؓ کی عظیم اکثریت نے نہ تو حضرت علیؓ کا ساتھ دیا، اور نہ ان کی بیعت کی۔ ان باغیوں نے اپنی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے قصاص کا شرعی مطالبہ کرنے والوں کو باغی قرار دیا حالانکہ بالاتفاق باغی گروہ وہ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کا قتل عثمان کے بعد بھی حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دینا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ امیر المومنین سیدنا معاویہؓ باغی نہ تھے۔ نیز حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل صحابہؓ نے بھی حضرت معاویہؓ کو باغی قرار نہیں دیا۔ لہٰذا یہ کہنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ حضرت معاویہؓ کے باغی نہ ہونے پر صحابہؓ کا اجماع ہے اور اجماع صحابہؓ حجت شرعیہ ہے اس کا منکر فاسق ہے۔ اب دو ہی صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں یا تو اجماع صحابہؓ کا انکار کر کے اپنے آپ کو فاسقین میں شمار کرایا جائے یا حضرت معاویہؓ کے بارے میں یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ باغی نہ تھے۔ جو حضرات سبائی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر انہیں باغی سمجھتے ہیں اس کی رو سے اول تو یہ لازم آتا ہے کہ صحابہؓ کا قول و عمل حجت نہیں اور دوسری جانب صحابہؓ کا العیاذ باللہ گمراہ ہونا لازم آتا ہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں (قاتلین عثمانؓ کے علاوہ) کا بھی اسلئے کہ انہوں نے کبھی صحابہؓ سے یہ نہیں کیا کہ قتل عمارؓ سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ حضرت معاویہؓ باغی ہیں اب عیر جانبداری کی آخر کیا وجہ ہے۔ حضرات حکمینؓ (حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ) کے سامنے بھی یہ نکتہ نہ اٹھایا گیا اور پھر حضرت حسنؓ نے بھی یہ بات کسی کے سامنے پیش نہیں کی بلکہ ان کے حق میں دستبردار ہو کر انکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حیرت ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہؓ اور تابعینؒ کو تو یہ دلیل نہ سوجھی لیکن سبائی مؤرخین ابو مخنف، کلبی، واقدی، ابو حنیفہ دینوری، طبری، مسعودی اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو صدیوں بعد سینہ بہ سینہ علم باطن کے ذریعے یہ دلیل نظر آگئی اور بعد کے سنی علماء نے طبری وغیرہ کو مفسر، محدث، مؤرخ اور محقق گردانتے ہوئے اس پر ایمان لانا ضروری سمجھا۔ حالانکہ اسی طبری کو وفات کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں ہونے دیا گیا بعد میں مجبوراً اسے گھر کے صحن میں دفن کیا گیا۔ قارئین کرام خود فیصلہ فرمالیں کہ کیا ان کے لئے حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ کا طرزِ عمل قابل اتباع ہے یا بعد میں آنے والے سبائیت زدہ "اکابر" کا طرزِ عمل۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

آمین

تاریخی معلومات ما عہد خلافت راشدہ

★ امام الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۱۴ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ
۲ برس ۳ ماہ ۱۹ دن

★ امام عدل و حریت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ تا یکم محرم الحرام ۲۳ھ
۱۰ برس ۱۱ ماہ ۴ دن

★ امام مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
یکم محرم الحرام ۲۴ھ تا ۱۸ ذی الحج ۳۵ھ
۱۱ برس ۱۱ ماہ ۱۷ دن

★ رفیق شیخین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۲۴ ذی الحج ۳۵ھ تا ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ
۴ برس ۹ ماہ ۲۳ دن

★ سبطِ رسولؐ حضرت حسن رضی اللہ عنہ
۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ تا ۲۱ ربیع الاول ۴۱ھ
تقریباً چھ ماہ

★ عصاۃ الاسلام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
۲۱ ربیع الاول ۴۱ھ تا ۲۲ رجب المرجب ۶۰ھ
۱۹ برس ۵ ماہ ۱ دن

علاقہ سمندری کی مشہور دینی درس گاہ
جامعہ عثمانیہ
رجانہ روڈ سمندری ضلع فیصل آباد
قاری عبدالرحمان جامی
مہتمم مدرسہ جامعہ عثمانیہ

Scanned with CamScanner

اُم المُومِنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض

حدیث میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام خصوصیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ہی حضور علیہ السلام کی اوّل رازدار ہیں۔ اور ابتدائے وحی کے موقع پر آپ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کے پاس لے گئیں تھیں۔ آپ کا نام خدیجہ اور لقب طاہرہ ہے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی مقدس بی بی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائد ہے والد کا نام عامر بن لوی ہے حضرت خدیجہ کی پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی اور دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد آپ عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد میں آئیں ان سے ایک لڑکی بنام ہند پیدا ہوئی۔ اسی لئے آپ ام ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ سیدالمرسلین علیہ السلام کے عقد نکاح میں آئیں۔ اس وقت حضور علیہ السلام کی عمر شریف ۲۵ برس اور حضرت خدیجہ کی عمر مبارک ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور علیہ السلام نے دوسری شادی نہیں فرمائی تھی۔ حضور کی ان سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے جو کہ بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ اور چار صاحبزادیاں حضرت فاطمہ رض، حضرت زینب رض، حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ۔

حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کو بے انتہا محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول شریف تھا۔ جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا۔ تو آپ حضرت خدیجہ کے ملنے والی عورتوں کے پاس گوشت ضرور بھجواتے۔ خود حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ پر بہت رشک آتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو کچھ کہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے مجھے خدیجہ کی محبت دی ہے۔

(مسلم شریف فضل خدیجہ)

ایک دفعہ حضرت عائشہ رض نے عرض کیا آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں۔ جو مر چکی ہیں۔ استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ رض نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے وہ اسلام لائیں۔ جب میرا کوئی معین نہ تھا۔ انہوں نے میری مدد کی۔

ورقہ بن نوفل

یہ حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور کتب سماویہ کے عالم اور نیک آدمی تھے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ چنانچہ مستدرک کی حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے نزولِ وحی کا واقعہ سن کر عرض کی

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ
اِنَّکَ نَبِیٌّ (مستدرک)

مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ تو نبی ہیں۔

نیز ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت خدیجہ نے پوچھا کہ حضور ورقہ نے آپ کی تصدیق تو کرلی تھی۔ مگر آپ کے اظہار نبوت سے قبل ہی وہ وفات پا گئے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے خواب میں ان کو سفید لباس میں دیکھا ہے اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا۔ ان احادیث کی روشنی میں شراح حدیث نے ورقہ بن نوفل کو مسلمان قرار دیا ہے بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ ورقہ عیسائی تھے۔ کتب سماویہ کے عالم تھے نیک تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی نبوت کی انہوں نے تصدیق کی تھی۔ حضور علیہ السلام کی کیفیت سن کر عرض کی تھی کہ یہ وہ ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔

لفظ ناموس کی تحقیق

لفظ ناموس۔ جاسوس کے وزن پر ہے۔ دونوں کے معنیٰ راز دار کے ہیں جیسے کہتے ہیں۔ نامستہ ای سارّرتہ اس نے راز کو چھپایا۔

ناموس اور جاسوس میں فرق یہ ہے کہ ناموس خیر و برکت کا راز ہوتا ہے اور جاسوس برائی کا۔ جبرئیل امین کو ناموسِ اکبر اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ انبیاء کرام کے رازدار ہوتے تھے۔

لفظ مَلَک کی تحقیق

حدیث ہٰذا میں لفظ ملک ہے لفظ ملائکہ کا واحد ملاک ہے جو بقاعدہ صرف مَلک ہو گیا یہ الوکتہ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ پیغام کے ہیں۔ ملائکہ الٰہی۔ خالق و مخلوق کے درمیان قاصد ہوتے ہیں۔

قرآن پاک نے ان کو رسل اور رسل اللہ قاصدانِ الٰہی فرمایا ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا

اللہ فرشتوں میں سے اپنے پیغامبر منتخب فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کارخانہ الٰہیہ کو چلاتے ہیں اسی لئے ان کو مدبراتِ امر کہا گیا ہے۔ بسورۃ والنازعات میں ملائکہ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سراپا مطیع ہیں اور اس کے حکم کے تابع و فرمان ہیں اور حکم الٰہی سے کبھی روگردانی نہیں کرتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتیں۔ ان کی آمد سے معمور ہیں اور کتب سماویہ کے نام کے ساتھ ان کا نام ضرور آتا ہے ملائکہ کے سرخیل اور شہنشاہ حضرت جبریل ہیں جو وحی رسالت کے لانے پر مامور ہیں اور دیگر امور کو سرانجام دینا ان کے فرائض ہیں۔

لفظ جبرئیل

عبرانی لفظ ہے جس کے معنی مردِ خدا کے ہیں۔ لیکن اصطلاح شرح میں جبرئیل اس ملک مقرب کا نام ہے جو خدا اور خاصانِ خدا کے درمیان پیامبری کی خدمت انجام دیتا ہے اور جو رسل ملائکہ سے ہے۔ کتب عقائد میں لکھا ہے۔

رسل الملٰئکۃ ھم المبلغون لاحکام الوحی الی الانبیاءِ من البشر وافضلھم جبرئیل عَلَیہ السّلام کما اخرجہ الطبرانی مرفاعًا (نبراس)

اور رسل ملائکہ وہ ہیں جو احکام وحی انبیاء بشری کو پہنچاتے ہیں اور ان میں جبرئیل امین سب سے افضل ہیں۔ جیسا کہ طبرانی کی مرفوع حدیث میں آیا۔

علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے لکھا:

اتفق ائمۃ المسلمین ان حکم المرسلین منھم ای من الملٰئکۃ حکم النبیین سواء فی العصمۃ وتعظیم الحرمۃ مما ذکرنا عصمتھم منہ وانھم فی حقوق الانبیاء والتبلیغ الیھم کالانبیاء مع الامم (شفا مع نسیم الریاض وشرح علی)

قاری ج ۲ ص ۱۵۴

تمام ائمہ مسلمین کا اتفاق ہے کہ جو انبیاء کرام کا حکم ہے وہی مرسلین ملائکہ کا حکم ہے اور وہ عصمت و تعظیم و حرمت میں برابر ہیں اور بے شک مرسلین ملائکہ کو حقوق انبیاء حاصل ہیں اور جیسے انبیاء کرام امتوں کو احکام پہنچاتے ہیں اسی طرح مرسلین ملائکہ حضرات انبیاء کو احکام الٰہیہ پہنچاتے ہیں۔

قرآن حکیم میں جبریل علیہ السلام کو الروح الامین (امانت وروح) بھی کہا گیا ہے اور روح القدس بھی اور قرآن پاک میں جبریل کا نام تین مقام پر آیا ہے۔ آغازِ وحی کی اس حدیث میں جو ملک کا لفظ آیا ہے اور جس کو ورقہ نے ناموس کے نام سے موسوم کیا ہے وہ یہی جبریل ہے۔

۱۔ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ

۲۔ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ

۱۔ جبریل نے آپ کے دل پر قرآن نازل کیا۔

۲۔ تم فرماؤ اس کو روح القدس نے میرے ربّ کی طرف سے سچائی کے ساتھ اتارا ہے۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ جبریل وہ فرشتہ ہیں جن کے سپرد وحی لانے کی خدمت ہے۔ حضرت جبریل ہی عذاب، زلزلے، ہدم و غرق وغیرہ امور سرانجام دیتے ہیں۔ جبر سریانی زبان میں عبد کو کہتے ہیں اور ایل اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔